معجزہ معراج
اور
عقائد اہلسنّت



علّامہ ریاست علی مجدّدی

شاکر پبلی کیشنز لاہور

معجزۂ معراجِ مصطفےٰ ﷺ کی روشنی میں

عقائد اہل سنت کی ضیاء پاشیاں

معجزۂ معراج اور عقائد اہل سنت

مؤلف

ریاست علی مجددی

0304 3136715

1/10-2024

شاکر پبلی کیشنز

اردو بازار لاہور

فون: 042-37240084

معجزۂ معراج اور عقائد اہل سنت

باہتمام ——— ملک محمد شاکر

سن اشاعت ——— 2020ء

طابع ——— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

قیمت ——— 400 روپے

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور
042-3724600

نظامیہ کتاب گھر
زبیدہ سنٹر۔ ۴۰ اُردو بازار لاہور
0301-4377868

اشرف بُک ایجنسی
راولپنڈی

مکتبہ قادریہ
داتا دربار مارکیٹ لاہور
042-37226293

مکتبہ البلال
چوک اعظم
0302-8769118

معراج کتب خانہ
اندرون بوہڑ گیٹ ملتان
0323-7210125

مکتبہ بابا فرید
چوک چٹی قبر
پاک پتن شریف

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کردی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔ ادارہ

حُسنِ اِنتساب

تاجدارِ قرن... خیر التابعین... سلطانُ العاشقین... برہانُ الواصلین
مقتدائے کاملین... امام المتقین... محبوب بارگاہِ سید المرسلین... عاشق رسول

حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ

کی بارگاہِ قدسیہ میں

بتوسط

امام سلسلہ نقشبندیہ' قطب الاقطاب' بادشاہِ اہل محبت' چراغ دین وملت
شناسائے بحر حقیقت' سلطانُ الاولیاء' قدوۃُ العارفین

حضرت خواجہ سید محمد بہاؤ الدین نقشبند بخاری اویسی رحمۃ اللہ علیہ

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

دیکھ لو تم اے فرشتو! میری جبیں پہ رقم ہے
میں ہوں کس کا نام لیوا' کس سے میرا انتساب

طالب شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ریاست علی مجددی

فیضانِ نظر

چراغ راہِ جہاد... داعیٔ صراطِ حق... بدرِ منیر... ماہِ تاباں... وقارِ عالماں
صاحب عرفان... تاجِ زمانہ... اِک ملک صفت اِنساں... سعیدِ زماں
قاسم عشق و محبت رسول... مصباح بردارِ عشق رسول... تمکنت مجلس فقر... عالم عصر
سراج العارفین... شہبازِ طریقت... شارحِ مکتوباتِ اِمام رَبّانی... سعید الاولیاء
حضرت علامہ ابوالبیان **پیر محمد سعید احمد مجددی** قدس سرہُ العزیز
نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ... قادری... چشتی... شاذلی... اُویسی رحمۃ اللہ علیہ
آستانہء عالیہ درگاہ حضرتِ ابوالبیان علیہ الرحمتہ والرضوان گوجرانوالہ
جن کی نگاہِ فیض سے بندۂ ناچیز یہ خدمت سرانجام دے سکا

فیضانِ کرم

پیکر صدق و اِخلاص... عالمی مبلغِ اِسلام... پروردۂ آغوش ولایت
شیخ کامل... بحرِ علم و عرفان... جانشین ابوالبیان... صاحبزادہ والاشان
حضرت علامہ صاحبزادہ **پیر محمد رفیق احمد مجددی** دامت برکاتہم العالیہ
زیب سجادہ درگاہ حضرتِ ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ شریف
مدیرِ اعلیٰ عالمی اِدارہ تنظیم الاسلام

گدائے درگاہِ مرشد
ریاست علی مجددی

فہرست

معراجِ مصطفیٰ ﷺ کے عملی ثبوت

حمد باری تعالیٰ

اَللّٰہُ اَللّٰہُ ...... سُبْحَانَ اللّٰہِ

اوّل ' آخر ' یکتا ' اعلیٰ ◆ واحد ' قادر ' دانا ' بینا
مشفق ' مالک ' خالق ' مولیٰ ◆ سب تعریفیں تیری داتا
وردِ زباں ہو لحہ لحہ
اَللّٰہُ اَللّٰہُ ...... سُبْحَانَ اللّٰہِ

اے رب تیرا منشاء قرآں ◆ آیت آیت نورِ ایماں
صفحہ صفحہ درسِ عرفاں ◆ ہر پارہ فیض بے پایاں
پاک صحیفہ تیرا مجلّہ
اَللّٰہُ اَللّٰہُ ...... سُبْحَانَ اللّٰہِ

سبزہ ' غنچے ' خوشبو ' گلشن ◆ میداں ' ساگر ' پربت اور بن
جھرنے ندیاں ' بہتے درپن ◆ ہر منظر میں تیرا درشن
تیری عظمت تیرا جلوہ
اَللّٰہُ اَللّٰہُ ...... سُبْحَانَ اللّٰہِ

سورج ' گردوں ' چاند ' ستارے ◆ جیسے خلاؤں میں غبارے
کاہ کشاں جُملہ سیّارے ◆ تیری قدرت کے شہ پارے
عالم عالم تیرا نقشہ
اَللّٰہُ اَللّٰہُ ...... سُبْحَانَ اللّٰہِ

دُکھ اور راحت تیرے بس میں ◆ عزت ' ذِلت تیرے بس میں
راج حکومت تیرے بس میں ◆ قادر! فطرت تیرے بس میں
ہر شے پر ہے تیرا قبضہ

اَللّٰہُ اَللّٰہُ...... سُبْحَانَ اللّٰہِ

معراجِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی فلک اُتے رَہ یار گیا ❖ کوئی جا سدرہ تے ہار گیا
اک کالیاں زُلفاں والا سی ❖ جیہڑا عرش توں وی لنگھ پار گیا
حوراں سہرے گوندیاں آئیاں ❖ زُلفاں رستیاں وچہ وچھائیاں
لنگھدا جہیڑے راہوں سوہنا ❖ عربی شاہ اسوار گیا
تارے ڈُب ڈُب تردے جاندے ❖ قدسی سجدے کر دے جاندے
نظر کرم دی کر کے سوہنا ❖ سب دے بیڑے تار گیا
کستوری دے حُلّے آون ❖ خوشبُوآں دے ہُلّے آون
عرش دا راہی جاندا جاندا ❖ ہَر سُو مہک کھلار گیا
گھر والا گھر جا کے آیا ❖ اُمت نوں بخشا کے آیا
بیڑا عاصیاں والا صائم ❖ اَج راتیں ہو پار گیا

مچلتا ہے دل ڈُبڈباتی ہیں آنکھیں، خدا جانے کیسا مقام آرہا ہے
ادب سے نگاہوں کو اپنی جھکا لو وہ دیکھو وہ بابُ السلام آرہا ہے
محبت سے عرشِ بریں کو سوارا، یہ معراج کی شب خدا نے پکارا
فرشتو اِدھر آؤ دھومیں مچاؤ میرا آج ماہِ تمام آرہا ہے

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ ، رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ، سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ!

تمام تعریفیں اُس رحمٰن ورحیم اللہ کریم کے لئے ہیں، جو تمام جہانوں کو مرتبۂ کمال تک پہنچانے والا ہے۔ پھر لاتعداد درُود وسلام خلاصۂ موجودات... مقصودِ کائنات... سیدُ الابرار... محبوبِ پرُوردگار... سرورِ عالم... نورِ مجسم... احمدِ مجتبیٰ... محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں۔

اللہ ربُّ العزت نے جتنے کمالات ومعجزات انبیاء ومرسلین کو عطا فرمائے، وہ تمام اور مزید لاتعداد کمالات ومعجزات اپنے پیارے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے۔ جہاں اُن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند مرتبہ شان کا اِظہار ہوتا ہے، وہیں اُن میں مسلک حق اہل سنت وجماعت کے عقائد کا اِظہار ہوتا ہے۔

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، مقصودِ کائنات، زینت کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ معجزات میں سے معجزۂ معراج میں مسلک حق اہل سنت وجماعت کے عقائد ضوفشاں ہیں۔ علمائے کرام، محدثین عظام، مشائخ کبار، اور صاحبانِ علم ودانش نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق اُن سے نقاب کشائی فرمائی ہے۔ بندۂ ناچیز نے بھی عاجزانہ کوشش کی ہے، یہ سب اللہ ربُّ العزت کی مہربانی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازی۔ میرے والدین کی دعاؤں اور میرے آقا ولی نعمت، شیخ طریقت، شارح مکتوباتِ امامِ ربانی،

حضرت علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی نظرِ کرم کا نتیجہ ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزۂ معراج شریف سے انمول پھول چُن کر یہ خوبصورت گلدستہ تیار کیا گیا ہے، بارگاہِ الٰہی میں دُعا ہے کہ اِس کی خوشبو سے ہر مومن مسلمان کے دل کی کلی کھل اُٹھے، دماغ معطر ہو جائے اور ایمان کو تازگی نصیب ہو۔

صاحب تحقیق وجستجو، ہمدرد اہل سنت، محافظ عقائد اہل سنت، حضرت علامہ مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری (آف کامونکی) نے اپنا انتہائی قیمتی وقت نکال کر احادیث کی تخریج فرمائی۔ اللہ ربُّ العزت کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ انہیں دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے......امین۔

اِس سے استفادہ کرنے والوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اپنی دُعاؤں میں اِس عاجز راقم الحروف کو ضرور یاد رکھیئے گا۔

مزید گذارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی سقم نظر آئے، تو بجائے تنقید کے اصلاحی پہلو کے پیشِ نظر ضرور آگاہ فرمائیں۔ تقریباً دس بارہ سال سے اِس عنوان پر کام شروع تھا، کئی جگہ پر حوالے رہ گئے ہیں، اُن سے آگاہ فرما کر شکریہ کا موقعہ فراہم کریں، اِن شاء اللہ تعالیٰ انہیں آئندہ ایڈیشن میں شامل کر لیا جائے گا اور تصحیح کی بھی کوشش کی جائے گی۔

جن علماء ومشائخ کے کلام سے استفادہ کیا ہے اور جو محبت سے اس کا مطالعہ کریں گے اور اِس کو اشاعت کے زیور سے آراستہ کرنے والے، دُعا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے اور اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے......امین۔ یاربُّ العالمین، بجاہِ سیدُ المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

طالبِ شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ریاست علی مجدّدی

0304 313 6715

۲۲ رجمادی الثانی ۱۴۴۱ھ/ ۱۷ فروری ۲۰۲۰ء

نعت عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اِسلام کے ہر دَور میں جس کسی کو بھی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پاک لکھنے کا شرف ملا' اُس نے ذِکرِ معراج کو فراموش نہیں کیا۔ وجہ یہ ہے کہ نعت ہے عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان اور ہر واقعہ معراج کا ہر پہلو اوّل سے آخر تک بالکل منفرد انداز میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی یکتائی ہی کا بیان ہے۔

حضرت اقبال رحمۃ اللہ علیہ جن کی عمر بھر کی تگ ودَو کا مقصود قوم کو عشق حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار اور ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تیار کرنا تھا' وہ بار بار بھی ذکر معراج کریں تو حیرت کی بات نہیں' حیرت تو اس وقت ہوتی ہے جب غالب جیسا شاعر بھی غزل لکھتے لکھتے مقطع یوں کہہ جاتا ہے:

اُس کی اُمت میں ہوں مَیں' میرے رہیں کیوں کام بند
واسطے جس شہ کے غالبؔ گنبد بے در کھلا

خود علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تو معنیٰ والنجم نہ سمجھا تو عجب کیا
ہے تیرا مد و جزر ابھی چاند کا محتاج

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے کون واقف نہیں۔ 'بوستاں' میں نعت شریف کے دوران معراجِ مقدس کا ذِکر کرتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مکالمہ یوں پیش کرتے ہیں:

بدو گفت سالارِ بیت الحرام = کہ اے حاملِ وحی برتر خرام

چو در دوستی مخلصم یافتی = عنانم ز صحبت چرا تافتی

بگفتا فراتر مجالم نماند = بماندم که نیروئے بالم نماند

اگر یکسر موئے برتر پرم = فروغ تجلی بسوزد پرم

بیت الحرام کے سید و سالار حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا: اے وحی خداوند کو اُٹھانے والے آگے بھی پرواز کیجئے۔ جب آپ نے مجھے دوستی میں مخلص دیکھا ہے تو صحبت ترک کرنے کا کیا معنیٰ؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی، حضور! (صلی اللہ علیہ وسلم) آگے جانے کی مجال نہیں کیونکہ میرے بازو میں مزید اُڑنے کی طاقت نہیں۔ اگر بال کے سرے کے برابر بھی آگے اُڑوں تو جلووں کی چمک دمک میرے بازو جلا کے رکھ دے گی۔

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار نعتیں لکھی ہیں، آپ کی ایک مشہور نعت شریف کا مقطع یہ ہے:

زِسِرِّ سِینَہ اَش جَامِیُ = اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ بَرخوَان

زِمِعْرَاجش چِه مِی پُرسِی = کہ سُبْحٰنَ الَّذِی اَسْرٰی

ہندوستان میں حضرت جمالی کشورِ نعت کے مایہ ناز فرمانروا تھے، اُنھوں نے نعت شریف میں معراج شریف کے حوالے سے ایک ایسا شعر لکھا جس کی تازگی کبھی ختم نہیں ہوسکتی، شعر یہ ہے:

موسٰی ز ہوش رفت بیک پرتو صفات

تو عین ذات بنگری و در تبسـ ی

کہتے ہیں کہ خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس شعر کی نسبت خوشنودی و قبولیت کا اِظہار فرمایا۔

'عربی نعت' میں جو درخشاں و تاباں مقام حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو

حاصل ہے، کسی بھی عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مخفی نہیں۔ آپ کا قصیدہ بردہ جب بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے شرفِ قبول حاصل کر چکا تو پھر اس کے قبول عام میں کیا دیر ہوتی، چنانچہ بڑی سرعت سے تمام عالم اِسلام میں اس کی اشاعت ہوئی۔ اس میں سے معراج شرف کے بارے میں چند اشعار:

سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ لَیْلًا اِلٰی حَرَمٍ = کَمَا سَرَی الْبَدْرُ فِیْ دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ

وَبِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِلْتَ مَنْزِلَةً = مِنْ قَابَ قَوْسَیْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

وَقَدَّ مَتْكَ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَاءِ بِهَا = وَالرُّسُلُ تَقْدِیْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰی خَدَمِ

وَجَلَّ مِقْدَارُ مَا اُوْلِیْتَ مِنْ رُتَبٍ = وَعَزَّ اِدْرَاكُ مَا اُوْلِیْتَ مِنْ نِعَمِ

بُشْرٰی لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنَّ لَنَا = مِنَ الْعِنَایَةِ رُكْنًا غَیْرَ مُنْهَدِمِ

(۱)...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم! آپ رات کو حرم مکہ سے حرم مسجد اقصیٰ تک اس طرح تشریف لے گئے جیسے چاندرات کو تاریکی میں چلتا ہے۔ (اس وقت وہ نہایت خوبصورت بھی لگتا ہے اور ظلمتوں کو دُور بھی کرتا ہے)۔

(۲)...... اور آپ رات ترقی کرتے کرتے منزل قاب قوسین پر پہنچ گئے۔ یہ منزل ایسی ہے جو نہ قبل ازیں حاصل کی گئی بلکہ طلب بھی نہیں کی گئی۔ (یعنی اس سے پہلے اس منزل قرب پر کوئی پہنچا، نہ کسی نے پہنچنے کی تمنا کی)

(۳)...... یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام نے وہاں (مسجد اقصیٰ) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا امام و پیشوا بنایا جس طرح آقا اپنے خادموں کا مقتدا ہوتا ہے۔

(۴)...... جن مدارج عالیہ پر آپ متمکن کیئے گئے اُن کی قدر و منزلت بہت بڑی ہے اور جو نعمتیں آپ کو دی گئیں ان کا حصول کسی غیر کے لئے بہت مشکل ہے۔

(۵)...... مسلمانو! یہ مژدہ خاص ہمارے لئے ہے کہ ہمارے لئے برکت و رحمت کا ایک ستون ہے جو گرنے والا ہی نہیں (بلکہ مضبوط ہے اور ہمیشہ کے لئے ہمارا سہارا ہے)

واقعہ معراج اہل ایمان کے لئے اتنا اہم ہے کہ چودہ سو سال سے اس کا ذِکر متواتر ہو رہا ہے۔ شاعر نے شعر میں اور ناثر نے نثر میں ذِکر معراج کر کے خود سکون لیا اور دوسروں کو سکون دیا۔

شاعر دربارِ رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ایک طویل نعت کے آخر میں عرض کرتے ہیں:

وانت مقدم دنیا و اُخریٰ = وصلے خلف ظهرك انبياء
فسبحٰن الذی اسراك ليلا = وفی المعراج كان لك ارتقاء
ونلت من السعادة منتهاها = علوا دون رفعته العلاء
وادناك الاله كقاب قوس = مع التنزيه و انكشف العظاء
خلقت مبرا من كل عيب = كانك قد خلقت كما تشاء
و اجمل منك لم ترقط عينی = و اكمل منك لم تلد النسآء
عليك صلواة ربی ما توالت = دهورا او ملا صبحا مساء

(۱) اور آپ دُنیا و آخرت کے پیشوا ہیں اور آپ کے پیچھے تمام انبیاء نے نماز پڑھی ہے۔
(۲) پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کو رات کو سیر کرائی اور آپ کے لئے شب معراج میں بلندی عظیم تھی۔
(۳) اور اپنی انتہائے سعادتمندی کے باعث ایسی بلندی کو پہنچے کہ تمام رفعتیں اس کے مقابل پست ہیں۔
(۴) اور قریب کیا آپ کو اللہ پاک نے کان کے فاصلہ کے برابر پاکی کے وصف کے ساتھ اور کھل گیا پردہ۔
(۵) اے اللہ کے محبوب آپ تمام عیبوں سے پاک پیدا کئے گئے ہو گویا آپ پیدا کئے گئے ہو جیسا آپ چاہتے تھے۔
(۶) اور ہرگز کسی آنکھ نے آپ سے بزرگ تر نہیں دیکھا اور عورتوں نے آپ سے کامل تر نہیں جنا۔
(۷) آپ خدائے پاک کی رحمت ہو، جیو جب تک کہ زمانہ رہے یا جب تک صبح اور شام

ہوتی رہے۔

معراج شریف کا مفہوم

معراج اس نورانی سفر کا اصطلاحی نام ہے جو محبوب حسن حقیقی صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم بالا کی طرف کیا۔ آسمانی کائنات کو دُور و نزدیک سے دیکھا' اپنے پیشرو احباب و ہم منصب اصحاب سے ملاقات کی' پھر حریم قدس کی خلوتوں میں داخل ہو گئے اور قرب و محبت کی ان منزلوں میں پہنچے جس کی نزاکتوں اور لطافتوں کو سمجھنے سے انسانی عقل و فراست قاصر ہے۔ یہ انسانی تاریخ کا حیرت انگیز' سب سے زیادہ عجیب اور منفرد واقعہ ہے' اس کی تفصیلات شعور و خرد کی گرفت میں آنے والی نہیں ہیں' آج کے سائنسی دَور میں بھی' جبکہ مسخرات کا لامتناہی سلسلہ جاری ہے' معراج کی بعض جزئیات ایک نہ کھلنے والا عقدہ اور مشکل ترین مسئلہ بنی ہوئی ہیں۔

سُبحانَ اللّٰہِ

رجب المرجب کے مقدس مہینے میں حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر معراج ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی ان کی اپنی اپنی شان و عظمت کے مطابق معراجیں عطا کی گئیں مگر سید الانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی معراج ان سب معراجوں کی سردار ہے۔

سُبحانَ اللّٰہِ

سیاح لامکاں حضور سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کا ذِکر کرنے والے کا فکر بھی بلند پرواز ہو جاتا ہے۔ اور مذکور کی برکت سے وہ بھی آسمانوں کی سیر کرنے لگ جاتا ہے۔

معراج شریف کی حیثیت

معراج شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جلیل القدر معجزہ اور اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے، اور اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ کمال قرب ظاہر ہوتا ہے جو مخلوقِ الٰہی میں آپ کے سوا کسی کو میسر نہیں۔ یعنی یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثل ہونے کی دلیل ہے۔ مکہ مکرمہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت المقدس تک شب کے چھوٹے حصہ میں تشریف لے جانا نص قرآنی سے ثابت ہے، اس کا منکر کافر ہے، اور آسمانوں کی سیر اور منازل قرب میں پہنچنا احادیث صحیحہ معتمدہ مشہورہ سے ثابت ہے جو حد تواتر کے قریب پہنچ گئی ہیں۔ اس کا منکر گمراہ۔ معراج شریف بحالت بیداری جسم و روح دونوں کے ساتھ ہوئی یہی جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔ ﴿تفسیر خزائن العرفان﴾

معراجِ جسمانی

اگر معراج خواب میں ہوتی تو واقعہ آپ کی نبوت پر دلیل نہ ہوتا، اور نہ اس کی حقیقت کا منکرین انکار کرتے، اور اگر یہ صرف خواب کا واقعہ ہوتا تو مشرکین اس کا رد نہ کرتے، کیونکہ خواب میں کسی عجیب و غریب چیز کو دیکھنے پر کسی کی حیرت نہیں ہوتی اور نہ کوئی اس کا انکار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے: اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ یہ نہیں فرمایا: اَسْرٰی بِرُوْحِ عَبْدِہٖ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا براق پر سوار ہونا بھی اس کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ جسمانی معراج تھی کیونکہ کسی سواری پر سوار ہونا جسم کا تقاضا کرتا ہے نہ کہ روح کا۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ﴿النجم: ۱۷﴾ (یہ نظر ایک طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی) سورۃ النجم کی یہ آیت بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ یہ بیداری کا واقعہ تھا، نیز اگر یہ خواب کا واقعہ ہوتا تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی نشانی اور معجزہ نہ ہوتا، اور آپ سے حضرت اُمِ ہانی یہ نہ کہتیں کہ آپ لوگوں سے یہ واقعہ بیان نہ کریں وہ آپ کی تکذیب کریں گے، اور نہ حضرت ابوبکر کی تصدیق کی کوئی فضیلت ہوتی اور نہ قریش کے طعن و تشنیع اور تکذیب کی کوئی وجہ ہوتی، حالانکہ جب آپ نے معراج کی خبر دی تو قریش نے آپ کی تکذیب کی، اور اگر یہ خواب ہوتا تو اس کا انکار نہ کیا جاتا۔

سفر نامہ معراجِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نبوت کا بارہواں سال طالب و مطلوب کے وصال کا سال تھا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک اکاون برس چار ماہ اُنیس دِن تھی، ماہِ رجب کی ستائیسویں رات، مکہ مکرمہ کی وادیٔ پُر بہار، ذرّہ ذرّہ آغوشِ ظلمت میں ڈوبا ہوا ہے، ہر طرف اِک سناٹا سا چھایا ہوا ہے، تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہمشیرہ اُم ہانی بنت ابو طالب کے دولت کدہ میں آرام فرما رہے ہیں، رُخِ اَنور سے نور کی کرنیں چھن چھن کر ماحول کو منور کر رہی ہیں، وجودِ اَقدس سے بھینی بھینی خوشبوئیں نکل نکل کر فضا کو معطر کر رہی ہیں، اللہ ربُ العزت کی طرف سے ایک اِعلان ہوتا ہے، زمانے کی حرکت بند کر دی جائے، کاروبارِ حیات روک دیا جائے، ستاروں کی گردش، سورج کی رفتار اور چاند کی حرکت روک دی جائے، رِضوانِ جنت کو حکم ملا کہ جنت کی حوریں آراستہ و پیراستہ ہو جائیں اور جنت کو مزید سنوار جائے، ملائکہ آسمان کو حکم ہوا کہ آج رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں، بنی آدم کی قبروں سے عذاب موقوف کر دیا جائے، آسمانوں کو سجایا، زمینوں کو نکھارا، باغِ جنت کو سنوارا جائے، کسی کی روح قبض کرنے سے ہاتھ اُٹھا لیا جائے۔ پھر جبریل امین علیہ السلام کو حکم ہوا کہ جنت سے سواری کے لئے بُراق لے کر مکہ مکرمہ میں حاضر ہو جاؤ اور میرے محبوب کو بڑے اَدب و اِحترام سے جگا کر، سوار کر کے میری بارگاہ میں لے آؤ۔ حضرت روح الامین علیہ السلام براق برق رفتار اور نوری برات لے کر حاضر خدمت اَقدس ہوئے۔ اپنے کافوری

ہونٹوں سے پائے اَقدس کو بوسہ دے کر محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب راحت سے جگایا اور دیدارِ الٰہی کا مژدہ سنایا۔ سینہ بے کینہ کو شرح صدر فرما کر قلب انور کو آبِ زم زم سے دھویا۔ پھر سینۂ اَقدس کو نور و حکمت سے بھرا پھر آبِ کوثر سے غسل کرا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دولہا بنایا اور حلہ بہشتی زیب تن فرمایا۔ براق جس کی برق روی خارج از عقل ہے' پیش فرمایا۔ وہ براق تیز رفتار جس کو چالیس ہزار براق سے سیاحِ لامکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لئے منتخب فرمایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب براق کا معائنہ فرمایا تو روح الامین نے سرکار کو اُمت عاصی کے غم میں آبدیدہ پایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اُمت کی بخشش کا وعدہ فرمایا۔ روح الامین نے لگام پکڑی۔ اسرافیل پیچھے ہوئے۔ ملائکہ کرام کے جلوس میں سیاحِ لامکان صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری روانہ ہوئی۔ مکہ معظمہ سے آن کی آن میں مسجد اقصیٰ تشریف لائے ۔ وہاں تمام انبیاء و مرسلین و ملائکہ کرام کو استقبال کیلئے حاضر پایا' نماز کی تیاری ہوئی' جبریل امین علیہ السلام نے اذان پڑھی اور تکبیر کہی۔ اِمامُ الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی' تمام انبیاء و ملائکہ نے اقتداء فرمائی۔

نماز کے بعد وہاں ایک جلسے کا اہتمام کیا گیا' جس میں مختلف انبیائے کرام علیہم السلام نے انعاماتِ خداوندی پر تقاریر کیں' سب سے آخر میں اِمام الانبیاء سید الرسل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریر فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تقریر میں ارشاد فرمایا: ''آپ سب نے اپنے رب کی حمد وثناء کی' میں بھی اپنے رب کی حمد وثناء بیان کرتا ہوں' تمام تعریفیں اُس خدا کے لئے ہیں جس نے مجھ کو رحمۃ اللعالمین اور تمام لوگوں کیلئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا' اور مجھ پر قرآن مجید فرقان حمید نازل فرمایا' اور میری اُمت کو ایسا بنایا کہ وہ اوّل بھی ہے (رتبہ سے اِعتبار سے) اور آخر بھی ہے (زمانہ کے اِعتبار سے) اور میرے سینہ کو فراخ فرمایا' اور میرا بار مجھ سے ہلکا فرمایا' اور میرے ذکر کو بلند فرمایا'

اور مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا' (یعنی میرے نور کو سب سے پہلے پیدا فرمایا اور میرا ظہور آخر میں ہوا)''۔ آپ کی تقریر سننے کے بعد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف سے اعلان فرمایا کہ آپ ان بیان کردہ کمالات کی وجہ سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر سبقت لے گئے۔

سب سے اعلیٰ و اُولیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم　　سب سے بالا و والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
خلق سے اولیاء' اولیاء سے رُسل　　اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آسمانوں کی طرف سفر شروع ہوا' وہی براق تیز رفتار' وہی ستر ہزار ملائکہ کی نوری برات' وہی شہسوارِ لامکاں۔ آن کی آن میں پہلا آسمان آگیا۔ جو زمین سے پانچ سو برس کی راہ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے استقبال کیا اور اپنے فرزند دلبند کی بلائیں لیں۔ پھر آسمانِ دوئم پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ویحیٰ علیہ السلام' پھر فلک سوئم پر حضرت یوسف علیہ السلام اور آسمان چہارم پر حضرت ادریس علیہ السلام اور آسمان پنجم پر حضرت ہارون علیہ السلام اور آسمان ششم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آسمان ہفتم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام زیارت سے فیض یاب ہوئے۔

یہاں سے چلنا تھا کہ سدرۃ المنتہیٰ سامنے آگیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے سرکار سے آگے جانے کی معذرت کی۔ یہ سدرہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی قیام گاہ ہے۔ اس سے آگے روح الامین علیہ السلام کی پہنچ نہیں۔

سدرہ تے نبی نوں وحی کہیا جائیے صاحبا آپ ضرور اگے
ایتھوں تیک غلام دی حد آہی جانا اساں دائمیں مقدور اگے
نبی آکھیا راہ وچہ چھڈ جانا ئمیں سی دوستاں وچہ دستور اگے
وحی آکھیا او مشعلہ ساڑ دا اے جس نور نے ساڑیا طور اگے
واپس ہوئے براق تے وحی دونویں رفرف نبی دے آیا حضور اگے

آخر رفرف بھی تھک کے رہ گیا سی لامکاں تھیں لنگ گئے دُور اگے

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی معذرت خواہی پر سیاحِ لامکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ روح الامین تم نے سب جہان کو دیکھا اگر کوئی ہماری مثل دیکھا تو بیان کرو۔ جبریل علیہ السلام نے عرض یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاکھوں' کروڑوں دیکھے ہیں لیکن آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

کہیا جبریل میں لہندے چڑھدے ڈھونڈیا جگت رسیلا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیہا حسین نہ کوئی نہ ایہو جیہا قبیلہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام جو کچھ مانگنا چاہتے ہو مانگو۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کل بروز محشر اجازت ہو جائے تاکہ میں اپنے پَر پلصراط پر بچھادوں اور حضور پُرنور کی اُمت آسانی سے پلصراط سے گزر جائے اور جنت میں داخل ہو جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرائیل! یہ جدائی زیبا نہیں۔ جبرائیل علیہ السلام بے دست بستہ عرض کی: حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرا یہی مقام منتہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے روح الامین! تمہاری یہاں انتہا ہے اور ہماری یہاں سے ابتداء ہے۔ پھر رفرف حاضر کیا گیا۔ ہزار ہا مقامات طے فرمائے۔ پھر محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزار ہا حجابات کو طے فرما کر عرش معلیٰ کو شرفِ اجلال بخشا۔ اب آگے لے جانے والا یا جانے والا جانے کہ کہاں گئے۔ وہاں گئے جہاں' کہاں ہی ختم ہو چکا ہے' کیونکہ کب اور کہاں زمان و مکان سے ہے۔ جہاں سیاحِ لامکاں صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے۔ وہاں نہ زمان ہے' نہ مکان ہے۔ کوئی بتائے تو کیا بتائے' رب نے کیا دیا' حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا لیا۔ رب نے کیا فرمایا: محبوب نے کیا سنا اور کیا سنایا:

میان طالب و مطلوب رمزیست
کہ جبرائیل را ہرگز خبر نیست

-• سُبحانَ اللّٰہِ •-

ہویا تاج محل معراج والے گجھا وچ یٰسین رحمان والا
کیتا سیر کوئی دسے تے کی دسے جانے کرن والا یا کران والا
سُنیاں کیتیاں پردیا نوچہ جو جو واقف سُنن والا یا سُنان والا
کویں پلک اندر آئے گئے دائم جانے جان والا یا لے جان والا

اِسی سفر معراج میں جنت کا بھی معائنہ فرمایا اور اُمت کے محلات اور باغات کا بھی ملاحظہ فرمایا۔ نیز جہنم کا بھی معائنہ فرمایا۔ گنہگاروں کے عذاب اور کفار و مرتدین کے عتاب و عذاب کو دیکھا۔

پچاس نمازوں کا اُمت کے لئے تحفہ عطاء ہوا۔ واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عرض کرنے سے باقی معاف کروالیں صرف پانچ رہ گئیں۔ جن کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوا اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا جو اُمتی یہ پانچ پڑھے گا' اُسے ثواب پچاس کا ملے گا۔

جب سرکار واپس تشریف لائے تو ابھی سرکار کا بستر مبارک گرم تھا اور دروازہ مبارک کی زنجیر متحرک تھی۔ تقریباً ۸۰ ہزار برس کا سفر ایک آن میں طے فرمالیا۔ صبح جب واقعہ معراج کی خبر دی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تصدیق فرما کر "صدیق" ہوئے اور ابوجہل وغیرہ انکار کر کے "زندیق" ہوئے۔ معلوم ہوا کہ معراجِ جسمانی کی تصدیق سنت صدیقی ہے اور اس کا انکار سنت ابوجہلی ہے' پیر وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایہہ معراج رسول برحق سمجھو جامہ نور دا پہن پوشاک کیتا
جتھے وہم گمان دی تھاں نائیں سیر اوتھوں تیک نبی پاک کیتا

معجزۂ معراج

قرآنِ پاک کی روشنی میں

حضور سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراجِ مقدسہ کا ذِکر قرآنِ حکیم میں دو مقامات پر آیا ہے' ایک سورۃ بنی اسرائیل' پندرھویں پارے کی پہلی آیت میں اور دوسرے ستائیسویں پارے کی سورہ والنجم کے پہلے حصے میں آیا ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

(پ ۱۵' سورۂ بنی اسرائیل: ۱)

ہر عیب سے پاک ہے وہ جو اپنے (مکرم) بندہ کو رات کے ایک قلیل وقفہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا' جس کے ارد گرد کو ہم نے برکتیں دی ہیں تاکہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں' بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

آیت کا آغاز لفظ "سُبْحٰنَ" سے کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ واقعہ بہت حیران کن یا عقل شکن ہے۔ علت و معلوم کے سارے تانے بانے اِدھر ہی رہ جاتے ہیں' اللہ کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فلسفہ اور سائنس کی ساری حد بندیوں سے وراء الورا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ اس محبوب و مطلوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت کو کیمسٹری اور فزکس کے قوانین سے سمجھنے کی کوشش کرنا ایمان کے نقطۂ نظر سے کم ظرفی' کور ذوقی

اور بے ادبی ہے۔

سُبْحٰنَ کہہ کر یہ حقیقت کھولی جارہی ہے کہ اگر کوئی واقعہ معراج پڑھ سن کر اسے ناممکن سمجھتا ہے تو اُسے جان لینا چاہئے کہ جس ذات پاک نے اپنے پیارے بندے کو معراج سے مشرف فرمایا ہے اُس کے لئے کوئی چیز بھی ناممکن نہیں ہے۔ وہ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر یعنی قادر مطلق ہے۔ پھر یوں سمجھئے کہ اگر وہ ایسی معراج نہیں کرا سکتا تو یہ نقص ہوا اور اس کی قدرت کے لئے عیب ہے۔ جب وہ عیب سے پاک ہے تو اس کی قدرت میں نقص و عیب کیونکر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا واقعہ معراج جس میں اللہ نے اپنے بے مثال محبوب بندے کو بیداری میں جسم و روح کے ساتھ عالم بالا کی سیر کرائی ہے یقیناً شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

سُبحانَ اللّٰہِ

ربی کلام کو دیکھئے جس میں دو سطروں نے ہم کو دفاتر سے مستغنی کر دیا ہے اور روحانیت بھرے دلائل سے واقعہ کی صورت کو بے حجاب فرما دیا ہے۔ فرمان ہے "سبحان" یعنی پاک ہے۔

اللہ اللہ کیا شان اعجازِ قرآن ہے کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ کے تمام صفات کمالیہ میں سے منتخب فرما کر یہاں لفظ "سبحان" فرمایا گیا۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ مسئلہ معراج و واقعہ معراج کو بیان کرنے سے پہلے اس مضمون کا عنوان لفظ "سبحان" قرار پایا ہے۔ بات یہ ہے کہ "سبحان" کا مادہ عربی قاعدہ کے مطابق "س، ب، ح" ہے اور لغت میں اس کے معنی میں تیز رفتاری داخل ہے۔ اہل عرب "سبح سبوحا" اُس وقت بولتے ہیں جب گھوڑا تیزی سے دوڑتا ہوا نکل جائے۔ سبحان کی سرخی نے بتا دیا کہ آئندہ جو مضامین بیان ہوں گے ان میں کسی خاص تیز رفتاری کا بیان ہوگا۔ اسی مقام پر بیان کی جانے والی تیز رفتاری کے امکان کا سوال پیش ہوتا ہے لہٰذا فرمایا: "اَلَّذِیْ اَسْرٰی" یعنی جو لے گیا۔

لفظ ''لے گیا'' کے لئے عربی میں ''اَذْھَبَ'' اور ''ذَھَبَ بِہٖ'' بھی کثیر الاستعمال ہے اور قرآن میں جا بجا یہ الفاظ آئے ہیں لیکن ان کو ترک فرما کر لفظ ''اَسْرٰی'' اس مقام پر فرمایا گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ ''اَسْرٰی'' اور ''اذھاب یا ذھاب'' بہ میں ایک باریک لغوی فرق ہے۔ یعنی اگر لے جانے والا خود بھی ساتھ ہے تو اَسْرٰی کہا جائے گا اور اذھاب وغیرہ میں یہ ضروری نہیں۔ یہاں بتایا گیا ہے کہ سفر معراج میں قدرت کی زبردست طاقت ہمراہ تھی اور لے جانے والا جانے والے کے ساتھ ساتھ تھا۔

آیت کے نکات

اِس آیت کو ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ﴾ سے اِس لئے شروع کیا گیا کہ آئندہ مضمون بہت تعجب انگیز ہے۔ عرب کا قاعدہ ہے کہ تعجب کی بات کو ﴿سُبْحَانَ اللّٰہ﴾ سے شروع کرتے ہیں۔ نیز منظور یہ ہے کہ کوئی اعتراضاتِ مذکورہ کی بناء پر معراج کا انکار نہ کر بیٹھے۔ اس پر نگاہ کرے کہ رب تعالیٰ مجبوری اور معذوری سے پاک ہے۔ اس جگہ حضور نبی کریم کو ﴿عَبْدِہٖ﴾ فرمایا ﴿رَسُوْلِہٖ یَا نَبِیِّہٖ﴾ نہ فرمایا۔ اِس لئے کہ حسب موقع لقب سے یاد کیا ہے۔ خدا کے پاس دُنیا میں آئیں گے تو رسول کی حیثیت سے اور دُنیا سے خدا کی بارگاہ میں حاضری ہے تو شانِ عبدیت سے۔

نیز عبد فَنَا فِی الْمَوْلٰی ہوتا ہے کہ ذات اور مال سب مولےٰ کا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو درجہ فَنَا فِی اللّٰہ عطا فرمایا گیا جو ولایت کا درجہ اعلیٰ ہے۔ سفر معراج کی ابتداء ﴿مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ ہے اور انتہاء ﴿اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی﴾ یعنی دُور والی مسجد خواہ بیت المقدس ہو خواہ بیت المعمور

واقعہ معراج سے حضور پرنور، سید کل، ختم الرسل، احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ یکتا واشگاف ہوتی ہے۔ حقیقت میں معراج اسی عظمتِ یکتا کو عالم آشکارا کرنے کے لئے کرائی گئی اور اس خصوصی انداز میں اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے بلکہ مخصوص اسلوب میں بیان کرنے کا اصل مقصد یہی نظر آتا ہے۔

سب سے پہلے اس آیت کا آغاز ''سُبْحَانَ'' سے کیا گیا، اس کا مطلب و مقصد بھی معراج اور صاحب معراج کی عظمتِ یکتا کا بیان ہے۔ پھر دیکھئے اَسریٰ (یعنی سیر کرائی) معراج شریف پر اعتراض کرنے والوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ محبوب نے جانے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ ہم نے لیجانے کا دعویٰ کیا، لہٰذا منکرین شانِ مصطفےٰ خوب یاد رکھو تمہاری لڑائی واللیل کی زُلفوں والے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ مجھ سے ہے۔ ہم نے الفاظ کی تنگ دامانی کے پیش نظر جانے یا لے جانے کی بات کی ہے، ورنہ اللہ نے ''اَسریٰ'' فرمایا گویا معراج محبوب کے سفر کا نہیں، سیر و تفریح کا حال ہے۔ سفر میں تھکن بھی ہوتی ہے اور دوسرے حادثات وغیرہ بھی ہو جاتے ہیں، مگر یہاں تو رحمت ہی رحمت اور فرحت ہی فرحت ہے، اس کا سفر کی صعوبتوں سے کیا واسطہ۔ یہاں تو گویا یہ مقصود تھا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! مکہ وطائف کے باسی اگر تیری عظمت کے منکر ہیں تو یہ ان کا اپنا نقصان ہے۔ اوپر آیئے، فرشتوں کی فوجِ ظفر موج دیکھ جایئے جو آپ کے اشارۂ ابرو پر سب کچھ کرنے کو تیار ہیں۔ دیکھئے یہ کس ذوق وشوق سے درود وسلام میں مگن رہ کر اپنی وفاداری کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ ہاں ہاں! یہ سب آپ کے گیت گانے والے ہیں۔ اِن اَن گنت معصوم قدسیوں میں ایک بھی درود وسلام کا منکر نہیں، پیارے جنت کے جو گلزار آپ کے غلاموں کے لئے اور جہنم کے جو شعلہ زار آپ کے دُشمنوں کے لئے تیار کئے ہیں، دیکھ جایئے۔

سورۂ نجم کی ابتدائی آیتوں سے حضور سید المرسلین ﷺ کی آسمانی معراج صراحت کے ساتھ ثابت ہے، ارشادِ گرامی ہے:

عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ذُوْمِرَّةٍ فَاسْتَوٰی وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی۔

﴿پ ۲۷، سورہ النجم آیت ۵ تا ۱۸﴾

انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقت نے، پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا، اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا، پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا، پھر خوب اُترا، تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔ تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑاتے ہو؟ اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، اس کے پاس جنت الماویٰ ہے، جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا، آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی، بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

تفسیری ترجمہ

قرآن مجید معراج شریف کی تفصیلات کی یوں منظر کشی فرماتا ہے "نبی کریم ﷺ کو تعلیم دینے والا خود اللہ ہے جو شدید قوتوں والا ہے۔ اس زبردست ذات نے اپنے حبیب کی خاطر اہتمام کیا۔ محمد کریم ﷺ دائرۂ امکان کی بلند ترین چوٹی پر تھے۔ اللہ ان سے قریب اور مزید قریب ہوا۔ حتیٰ کہ محمد ﷺ اپنے رب سے دو کمان

یا اس سے بھی کم فاصلے پر آ گئے۔ یہاں رب نے اپنے پیارے بندے سے راز و نیاز کی باتیں کیں۔ جو کچھ آنکھ نے دیکھا' دل نے اس کی تصدیق کی۔

اے لوگو! میرا محبوب تو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہے اور تم ہو کہ محض وہم و گمان اور اندازوں کی بنا پر اس سے جھگڑتے ہو؟ ایک مرتبہ تو کجا اس نے تو وہ نظارہ دوسری مرتبہ بھی دیکھا ہے اور ضرور دیکھا ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب دیکھا ہے اور ادھر ہی جنت الماویٰ بھی موجود ہے۔ صورتِ حال یہ تھی کہ سدرہ کو انوارات و تجلیات نے ڈھانپ لیا تھا مگر یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں کی ہمت ہے کہ اس طرح ڈٹ کر دیکھا کہ آنکھ بھی نہیں جھپکی اور ڈٹ کر دیکھنے کے باوجود آنکھ بے ادب بھی نہیں ہوئی۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔"

قربِ الٰہی کا مفہوم

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا" فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى پھر خوب اُتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا' بلکہ اس سے بھی کم۔ ﴿سورہ نجم﴾

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس آیت کی توجیہہ میں اِس حدیث سے استشہاد کیا ہے کہ جو شخص ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے میں اُس کے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں' اور لکھا ہے کہ یہاں قرب سے مراد قرب مکان مراد نہیں بلکہ قرب معنوی مراد ہے۔ ﴿تفسیر کبیر: ۷/۲۰۴﴾

علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ (ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا) سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں کمال اِتصال ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا اللہ کا حکم ہے اور اللہ کے حکم کی خلاف ورزی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔ اسی طرح

اللہ ورسول کی رضا میں کمال اِتصال ہے' ایک کو راضی کرنا دوسرے کو راضی کرنا ہے اور ایک کو ناراض کرنا دوسرے کو ناراض کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیع کرنا اللہ سے بیع کرنا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذء دینا اللہ کو ایذاء دینا ہے' رسول اللہ کا وعدہ اللہ کا وعدہ ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلانا اللہ کا بلانا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم اللہ کا کرم ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اللہ کی مدد ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حرام کرنا اللہ کا حرام کرنا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلال کرنا ہے اللہ کا حلال کرنا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کنکریاں مارنا اللہ کا کنکریاں مارنا ہے۔

(شرح صحیح مسلم: ۱/۶۹۷)

معجزۂ معراج

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا، ایک مرتبہ سر اقدس کی آنکھوں سے اور ایک مرتبہ قلب مبارک کی آنکھوں سے۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۰۱)

سبحان اللہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے فرمایا، میرے پاس آب زمزم کا ایک تھال لاؤ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو (مزید) پاک اور سینہ مبارک کو (مزید) فراخ کردوں۔ چنانچہ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آپ کا بطن مبارک شق کیا اور اسے تین مرتبہ دھویا اور حضرت میکائیل علیہ السلام تین بار آب زمزم شریف کے تین طشت لائے۔ (''الخصائص الکبریٰ'')

سبحان اللہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا کہ اچانک میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اُس نے میرا سینہ یہاں سے یہاں تک چاک کیا یعنی حلقوم سے ناف تک، پھر میرا دل نکالا، پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان (اور حکمت) سے لبریز تھا، پھر میرا دل دھویا گیا، پھر اس کو

ایمان وحکمت سے لبریز کیا گیا، پھر اس دل کو اپنی جگہ رکھ دیا گیا۔ ﴿بخاری شریف﴾

سُبحَانَ اللّٰہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام پر کثیب احمر کے پاس سے گزرا، اُس وقت وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ ﴿مسلم: ۴۳۷۴﴾

براق کا عقیدہ

معراج کی بابرکت اور پرعظمت شب جب وہ تاریخی ساعت ہمایوں آئی، جو دیوانِ قضا وقدر میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر ملکوت کے لیے مقرر تھی، روح الامین علیہ السلام خطہء لاہوت کی وہ سبک خرام اور روشنی سے زیادہ تیز گام وتیز تر سواری ''براق'' کو لے کر بصد عجز ونیاز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مقدسہ میں حاضر ہوئے، آقائے دوجہاں فخر کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم مکمل تیاری کے بعد لامکاں کے سفر پر روانگی کے لیے براق کی جانب بڑھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا:

وَنَعْلُ رِجْلِهٖ كَالْهِلَالِ الْبَاهِرِ

''براق کے پاؤں چاند کی طرح جگمگا رہے تھے''

وَمِسْمَارُهٗ كَالْاَنْجُمِ الزَّوَاهِرِ

''اور اس میں لگی ہوئی میخیں ستاروں کی طرح چمک رہی تھیں''

وَلَمْ يَاْخُذْهُ السُّكُوْنُ وَالتَّمْكِيْنُ لِيَرْكَبَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ الْاَمِيْنُ

''وہ خوشی کے ساتھ رقص کررہا تھا، کود رہا تھا اور تھمتا نہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سواری فرما سکیں''

فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِمَ لَمْ تَسْكُنْ يَا بُرَاقُ حَتّٰى اَرْكَبَ عَلٰى ظَهْرِكَ

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم براق سے مخاطب ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اے براق! تو تھمتا کیوں نہیں؟ تا کہ میں تجھ پر سوار ہو جاؤں"

فَقَالَ رُوحِی فِدَاءٌ لِتُرَابِ نَعْلِكَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ اَتَمَنّٰی اَنْ تُعَاهِدَنِی اَنْ لَّا تَرْکَبَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَلٰی غَیْرِی حِیْنَ دُخُوْلِكَ الْجَنَّةَ

"براق نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوڑوں کی خاک مبارک پر میری جان قربان، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن جنت میں جاتے وقت آپ مجھ پر سواری فرماویں"

فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَکُوْنُ لَكَ مَا تَمَنَّیْتَ

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے براق کی درخواست کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا"

براق بھی یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے مالک و مختار ہیں، جس کو چاہیں جنت عطا فرما دیں اور جس کو چاہیں نہ دیں۔ وہ مدتوں سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا بھی خواہش مند تھا اور یہ بھی چاہتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر سواری فرمائیں۔ معراج کے سفر کے لیے جب حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کا انتخاب کیا، اس کی دیرینہ آرزو پوری ہو گئی۔ اس لیے وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا اور مسلسل محوِ رقص تھا۔ موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ایک درخواست کی قبولیت کے بعد اس نے دوسری درخواست پیش کرنے کا فیصلہ کیا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

اَلْتَمِسُ اَنْ تَضْرِبَ یَدَكَ الْمُبَارَکَةَ عَلٰی رَقَبَتِیْ لِیَکُوْنَ عَلَامَةً لِّیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

"اپنا دست مبارک میری گردن پر مار دیں تا کہ میرے پاس یومِ قیامت کے لیے نشانی بن جائے"

براق کی ذہانت پر قربان جائیے، دراصل براق یہ چاہتا تھا کہ حضور سرورِ

کائنات ﷺ کا دست مبارک میرے بدن سے چھو جائیے تاکہ قیامت تک آپ کے دست مبارک کی برکات سے مستفیض ہوتا رہوں اور دوسری بات یہ تھی کہ جنت میں داخلے کی درخواست کی قبولیت کی مستقل نشانی میرے ساتھ رہے۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ بھی اس وقت موج پر تھے، براق جو کچھ مانگتا جارہا تھا، آپ ﷺ عطا فرماتے جارہے تھے۔ اُس کی دوسری درخواست کو بھی منظور فرماتے ہوئے اُس کی دوسری خواہش بھی پوری فرمادی، روایت ملاحظہ فرمائیں:

فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ عَلٰى رَقَبَةِ الْبُرَاقِ فَفَرِحَ الْبُرَاقُ فَرحاً حَتّٰى لَمْ يَسَعْ جَسَدَهُ رُوحُهُ وَنَمَا اَرْبَعِيْنَ ذِرَاعاً مِنْ فَرْحِهٖ ﴿تفریح الخاطر﴾

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک براق کی گردن پر مارا تو براق اتنا خوش ہوا کہ اُس کی روح جسم میں نہ سماتی تھی اور خوشی سے اُس کا جسم چالیس ہاتھ تک پھیل گیا

سُبحَانَ اللّٰہِ

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک جانور خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا لایا گیا، وہ اپنا قدم وہاں تک رکھتا تھا، جہاں اُس کی نظر جاتی تھی۔ پست مقام آتا تو اُس کے ہاتھ لمبے اور پاؤں چھوٹے ہوجاتے، اونچائی آتی تو اُس کے ہاتھ چھوٹے اور پاؤں لمبے ہوجاتے تھے (تاکہ پشت بالکل ہموار رہے)...... ﴿طبرانی شریف﴾

مستدرک اور ترمذی شریف میں ایک روایت کے مطابق اُس کا قد لمبا اور رنگ سفید تھا۔ ترمذی کی ایک اور روایت میں زین اور لگام کا اہتمام بھی تھا۔

ابن سعد اور ابن عساکر روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ''اُس کی رانوں میں دو بازو تھے اور ان بازوؤں کی وجہ سے رفتار تیز تھی۔ جب میں اُس کے پاس سوار ہونے کے لیے گیا تو اُس نے شوخی کی اور اپنے ہاتھ

پیر مارنے لگا۔ جبریل امین علیہ السلام نے اس کی ریال پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: براق تجھے شوخی کرتے شرم نہیں آتی۔ بخدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تجھ پر خدا کا کوئی ایسا بندہ سوار نہیں ہوا جو آپ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں معزز ہو۔ یہ سن کر براق شرم کی وجہ سے پانی پانی ہو گیا اور شوخی سے باز آ گیا۔ میں نے سوار ہو کر اُس کے دونوں کان پکڑ لئے اور وہ تیزی سے زمین طے (سفر) کرنے لگا۔ رفتار ایسی تھی کہ منتہائے نظر پر اُس کا پہلا قدم پڑتا تھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام ہمراہ ہی رہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک براق لایا گیا' جس کو لگام ڈالی ہوئی تھی اور اُس پر زین چڑھائی ہوئی تھی۔ اُس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شوخی سے اچھل کود کی تو اُس سے جبریل علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اِس طرح کر رہے ہو' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی مکرم شخصیت آج تک تم پر سوار نہیں ہوئی' تب براق تھم گیا اور اُس کا پسینہ بہنے لگا۔ ﴿ترمذی شریف﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس ایک سواری لائی گئی جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی' اُس کا رنگ سفید تھا' وہ براق تھا' جو منتہائے نظر پر قدم رکھتا تھا' مجھے اُس پر سوار کرایا گیا اور جبریل مجھے لے کر چلے۔ ﴿بخاری شریف﴾

بیت المقدس تک سفر

طبرانی اور بیہقی کی روایت کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کے عرض کرنے پر پہلے کھجوروں کی سرزمین مدینہ منورہ میں براق سے اُتر کر نماز پڑھی' پھر درخت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جائے ولادت بیت اللحم میں۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے، حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں مَیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا، وہ قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

طبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر کی روایت کے مطابق حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں ایک شخص کے پاس آیا، وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ اُنہوں نے پوچھا: جبریل! تمہارے ساتھ کون ہیں، بولے! تمہارے بھائی محمد ﷺ! انہوں نے مرحبا کہا اور دُعائے برکت دی۔ نیز بولے اپنے رب سے اپنی اُمت کی آسانی کے لئے درخواست کیجئے۔ میں نے دریافت کیا، جبریل! یہ کون ہیں؟ بولے، آپ کے بھائی عیسیٰ علیہ السلام۔

پھر ہم چلے تو ایک آواز سنی جس سے عتاب محسوس ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک شخص کے پاس آئے۔ اُنہوں نے حضرت جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا، یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام بولے: یہ آپ کے بھائی ہیں، محمد مصطفیٰ ﷺ۔ اُنہوں نے مجھے سلام کیا اور برکت کی دُعا فرمائی اور بولے اپنی اُمت کے لیے آسانی کی درخواست کیجئے۔ میں نے جبریل سے دریافت کیا، یہ کون شخص ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام بولے: آپ کے بھائی، حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ مَیں نے دریافت کیا: کس سے اس تیز انداز میں گفتگو کر رہے تھے؟ بولے، اپنے رب سے، میں نے پوچھا: اپنے رب سے؟ جبریل بولے، حق تعالیٰ ان کی تیز مزاجی کو جانتا ہے۔

جریر اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ براق پر سوار ہو کر روانہ ہوئے، یکا یک راستے کے کنارے پر آپ نے ایک بڑھیا دیکھی۔ حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا، یہ کون ہے؟ بولے، حضور ابھی چلئے۔ چنانچہ جس قدر خدا کو منظور ہوا آپ چلے۔ یکا یک راستے کے ایک

طرف کوئی آواز دے رہا تھا کہ حضور تشریف لائیے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے پھر چلنے کی درخواست کی۔ سو جتنا خدا کو منظور تھا۔ چلے۔ اچانک ایک اور مخلوق آپ سے ملی اور بولی: 'اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَوَّلُ' 'اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اٰخِرُ' 'اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَاشِرُ' (حاشر یعنی جس کے قدموں پر مخلوق کا حشر ہوگا) وہ مخلوق دوسری اور تیسری بار بھی ملی اور اُس نے یونہی سلام کیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی 'انہیں سلام کا جواب دیجئے۔ آپ بھی ہر سلام کا ہر بار جواب دیتے رہے۔

اس روایت کے آخر میں حضرت جبریل علیہ السلام نے وضاحت کی کہ راستے کے کنارے پر ملنے والی بڑھیا دراصل دُنیا تھی اور سلام کرنے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام...... حضرت موسیٰ علیہ السلام...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔

سُبحانَ اللّٰہِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شبِ معراج کا واقعہ بیان فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے مسجد حرام میں عشاء کی نماز پڑھی' پھر میں سو گیا' پھر ایک آنے والا آیا اور اُس نے مجھے بیدار کیا' میں بیدار ہوا' مجھے کچھ نظر نہ آیا' پھر میں مسجد سے باہر نکلا اور غور سے دیکھا تو مجھے خچر سے مشابہ ایک جانور نظر آیا' اُس کے کان اوپر کو اُٹھے ہوئے تھے اور اس کو براق کہا جاتا ہے اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام اس (قسم کے) جانور پر سواری کرتے تھے' وہ منتہائے نظر پر قدم رکھتا تھا' میں اس پر سوار ہوا۔ جس وقت میں اس پر سواری کر رہا تھا تو مجھے دائیں جانب سے کسی شخص نے آواز دی: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں تم سے سوال کرتا ہوں مجھے دیکھو۔ میں نے اُس کا جواب نہیں دیا اور میں اُس کے پاس نہیں ٹھہرا۔ پھر مجھے بائیں جانب سے کسی شخص نے آواز دی: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں تم سے سوال کرتا ہوں مجھے دیکھو۔

میں نے اُس کو بھی جواب نہیں دیا اور نہ ہی اس کے پاس ٹھہرا۔ پھر اسی سیر کے دوران ایک عورت انتہائی زینت سے آراستہ اپنی باہیں کھولے کھڑی تھی‘ اُس نے بھی کہا: یا محمد ﷺ! میں تم سے سوال کرتی ہوں مجھے دیکھو۔ میں نے اس کو جواب نہیں دیا اور نہ اُس کے پاس ٹھہرا‘ حتیٰ کہ میں بیت المقدس پہنچ گیا۔ میں نے اُس حلقہ میں اپنی سواری کو باندھا جس حلقے میں انبیاء علیہم السلام اپنی سواریاں باندھتے تھے۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس دو برتن لائے‘ ایک میں شراب تھی‘ دوسرے میں دودھ۔ میں نے دودھ پی لیا اور شراب کو چھوڑ دیا‘ تو جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ نے فطرت کو پالیا۔ میں نے کہا: اللہ اکبر‘ اللہ اکبر۔ جبریل علیہ السلام نے پوچھا: آپ نے راستہ میں کیا دیکھا۔ میں نے جو دیکھا تھا بتایا‘ تو جبریل علیہ السلام نے کہا: پہلا بلانے والا یہودی تھا‘ اگر آپ اُس کی دعوت پر لبیک کہتے اور اس کے پاس ٹھہرتے تو آپ کی اُمت یہودی ہو جاتی۔ دوسرا پکارنے والا عیسائی تھا‘ اگر آپ اس کی دعوت پر لبیک کہتے اور اس کے پاس ٹھہرتے تو آپ کی اُمت عیسائی ہو جاتی۔ وہ عورت دُنیا تھی‘ اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔ آپ نے فرمایا: پھر میں اور جبرائیل علیہ السلام بیت المقدس میں داخل ہوئے اور ہم میں سے ہر ایک نے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر میرے پاس ایک معراج (نورانی سیڑھی) لائی گئی‘ جس پر بنو آدم کی روحیں اس وقت چڑھتی ہیں جب تم دیکھتے ہو کہ میت کی آنکھیں آسمان کی طرف کھلی ہوئی ہوتی ہیں۔ وہ بہت حسین معراج تھی‘ کسی مخلوق نے ایسی معراج نہ دیکھی ہوگی‘ میں اور جبریل اس معراج پر چڑھے حتیٰ کہ ہماری ملاقات آسمانِ دُنیا کے فرشتے سے ہوئی جس کا نام اسماعیل تھا‘ اس کے ماتحت ستر ہزار فرشتے تھے اور ان میں سے ہر فرشتے کے ماتحت ایک لاکھ فرشتے تھے۔

سورۂ مدثر آیت نمبر ۳۱ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"آپ کے رب کے لشکروں کو صرف وہی (رب) جانتا ہے۔

پھر جبریل علیہ السلام نے آسمان کا دروازہ کھلوایا' کہا گیا: یہ کون ہے؟ کہا: جبریل۔ پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی اس صورت میں دیکھا جس میں انہیں بنایا گیا تھا۔ ان پر جب ان کی اولاد میں سے مومنین کی روحیں پیش کی جاتیں تو فرماتے یہ پاکیزہ روح ہے اس کو علیین میں لے جاؤ اور جب ان کی اولاد میں سے کفار کی روحیں پیش کی جاتی تو فرماتے یہ خبیث روح ہے اس کو سجین میں لئے جاؤ۔ ﴿دلائل النبوۃ ج ۲﴾

بیت المقدس میں تشریف آوری

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات حضرت جبریل علیہ السلام اُس پتھر کے پاس آئے جو بیت المقدس میں ہے اور انہوں نے اپنی انگلی رکھ کر اُس میں سوراخ کر دیا پھر براق کو اسی کے ساتھ باندھ دیا۔ امام نسائی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے طویل روایت نقل فرمائی جس کے تقریباً درمیان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"میں بیت المقدس میں داخل ہوا تو وہاں میرے لئے تمام انبیاء کرام علیہم السلام جمع کئے گئے تھے۔ جبریل امین نے مجھے آگے بڑھا دیا" میں نے سب کی امامت کی۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے خطابات

بیت المقدس میں سب انبیاء ورسل علیہم السلام نے اپنے رب کی حمد وثنا کی چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس

نے مجھے خلیل بنایا اور مجھے مقتداو صاحب قنوت بنایا کہ میری پیروی کی جاتی ہے نیز مجھے آگ سے نجات دی کہ اسے میرے لئے ٹھنڈی اور سلامتی کا ذریعہ بنا دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھ سے کلام فرمایا، مجھے فرعونیوں کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات کا ذریعہ بنایا۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے ملک عظیم عطا فرمایا، زبور کا علم دیا، میرے لئے لوہے کو نرم کیا اور پہاڑوں کو مسخر، وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور پرندے بھی نیز مجھے حکمت اور صاف تقریر عطا فرمائی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میرے لئے ہوا کو مسخر کیا اور شیاطین کو بھی، جو میں چاہتا ہوں وہ بنا دیتے ہیں کہ بڑی بڑی عمارتیں، حوض اور دیگیں وغیرہ، جو ایک جگہ لگی رہیں۔ مجھے پرندوں کی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل و کرم سے ہر چیز عطا کی۔ میرے لئے شیاطین، انس و جن اور پرندوں کے لشکروں کو مسخر کیا اور اپنے بہت سے مومن بندوں پر مجھے فوقیت بخشی، مجھے ایسی سلطنت عطا فرمائی، جو میرے بعد کسی کے شایانِ شان نہیں، نیز ایسی پاکیزہ سلطنت سے نوازہ کہ اس کے متعلق مجھ سے کچھ حساب ہی نہ ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تمام توفیق اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے اپنا کلمہ (نشانی) بنا دیا۔ مجھے حضرت آدم علیہ السلام کے مشابہ بنایا کہ انہیں مٹی سے پیدا کر کے فرما دیا، تو (ذی روح) ہو جا، تو وہ ہو گئے۔ مجھے لکھنے، حکمت اور تورات و انجیل کا علم دیا۔ مجھے یہ شان بخشی کہ مٹی سے پرندے کی شکل کا پتلا بناتا اور اس میں پھونک مارتا تھا تو وہ بحکم خداوندی پرندہ بن جاتا تھا۔ مجھے ایسا بنایا کہ میں خدا کے اِذن سے مادر زاد اندھے کو اور جذامی کو ٹھیک اور مردے کو زندہ کر دیتا تھا، مجھے بلند

مرتبہ عطا کیا' پاک کیا اور مجھے اور میری والدہ ماجدہ کو شیطان رجیم سے پناہ دی' سو ہم پر شیطان رجیم کا کوئی قابو نہیں چلتا تھا۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا صدارتی خطاب

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے ایسی فضیلت دی کہ رحمۃ للعلمین اور تمام لوگوں کی طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ مجھ پر فرقان نازل کیا۔ میری اُمت بہترین اور لوگوں کے نفع کے لئے بنائی گئی۔ میری اُمت کو اُمت عادلہ بنایا نیز اسے اوّل بھی کیا' آخر بھی۔ میرے سینے کو کشادہ فرمایا' میرا بوجھ ہلکا کیا' میرے ذکر کو بلند کیا اور مجھے فاتح و خاتم (یعنی سلسلہ نبوت کو شروع اور ختم کرنے والا) بنایا'

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فیصلہ

یہ سن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا (اے گروہِ انبیاء!) اِن کمالات کی بنا پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر سبقت لے آئے۔

تین برتن

پھر تین برتن لائے گئے جن کے منہ بند تھے۔ پہلے پانی والے برتن سے آپ نے کچھ پیا۔ پھر دوسرے برتن سے جس میں دودھ تھا' آپ نے پیا کہ سیر ہو گئے۔ تیسرے برتن میں شراب تھی مگر آپ نے منہ پھیر لیا۔

بیت المقدس سے آسمانوں کی طرف سفر

آسمان اوّل

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے مطابق لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: جب ہم آسمان پر پہنچے جبریل امین نے اُس کے کلید بردار سے فرمایا: دروازہ کھولو۔ اُس نے پوچھا کون' فرمایا: جبریل' پوچھا اور بھی کوئی ساتھ ہے؟ فرمایا: جی ہاں۔ میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا کیا وہ بلائے گئے ہیں۔ فرمایا: ہاں! تب دروازہ کھول دیا گیا۔

جب ہم آسمانِ دُنیا پر گئے تو ایک شخص کو دیکھا کہ ان کہ دائیں بائیں ارواح کے ہجوم تھے۔ وہ دائیں طرف دیکھتے تو مسکراتے اور بائیں طرف نظر ڈالتے تو روتے۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح۔ میں نے جبریل امین سے پوچھا تو بولے یہ آدم علیہ السلام ہیں۔ یہ لوگوں کے گروہ جوان کے دائیں بائیں ہیں' یہ ان کی اولاد (کی روحیں) ہیں۔ دائیں سمت والے جنتی ہیں اور بائیں طرف والے دوزخی۔ اس لئے دائیں طرف دیکھ کر مسکراتے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں۔

دوسرا آسمان

اب اوپر چڑھے حتیٰ کی دوسرا آسمان آگیا۔ یہاں بھی دریافت کی گیا' کون ہے؟ فرمایا' جبریل پوچھا' آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا' کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ فرمایا' جی ہاں۔ فرشتے نے کہا مرحبا' آپ کی تشریف آوری مبارک ہو۔ چناچہ دروازہ کھول دیا' جب آگے بڑھے تو حضرت یحیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کو دیکھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ حضرت یحیٰ وعیسیٰ علیہما السلام ہیں۔ انہیں سلام کہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے انہیں سلام کیا' ان دونوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور بولے برادر صالح اور نبی صالح مرحبا۔ (احمد' بخاری' مسلم)

تیسرا آسمان

پھر حضرت جبریل علیہ السلام اوپر چڑھے تا آنکہ تیسرے آسمان پر پہنچے۔

دروازہ کھلوایا دریافت کیا: کون ہے؟ فرمایا: جبریل' پوچھا: ساتھ کون ہیں؟ بولے محمد ﷺ! پوچھا: کیا انہیں دعوت ہے؟ فرمایا: جی ہاں۔ کہا گیا مرحبا اور بہت ہی اچھا آنا ہوا۔ دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں اوپر گیا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام ملے۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ اُنہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور بولے برادر صالح و نبی صالح مرحبا۔

چوتھا آسمان

پھر حضرت جبریل علیہ السلام اوپر چڑھے۔ چوتھا آسمان آ گیا' دروازے پر پہنچے تو پوچھا گیا' کون؟ جواب دیا جبریل' پوچھا' ساتھ کون ہیں؟ فرمایا: محمد ﷺ! پوچھا 'کیا انہیں بلایا گیا ہے' جی ہاں۔ کہا گیا مرحبا' کیا خوب تشریف آوری ہوئی۔ چناچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں داخل ہوا۔ حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ اُنہوں نے فرمایا: برادر صالح اور نبی صالح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مرحبا۔

پانچواں آسمان

پھر حضرت جبریل علیہ السلام اور اوپر چڑھے تا آنکہ پانچواں آسمان آ گیا۔ دروازہ کھلوایا' دریافت کیا کون ہے؟ فرمایا: جبریل' پوچھا' ساتھ کون ہیں؟ فرمایا: محمد ﷺ! دریافت کیا گیا' کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا: جی ہاں! کہا گیا مرحبا' کیا خوب تشریف آوری ہے' میں آسمان میں گیا تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ اور فرمایا' برادر صالح اور نبی صالح کو مرحبا۔

چھٹا آسمان

حضرت جبریل علیہ السلام اور آگے بڑھے حتیٰ کہ چھٹا آسمان بھی آ گیا۔ (یہاں

بھی) دریافت کیا گیا' کون؟ جواب ملا' جبریل' سوال ہوا' ساتھ کون ہیں؟ فرمایا: محمد ﷺ پوچھا' کیا انہیں بلایا گیا ہے' فرمایا' جی ہاں۔ کہا گیا' مرحبا' کیا خوب تشریف آوری ہے۔ آگے بڑھے تو موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ وہ جواب دے کر بولے' برادر صالح اور نبی صالح کو مرحبا۔ جب میں آگے بڑھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رونے لگے (رونے کی) وجہ پوچھی تو بتایا' یہ نوجوان میرے بعد مبعوث ہوئے اور میری اُمت سے زیادہ ان کی اُمت کے لوگ جنت میں جائیں گے (معاذ اللہ یہ رونا حسد کی وجہ سے نہین تھا بلکہ اپنی اُمت کے محروم رہ جانے کا غم تھا)۔

ساتواں آسمان

اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام آگے بڑھے اور ساتویں آسمان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ دریافت کیا گیا' کون ہے؟ جواب دیا' جبریل' پوچھا ساتھ کون ہیں؟ فرمایا' محمد ﷺ سوال ہوا' کیا وہ بلائے گئے ہیں' بتایا گیا' جی ہاں۔ فرشتوں نے کہا: ''مرحبا' خیر مقدم۔ آگے بڑھے تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی' یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں' انہیں سلام کہیئے۔ میں نے سلام کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا اور فرمایا' مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح۔ ﴿مسند احمد' بخاری شریف' مسلم شریف﴾

نہر کوثر

ابی ابن حاکم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات کے بعد کا واقعہ حضور ﷺ یوں بیان فرماتے ہیں ''اس کے بعد مجھے ساتویں آسمان کی پشت کی طرف لے جایا گیا' حتیٰ کہ ایک ایسی

نہر پر پہنچا جس پر یاقوت‘ موتیوں اور زمرد کے خیمے تھے اور اس پر سبز پرندے تھے۔ میں نے جبریل امین علیہ السلام سے کہا‘ کیا خوب ہیں یہ پرندے‘ بولے: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! انہیں کھانے والے ان سے بھی اچھے ہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا‘ آپ جانتے ہیں یہ نہر کون سی ہے۔‘ میں نے کہا‘ نہیں‘ بولے‘ یہ کوثر ہے‘ جو کہ آپ کے پروردگار نے خصوصی طور آپ کو عطا فرمائی ہے۔ دیکھتا کیا ہوں‘ اس میں سونے اور چاندی کے برتن ہیں اور یاقوت وزمرد کے ریزوں پر بہ رہی ہے اور اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ میں نے وہاں کے برتنوں میں سے ایک برتن لیا اور اس نہر کا پانی پیا تو وہ شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

بیت المعمور

ابو نعیم نے ابو سعدی خدری رضی اللہ عنہ کی طویل روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی شامل کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ یہ آپ کا اور آپ کی اُمت کا مکان ہے۔ یکایک میں نے اپنی اُمت کو دیکھا کہ دو حصوں میں منقسم ہوگئی۔ ایک جماعت کے جسم پر کاغذ کی طرح سفید پوشاک تھی اور دوسری کے جسم پر میلے کپڑے تھے۔ میں بیت المعمور میں گیا تو سفید پوشاک والے بھی میرے ساتھ تھے۔ میلے لباس والوں کو روک دیا گیا گو وہ بھی خیر پر تھے۔ ہم نماز پڑھ کر باہر نکلے۔ بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ پھر ان کا قیامت تک نمبر نہیں آتا۔

ہشام بن عروہ کی روایت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے آگے کردیا‘ میں نے فرشتوں کو نماز پڑھائی۔ (ابن مردویہ)

سدرۃ المنتہیٰ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المعمور کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: جبریل امین مجھے سدرہ المنتہیٰ تک لے گئے۔ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے اور پھل بڑے مٹکوں کی طرح۔ چناچہ اس درخت کو حکم خداوندی نے گھیر لیا تو اس کی کیفیت کو کوئی شخص بھی بیان نہیں کرسکتا۔

(مسلم شریف)

یہاں پہنچ کر زمین سے اوپر چڑھنے والی چیز (اور ایک روایت کے مطابق ارواح) ہیں رُک جاتی ہیں۔ اور یونہی اوپر سے نیچے آنے والی چیزیں یہیں ٹھہر جاتی ہیں۔ پھر انھیں لے جایا جاتا ہے۔ (مسلم)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو آپ سے کہا گیا' آپ کی اُمت کا ہر وہ شخص جو آپ کی سنت پر کاربند رہے گا' اِس تک پہنچے گا۔ چناچہ وہ ایسا درخت ہے جس کی جڑ میں پانی کی نہریں ہیں جن میں تغیر نہیں ہوتا اور دودھ کی ایسی نہریں ہیں جن کے مزے میں کوئی فرق نہیں آتا اور شراب کی ایسی نہریں ہیں جو پینے والوں کو لذیز معلوم ہوتی ہیں اور خالص شہد کی نہریں ہیں۔ اور وہ ایسا درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں ستر سال تک چلے' تب بھی اسے پار نہیں کرسکتا۔ (طبرانی فی الاوسط)

جنت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے مطابق سدرۃ المنتہیٰ کے ذکر کے بعد حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا۔ اس میں موتیوں سے بنی ہوئی ہے۔ میں نے جبریل امین سے کہا کہ لوگ مجھ سے جنت کے بارے میں پوچھیں گے۔ بولے! انہیں مطلع کردیجئے کہ اس کی زمین وسیع و

ہموار ہے' مٹی مشک' (ابن مردویہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''شب معراج میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقے کا ثواب دس گناہ اور قرض دینے کا اٹھارہ گنا ہے۔ میں نے جبریل سے پوچھا' کیا قرض صدقے سے افضل ہے؟ بولے' (پیشہ ور) سائل اپنے پاس کچھ ہوتے بھی سوال کر دیتا ہے مگر قرض لینے والا حاجت کے وقت یہی قرض لیا تا ہے۔ (ابن ماجہ' ترمذی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' شب معراج میری حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت سے میرا سلام کہہ دیجئے اور ان کو مطلع کیجئے کہ جنت پاکیزہ مٹی اور شیریں پانی والی ہے۔

اس کی زمین ہموار اور درخت سُبْحَانَ اللّٰہِ ' اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اللّٰہُ اَکْبَرُ' لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک طویل روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند مشاہدات کا ذکر کر کے فرماتے ہیں ''پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک وادی پر گزر ہوا۔ وہاں ایک پاکیزہ و خنک ہوا اور مشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سنی۔ آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ بولے یہ جنت کی آواز ہے۔ وہ کہہ رہی ہے کہ یا رب! جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا' عطا فرما۔ کیونکہ میرے قنادیز' ریشم سندس (ایک قسم کا دیبا) چاندنیا' موتی' مونگے' چاندی' سونا' گلاس' طشتریاں' سواریاں' شہد' پانی' دودھ اور شراب بکثرت ہو چکے ہیں۔ لہٰذا جو مجھ سے وعدہ ہے' پورا فرما۔ ارشاد خداوندی ہوا کہ تیرے لئے ہر مسلمان مرد و عورت، مومن، مومنہ تجویز کر دی گئی ہے۔ جنت بولی، میں راضی ہو گئی۔ (ابن جریر، ابن ابی حاتم بیہقی)

دوزخ

(اسی روایت میں اس کے آگے) پھر ایک وادی پر گزر ہوا اور ایک دہشت ناک آواز سنی اور بدبو محسوس ہوگئی۔ آپ نے حضرت جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا ، یہ کیا ہے؟ بولے ، یہ جہنم کی آواز ہے' کہہ رہی ہے مولا جو مجھ سے وعدہ کر رکھا ہے ، عطا فرما' کیوں کہ میری زنجیریں' طوق' شعلے' گرم پانی' کانٹے' پیپ اور غذا کثیر ہو چکے ہیں۔ میری گہرائی بہت زیادہ اور گرمی از حد تک تیز ہو چکی ہے۔ لہٰذا میرا وعدہ عنایت فرما۔ ارشادِ خداوندی ہوا تیرے لئے مشرک مرد و عورت اور کافر مرد و عورت ، خبیث ، خبیثہ اور وہ متکبر جو قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتا' تجویز کیا جا چکا ہے ۔ دوزخ بولی میں راضی ہوگئی۔ (ابن جریر، ابن ابی حاتم بیہقی)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بقول حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے دوزخ کو کیسا پایا؟ فرمایا کھولتے ہوئے چشمے کی طرح۔

(طبرانی ، بیہقی وغیرہما)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج حضرت جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا ، آسمان والوں میں سے جس کے پاس سے آیا ' سب نے مجھے مرحبا کہا اور سب مجھے دیکھ کر ہنسے۔ البتہ ایک شخص نے میرے سلام کا جواب دے کر مرحبا بھی کہا' مگر ہنسا نہیں' جبریل امین علیہ السلام نے کہا' یہ مالک ہے دوزخ کا داروغہ۔ جس روز سے دوزخ پیدا کی گئی ہے ، یہ نہیں ہنسے۔ یہ کسی کو دیکھ کر بھی ہنسے ہوتے تو آپ کو دیکھ کر بھی ضرور ہنستے۔

مشاہداتِ معراج

ہر کام 'نیک ہو یا بد' کرنے کے بعد اُس کا رنگ روح پر' اور دل پر جمتا ہے' اور عالم برزخ میں چھپتا ہے۔ ہر ایک کام عالم برزخ میں اپنی مناسب شکل وصورت سے ظاہر ہوتا ہے' اسی عالم برزخ کو قبر بھی کہتے ہیں۔ عالم برزخ میں جس کی جو صورت بنتی ہے' قیامت تک وہی رہتی ہے۔ پھر قیامت میں جب یہ دونوں عالم (دُنیا اور برزخ) فنا ہو جائیں گے' کثافت کی چادر اُتار کر سارا عالم لطیف اور نورانی ہو جائے گا تو عالم برزخ میں جس کام کی جو صورت بنی تھی وہ کامل طور پر ظاہر ہو جائے گی۔ یاد رہے کہ عالم برزخ میں عالم دُنیا کے ہر ایک نیک و بدعمل کے اشکال ظاہر ہوتے ہیں۔

سفر معراج کے موقعہ پر حضور سرورِ عالم ﷺ کو عالم برزخ کی سیر بھی کرائی گئی۔

غیبت کرنے والے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کی نظر دوزخ پر پڑی تو ایک جماعت مردار کھا رہی تھی' جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا گیا تو بولے یہ وہ لوگ ہیں جو اِنسانوں کا گوشت کھاتے ہیں۔ (یعنی غیبت کرنے والا)

شکایتی لوگوں کی سزا

ایک جماعت ہے جن کے منہ' زبان اور ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا' حضور! یہ لوگ حاکموں کو رعایا کی طرف سے جھوٹی خبریں پہنچا کر لوگوں پر ظلم کرایا کرتے تھے۔

آگے چلے اور ایک اور عجیب واقعہ نظر آیا۔

بے عمل واعظ کی سزا

بعضے لوگوں کے حلق چیرے جا رہے ہیں اور ان کے منہ میں چھریاں ماری جا رہی ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان لوگوں کا کیا قصور ہے؟

عرض کیا گیا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم! یہ وہ واعظ ہیں جو لوگوں کو وعظ کہتے اور خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

آگے چلے اور ایک اور عجیب واقعہ نظر آیا۔

ظالم کی سزا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سرخ رنگ' بہت زیادہ نیلی آنکھوں والے شخص کو دیکھا' جبریل امین علیہ السلام سے دریافت کیا' تو بولے' یہ حضرت صالح علیہ السلام کے ناقہ کی کونچیں کاٹنے والا ہے۔

حرام کے عادی کی سزا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام سے اپنی ملاقات کا ذکر کر کے فرمایا: میں ذرا آہستہ چلا تو بہت سے دسترخوانوں پر میں

بے نمازی کی سزا

ایک مقام پر آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک بدنصیب قوم سخت تکالیف میں مبتلا ہے' انھیں زمین پر چت لٹا رکھا ہے اور اُن کے سروں کو بڑے وزنی پتھروں سے کچلا جاتا ہے' اُدھر سر کچلا گیا اِدھر فوراً صحیح وسالم ہوگیا' پھر کچل دیا گیا' بدستور یہی حالت چلی جاتی ہے' اس کا سلسلہ ذرا بند نہیں ہوتا' اس حالت کو دیکھ کر بہت افسوس کے ساتھ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جبرائیل (علیہ السلام)! یہ کون بد نصیب لوگ ہیں' انھیں یہ سزا کیوں دی جارہی ہے۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضرت ﷺ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز پانچ وقت کی نہیں پڑھتے تھے' جمعہ اور جماعت کے لئے مسجد میں نہیں آتے تھے' یا رکوع وسجود پوری طرح نہیں کرتے تھے" جو سر خدا کے سامنے نہیں جھکتا تھا وہی سر یہاں کچلا جارہا ہے" ﴿دلائل النبوۃ ج۲﴾

یہ خوف ناک واقعہ دیکھتے ہوئے آگے تشریف لے چلے' تھوڑی دُور چل کر آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ:

زکوۃ نہ دینے کی سزا

کچھ لوگ ننگے منگے کھڑے ہیں' صرف ان کے ستر اور شرم گاہ پر دھجیاں سی پڑی نظر آتی ہیں' اس حالت میں ان کی یہ کیفیت ہے کہ دوزخ کے جنگل کی گھانس' کانٹے' پتھر' انگار' سب کچھ کھاجاتے ہیں مگر پیٹ نہیں بھرتا' اس حالت کو ملاحظہ فرما کر آپ ﷺ نے پوچھا' جبرائیل (علیہ السلام)! یہ کون لوگ ہیں اور کس عمل کی ان کو یہ سزا مل رہی ہے؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضور! یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی

زکوٰۃ نہیں دیا کرتے تھے' زکوٰۃ کا مال دینے کی چیز نہ دے کر آپ ہی کھالیا کرتے تھے' اس کی سزا میں کنکر' پتھر' انگار جوان کے کھانے کی چیز نہیں ہے انھیں کھلائی جارہی ہے۔ ﴿دلائل النبوۃ ج ۲﴾ ''سچ ہے جیسی کرنی ویسی بھرنی''۔

حضرت رسولِ اکرم ﷺ یہ غمناک حادثہ دیکھتے ہوئے آگے چلے' تب ایک اور عجیب واقعہ ملاحظہ فرمایا کہ:

بدکار مردوخواتین کی سزا

ایک جگہ کچھ عورتیں اور مرد جمع ہیں' اُن کے سامنے اچھا نفیس گوشت نہایت عمدہ پکا ہوا رکھا ہے' دوسری طرف کچا بدبودار گوشت پڑا ہوا ہے' انھیں حکم ہوتا ہے کہ یہ نفیس گوشت کھاؤ' مگر وہ بدنصیب لوگ وہ عمدہ گوشت چھوڑ کر وہ کچا سڑا ہوا مردار گوشت کھا رہے ہیں' حضرت ﷺ نے یہ حالت دیکھ کر ان نالائقوں کے ناجائز فعل پر نہایت نفرت کرتے ہوئے دریافت فرمایا: جبرائیل (علیہ السلام)! یہ کون لوگ ہیں اور یہ کیوں ایسا کرتے ہیں؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضور ﷺ! یہ وہ مرد ہیں جو اپنے پاس حلال و پاک بیبیاں ہوتے ہوئے بھی دوسری عورتوں سے حرام و زِنا کرتے تھے' رات بھر حلال بیویوں کو ترستا چھوڑ کر ناجائز عورتوں کے پاس راتیں گذارتے تھے اسی طرح یہ وہ خبیث عورتیں ہیں کہ جن کے پاس حلال خاوند ہیں مگر ان بدعورتوں نے اپنے خاوندوں سے بے رغبت ہو کر غیروں سے رغبت اختیار کی تھی' ان کے عمل کی یہ صورت عالم برزخ میں بنی ہے۔

حضرت سید عالم ﷺ جب آگے چلے تب آپ کو ایک بڑا گڑھا اور خوفناک بھڑکتی ہوئی آگ سے بھرا ہوا کنواں' جس میں آگ جوش مار رہی تھی' نظر آیا' اس میں ننگے مرد اور عورتیں جلتے ہوئے اوپر آتے ہیں' پھر نیچے اس کی تہہ میں

جاتے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا گیا کہ حضور! یہ وہی زانی اور بدکار مرد، عورتیں ہیں، جن کو حضور نے ابھی ملاحظہ فرمایا تھا، یہاں خیال کی بھی صورت ہو جاتی ہے، وہ ان کے ناپاک خیال کی مثال حضرت نے ملاحظہ فرمائی تھی: یہ ان کے عذاب کی کیفیت آپ دیکھ رہے ہیں۔ ﴿دلائل النبوۃ ج دوم﴾

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے آگے چلے، تھوڑی دُور کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ:

سرِ راہ تکالیف دینے یعنی راہزن کی سزا

سرِ راہ چند لوگ آگ کی سولیوں پر لٹکے ہوئے ہیں، کانٹے دار درخت کی طرح اُن کی حالت ہے، جو کوئی ان کے پاس سے گذرتا ہے فوراً وہ ان گذرنے والوں کے کپڑے اور سر کے بال نوچ لیتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل (علیہ السلام)! یہ کیا ہے؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضور! یہ وہ لوگ ہیں جو راستہ پر بیٹھتے تھے، اور راستہ چلنے والوں کو ایذا دیتے تھے، آنکھ سے اشارہ کرتے تھے، اور زبان سے گالیاں دیتے تھے، لوگوں پر ہنستے تھے۔

اس کے بعد کچھ دُور جا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمایا:

خیانت کی سزا

ایک شخص نہایت کمزور ناتواں ہے اور ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا باندھ کر چاہتا ہے کہ اس بھاری گٹھے کو سر پر اُٹھائے، مگر وزنی ہونے کے سبب اُٹھا نہیں سکتا، جب اس سے یہ گٹھا نہ اُٹھا تو بجائے لکڑیوں کو کم کرنے کے لکڑیاں اور زیادہ کرتا ہے، اور پھر اُٹھانا چاہتا ہے، اسی طرح ہر دفعہ وزن زیادہ ہی کرتا جاتا ہے، حضرت شاہد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: اے جبرائیل (علیہ السلام) یہ کون بے عقل شخص ہے؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ وہ خیانت کرنے والا شخص ہے جو تھوڑی سی امانتوں کا بوجھ اُٹھا نہیں سکتا تھا مگر اور امانتوں کے زیادہ کرنے کی کوشش کرتا تھا، آخر اسی حالت میں ہلاک ہو گیا، یہ ایسا حریص شخص تھا، مال اتنا جمع کرتا تھا کہ اس کے حقوق ادا نہیں کر سکا۔ لیکن اور مال جمع کرنے کی ہی حرص کرتا رہا۔

﴿دلائل النبوۃ ج ۲﴾

فتنہ پرور خطیب

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی قوم کے پاس سے گذرے جن کی زبانیں اور ہونٹ آگ کے انگاروں سے کاٹے جاتے تھے، اور جب بھی ان کو کاٹ دیا جاتا وہ پھر پہلے کی طرح ہو جاتے اور ان کو ذرا مہلت نہ ملتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ آپ کی اُمت کے فتنہ پرور خطیب ہیں۔

﴿دلائل النبوۃ ج ۲﴾

چھوٹا منہ بڑی بات

ایک میدان میں نہایت چھوٹا سوراخ ہے، اس ننھے سوراخ میں بڑے موٹے بیل باہر نکل کر پھر اسی سوراخ میں واپس جانا چاہتے ہیں لیکن جا نہیں سکتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبرائیل یہ کیا واقعہ ہے؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا، حضور! یہ مثال اُس شخص کی ہے جو چھوٹے منہ سے بڑی بات نکالتا ہے، ایک کلمہ جو بظاہر چھوٹا سا نظر آتا ہے مگر فساد اس کا زیادہ ہوتا ہے، فساد کے خوف سے یہ شخص اس کلمہ کے کہنے سے نادم ہو کر وہ کلمہ واپس لینا چاہتا ہے مگر واپس نہیں لے سکتا۔ ﴿دلائل النبوۃ ج ۲﴾

مذکورہ واقعہ سے نصیحت

انسان کو اپنا پیٹ حکمت اور فضیلت سے بھرنا مناسب تھا مگر افسوس یہ کہ بے خبر لوگ اپنا پیٹ فسادی باتوں سے بھرتے ہیں، جس طرح زمین کے اس سوراخ سے، جس کا ذکر اوپر ہوا، بیلوں کا نکلنا محال اور مشکل ہے، ایسا ہی عقل کے نزدیک انسان کے منہ سے ایسی خراب اور فتنہ انگیز باتوں کا نکلنا محال ہونا چاہیے، لیکن یہ لوگ سمجھتے نہیں کہ ذرا ذرا سی باتوں سے کیا فساد برپا ہوتا ہے، چھوٹی سی بات "مر کھنے بیل" (وہ بیل جسے سینگ مارنے کی عادت ہو) کی طرح مخلوق کو مارتی اور اذیت دیتی ہے۔

جھوٹی گواہی دینے کی سزا

حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرماتے ہیں کہ آگے چل کر میرا گزر ایک جماعت پر ہوا، جن کے منہ سور کی طرح تھے، ان کی زبانیں پیٹ پر لٹک رہی تھیں، اور وہ سخت عذاب میں مبتلا تھے، میں نے دریافت کیا یہ کون ہیں۔

عرض کیا گیا، حضرت ﷺ یہ جھوٹی گواہی دینے والے لوگ ہیں۔

سودخوار

جب حضور شاہد کائنات ﷺ کی سواری آگے چلی، تب آپ کو ایک جماعت نظر آئی، جن کے پیٹ برج کی طرح بڑے ہیں اور شیشے کی طرح صاف، اور پیٹ کے اندر سانپ بچھو بھرے ہوئے ہیں اور ان کو کاٹ رہے ہیں، ہاتھوں میں آگ کے طوق اور پاؤں میں آگ کی بیڑیاں پڑی ہیں، جب کوئی ان میں سے اُٹھنا چاہتا ہے تو پیٹ کے بوجھ سے فوراً گر پڑتا ہے۔ تھوڑی دیر میں ایک مہیب شکل کا گھوڑا اُن کے پیٹوں کو کچلتا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ بہت روتے ہیں، شوروغل

مچاتے ہیں اور بھی طرح طرح کا عذاب ان کو نیچے اوپر سے گھیرے ہوئے ہیں۔
حضور ﷺ نے ارشاد: فرمایا جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا' حضرت ﷺ! یہ سود خوار ہیں' جو قیامت تک عالم برزخ میں اسی عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ قیامت میں اسی صورت سے اُٹھیں گے۔

واقعہ مذکور الصدر سے نصیحت

یعنی سود خور شخص کے جس قدر سود لینے کے خیالات وسیع ہوتے ہیں اس کا وہ سود در سود لے کر بھی جی نہیں بھرتا' تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی نیت کے انداز سے اُن کا پیٹ برج کے برابر کر دیا اور سود کا پیسہ جو اُنھوں نے کھایا وہ سانپ اور بچھو بنا کر اُن کے پیٹ میں بھر دیا۔

یہ واقعہ ملاحظہ فرمانے کے بعد حضرت سرورِ کائنات ﷺ افسوس فرماتے ہوئے آگے تشریف لے چلے' تھوڑی سی دُور جا کر کیا ملاحظہ فرماتے ہیں کہ:

یتیموں کا مال کھانے کی سزا

ایک جماعت ہے' اُن کے منہ اونٹوں کی طرح ہیں اور فرشتے اُن کے منہ چیر کر بڑے بڑے انگارے ان کے منہ میں ڈال رہے ہیں۔ وہ انگارے اُن کے حلق سے اُتر کر فوراً پاخانے کے راستہ سے باہر نکلتے ہیں۔ انگاروں کے حلق سے اُترتے اور پیٹ سے باہر نکلتے وقت نہایت درد ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ چیخ چیخ کر روتے ہیں' حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں' یا حضرت (ﷺ)! جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ گویا انگارے کھاتے ہیں' یہ

لوگ قیامت تک اسی عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ ﴿دلائل النبوۃ ج۲﴾

خاوندوں کو ستانے والی اور عورتوں کو ستانے والوں کی سزا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھر میرا گزر ایسی عورتوں پر ہوا جن کو آگ کے کپڑے پہنا کر آگ کے کوڑے مارے جا رہے تھے' ان کوڑوں کی تکلیف سے یہ عورتیں کتوں کی طرح روتی اور غل مچاتی تھی۔ میں نے دریافت کیا' جبرائیل! یہ عورتیں کون ہیں؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ خاوندوں کو ستانے والی عورتیں ہیں' ان ہی میں اُن مردوں کو بھی عذاب ہو رہا تھا جو عورتوں کو ستاتے تھے' خصوصاً ایک شخص کو دیکھا جس کا آدھا دھڑ گرا ہوا ہے اور اس پر عذاب ہو رہا' پوچھا یہ کون ہیں' کہا گیا یہ وہ شخص ہے جس کی دو منکوحہ عورتیں تھیں اور وہ ان میں عدل نہیں کرتا تھا۔

ماں باپ کی ستانے کی سزا

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اس کے بعد جب آگے بڑھا تو ایک جماعت نظر آئی' جو آگ میں جلائی جاتی تھی' اِدھر جل چکی' اُدھر پھر زندہ ہو گئی۔ پوچھا جبرائیل! یہ کون ہیں؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ ماں باپ کے نافرمان ہیں' جس طرح اُنہوں نے ماں باپ کی نافرمانی کر کے ان کو جلایا تھا' یہاں خود جل رہے ہیں اور اسی طرح یہ قیامت تک جلتے رہیں گے۔

ناحق قتل کی سزا

حضرت صاحب تاج و معراج صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس سے آگے جب میں

چلا تو ایک جماعت کو دیکھا کہ فرشتے انہیں چھروں سے ذبح کر رہے ہیں، ان کے حلقوں سے نہایت بدبودار سیاہ خون نکل رہا ہے۔ یہ لوگ مر کر پھر اسی وقت زندہ ہو جاتے ہیں، اور پھر ذبح کیے جاتے ہیں۔ پوچھا جبرائیل یہ کون ہیں؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ قاتل خونی ہیں جنہوں نے ناحق خون کئے تھے، اس کی سزا میں یہ ہمیشہ ذبح ہوتے رہیں گے۔

غرور اور تکبر کی سزا

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ دیکھنے کے بعد جب میں آگے بڑھا تو ایک جماعت کو دیکھا کہ پہاڑوں کے برابر دو ۲ پتھروں کے درمیان پیسے جا رہے۔ ہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ کون لوگ ہیں؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مغرور، تکبر کرنے والے لوگ ہیں، ان کا غرور قیامت تک اسی طرح توڑا جائے گا۔

منافقین کی سزا

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے چل کر ملاحظہ فرمایا کہ ایک جماعت مقید ہے، اُن کے جسم کے منافذ (سوراخ) یعنی آنکھ، کان اور ناک سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں، زبردست فرشتے جن کے ہاتھ میں آگ کے کھم ہیں، وہ کھم اس قدر بھاری ہیں کہ اگر پہاڑ پر رکھے جائیں تو پہاڑ پگھل جائیں، ان کھموں سے ان پر وہ فرشتے عذاب کر رہے ہیں، پوچھا یہ کون ہیں؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ منافق ہیں۔

ریاکاروں کی سزا

آگے چلے تو ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص ڈول باؤلی یعنی کنویں میں ڈالتا ہے،

بڑی محنت سے کھینچتا ہے مگر وہ ڈول اوپر خالی آتا ہے' ایسا ہی کرتے ہوئے عذاب میں مبتلا ہے۔ حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کون ہے؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضور ﷺ! یہ ریا کار لوگ ہیں' عبادت تو کرتے ہیں مگر لوگوں کو دکھانے کے واسطے کرنے سے ثواب سے خالی ہیں۔

دُنیا عورت کی شکل میں

رسول اللہ ﷺ عالم برزخ کے ان تمام عجیب وغریب واقعات کو ملاحظہ فرماتے ہوئے آگے چلے' یکا یک ایک عورت بہترین لباس پہنے ہوئے سونے کے زیورات سے آراستہ ہو کر طرح طرح کے بناؤ سنگار کے ساتھ آپ کے سامنے آئی اور عرض کیا: حضور (ﷺ)! آپ سے کچھ عرض کرنا ہے' چونکہ رسول اللہ ﷺ معصوم تھے' اس لئے غیر عورت کی طرف بالکل مائل نہیں ہوئے' جب سواری آگے نکلی تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضور (ﷺ)! آپ کو معلوم ہے کہ یہ عورت کون تھی' حضرت! یہ دُنیا تھی' بڑی زینت اور اہتمام سے آج حضرت ﷺ کے سامنے حاضر ہوئی تھی' اگر آج اس سے کلام فرماتے یا کچھ بھی اس کی طرف توجہ کرتے تو حضرت ﷺ کی ساری اُمت دُنیا کے بندے ہو کر آخرت کو بالکل چھوڑ دیتی۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ کلام ابھی پورا نہیں کیا تھا کہ حضرت کے سامنے ایک بڑھیا بد شکل گذری جس کو دیکھ کر نفرت ہوتی تھی' حضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ جبرائیل یہ بڑھیا کون تھی؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضرت (ﷺ)! یہ بھی وہی دُنیا تھی' پہلی صورت دھوکہ دینے کی تھی' جب حضرت ﷺ نے توجہ نہ فرمائی تو اب اپنی اصلی شکل سے آپ کے سامنے آئی۔

معراج شریف کے مذکورہ واقعہ سے نصیحت

جس طرح دُنیا پہلی مرتبہ حضرت ﷺ کے سامنے بناوٹی صورت بنا کر حاضر ہوئی تھی اسی طرح خاصانِ خدا کے سامنے بھی آتی ہے' جب وہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے تب اُن کو اپنی اصلی صورت دکھا کران کی نفرت بڑھاتی ہے اور جو کم ہمت اور پست حوصلہ ہوتے ہیں' وہ اس کی بناوٹی صورت پر فریفتہ ہو جاتے ہیں' آخرت کو بھول کر دُنیا کی طرح طرح کی رنگینیوں میں پر مبتلا ہو جاتے ہیں۔

حضرت رسولِ اکرم ﷺ کو معراج شریف میں جن اشکال میں دُنیا نظر آئی تھی' ایک حکایت سے اس کی توضیح اور اس سے نصیحت۔

حکایت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دُنیا کو اس طرح دیکھا کہ منہ کی طرف سے نہایت عمدہ اور زینت کا لباس ہے' مگر پیٹھ کی طرف پھٹے پرانے کپڑے ہیں اور ایک ہاتھ جو ظاہر نظر آتا ہے وہ نہایت خوش رنگ حنا سے رنگین ہے اور جو ہاتھ کپڑوں کے اندر چھپا رکھا ہے وہ خون میں رنگین ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: دُنیا! یہ دورنگی کیسی؟ دُنیا نے عرض کیا کہ جس نے میرا منہ دیکھا پیٹھ نہیں دیکھی وہ ہمیشہ میرا عاشق اور طالب رہا ہے' اور جس بندے کو میری پیٹھ نظر آئی وہ مجھ پر لعنت کرتا ہوا بھاگتا ہے' لیکن میں اپنے عاشق کو شروع میں ظاہری زینت اور مہندی سے رنگین ہاتھ دکھا کر اپنا فریفتہ بناتی ہوں' اس کے بعد اس کا گلا کاٹ کر دوسرا ہاتھ اس کے خون سے رنگ لیتی ہوں' ہمیشہ سے میرا یہی طرزِ عمل رہا ہے۔

نہ گور سکندر، نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے
دُنیا نہیں کسی کی ہمیشہ قیام گاہ
جو ہے یہاں وہ تیر قضا کا نشاں ہے

----•••----

دُنیا میں کوئی داغ سے خالی جگر نہیں
بے داغ چرخ پر بھی روشن قمر نہیں
دُنیا نہیں کچھ بھی جو دیکھا بچشم غور
اس پر وہ مبتلا ہے کہ جس کو نظر نہیں

ادیانِ باطلہ بوڑھے کی شکل میں

اس کو ملاحظہ فرماتے ہوئے حضور سید عالم ﷺ آگے تشریف لے چلے، آپ کے سامنے ایک بوڑھا آیا اور حضرت رسولِ اکرم ﷺ کو بائیں جانب سے پکارا، یا محمد (ﷺ) ذرا میری بات سن لیجئے "آپ راستہ بھول گئے ہیں "۔آپ نے اُس کی طرف بھی توجہ نہیں فرمائی، تب دائیں طرف سے یا محمد ﷺ کے کان میں آواز آئی، حضرت محمد ﷺ کچھ میری بھی سن لیجئے۔آپ نے اب بھی کچھ توجہ نہیں فرمائی، ایسا ہی آگے سے ندا آئی اور پیچھے سے بھی، آپ نے کسی کی طرف توجہ نہیں فرمائی اور سیدھے چلے گئے۔

کچھ دور جا کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضرت (ﷺ)! جس بوڑھے نے آپ کو پکارا تھا وہ یہود کے دین کی روح تھی، اور دوسرا پکارنے والا نصاریٰ کے دین کی روح تھی، اور سامنے سے پکارنے والا مشرکوں کا دین تھا اور پیچھے سے پکارنے والا آتش پرستوں کا دین تھا، اگر آج آپ ان

کی طرف کچھ بھی توجہ فرماتے تو آپ کی اُمت یہودی اور نصرانی اور مشرک و آتش پرست ہو جاتی "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُمت کو بچالیا۔

مذکورۂ الصدر تمام داعیان کو دکھانے اور آپ کا ان کی طرف متوجہ نہ ہونے میں حکمت یہ تھی کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر آزردہ رہتے تھے کہ معلوم نہیں میرے بعد میری اُمت کی کیا حالت ہوتی ہے' دین اسلام پر قائم رہتے ہیں یا برگشتہ ہو جاتے ہیں' معراج میں آپ کو اُمت کے بارے میں طرح طرح سے تسلی دینے کے لئے بلایا گیا ہے' منجملہ اور تسلیوں کے ایک یہ بھی تسلی دینا منظور تھا کہ آپ کی اُمت کو اپنے کرم سے اللہ تعالیٰ اسلام پر ثابت قدم رکھے گا۔

جنت اور دوزخ کی صدا

ان واقعات کے ملاحظہ فرمانے کے بعد حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوائی چلی جا رہی تھی کہ اثناءِ راہ میں پاکیزہ اور ٹھنڈی ہوا اور مشک کی خوشبو آئی' اور آپ نے ایک آواز بھی سنی' کوئی کہتا ہے کہ:

"اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے وہ جلدی عطا فرمادے کیونکہ اب میرے پاس سامانِ عیش و آرام کثرت سے موجود ہو چکا ہے' میرے پاس بالا خانہ' اور استبرق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی ہوں گے' اور چاندی سونے کے گلاس اور تشتری' دستہ دار کوزے اور سواریاں' شہد' پانی' دودھ اور شراب بہت جمع ہو گئے ہیں' ان کے برتنے والے جلدی بھیج"۔

اس کے بعد یہ ارشاد بھی سنائی دیا کہ:

"خوش ہو جاؤ کہ وہ ہر مسلمان مرد' مسلمان عورت تیرے سامان کے برتنے والے ہیں جو شرک نہ کریں اور مجھ سے ڈرتے رہیں"۔

اس کے بعد جواباً یہ آواز سنائی دی کہ میں راضی ہو گئی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل یہ کون بولتا ہے اور کون جواب دیتا ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضور (ﷺ)! یہ جنت ہے جو اپنے اندر آنے والے مسلمانوں کو طلب کرتی ہے، اور اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ بہت جلد تجھے مسلمان دیے جائیں گے۔

اس کے بعد ہی ایک بدبو آئی اور وحشت ناک آواز آئی، الٰہی! میرے اندر عذاب کے سامان بہت ہو چکے ہیں، مجھ میں زنجیر اور طوق کی بیڑیاں اور شعلے اور گرم پانی اور پیپ اور سانپ، بچھو بہت کثرت سے ہو گئے ہیں، میرا قعر بہت تیز ہو گیا ہے جن سے مجھ کو بھرنے کا وعدہ ہوا ہے ان کو بھیج۔ اس کے بعد جواباً یہ آواز سنائی دی، جلدی نہ کر، ہر مشرک و مشرکہ، کافر و کافرہ، ہر سرکش و نافرمان جس کو قیامت آنے کا بھروسہ نہیں، وہ تجھے دیے جائیں گے۔"

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبرائیل! یہ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضور (ﷺ) یہ دوزخ کی آواز ہے جو خدا سے خدا کے دشمنوں کو، اس کے نافرمانوں کو طلب کرتی ہے، جس کے جواب میں خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ کافر و مشرک و نافرمان تیرے اندر داخل کئے جائیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ جنت اور دوزخ کا کلام، اور سوال و جواب سن کر آگے چلے اور عالم برزخ سے باہر آ گئے۔

اُمت موسوی کے افراد اُمت محمدی میں داخل

اس کے بعد حضرت رسولِ اکرم ﷺ کا ایک قوم پر گزر ہوا، جن کے

چہرے کا رنگ زرد تھا۔ حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تم لوگوں کی ایسی حالت کیوں ہے؟ ان لوگوں نے عرض کیا: خوفِ خدا سے ہماری یہ حالت ہوگئی ہے' اور ان لوگوں کے دل سلیم اور لباس کمبل کا تھا (کمبل کا لباس اس لئے تھا کہ اکثر پیغمبروں کا لباس بھی یہی تھا' تاہم ان سب کے گھر برابر نہ تھے' اور ان کے کسی مکان کو باہر کا دروازہ نہیں تھا' دریافت کرنے پر ان لوگوں نے باہر کا دروازہ نہ ہونے کی یہ وجہ بتائی کہ باہر کا دروازہ دفعِ خائن اور چور کے لئے ہوتا ہے' ہم میں کوئی خائن اور چور نہیں ہے اور قبرستان نزدیک تھا تاکہ موت فراموش نہ ہو' اور مساجد دُور تھیں تاکہ ہر قدم پر ثواب ملے' اور گناہ مٹے' ان کی دوکانیں ہمیشہ کھلی رہتیں' مشتری خود تول لیتا' قیمت رکھ کر مال لے جاتا' انھوں نے اس طریقۂ بیوپار کی یہ وجہ بتلائی کہ ہم سب امانت دار ہیں' بچہ پیدا ہوتا تو یہ لوگ روتے کہ اس دُنیا کے قید خانہ میں آیا' اگر کوئی مر جاتا تو خوش ہوتے کہ قید سے چھوٹا' حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان لوگوں کا حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعارف کرایا کہ یہ نبی آخر الزماں ہیں تو وہ لوگ بہت خوش ہوئے اور عرض کیا: ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمّت میں سے ہیں' جب ہم میں قتل انبیاء اور معاصی کی کثرت ہونے لگی تو ہم نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ ہمیں نافرمانوں سے علیحدہ کر دے' دفعۃً ایک سرنگ نمودار ہوئی' اس میں ہم چلے' ہمارے ساتھ ایک نہر بھی جاری ہوگئی اور نور کے چراغ روشن ہوگئے' ڈیڑھ برس تک ہم برابر چلتے رہے' اس کے بعد زمین پر نکلے اور یہیں رہنے لگے۔

ہم میں بغض وحسد وظلم نہیں ہے' ہم صلہ رحمی کرتے ہیں' قضا پر راضی اور بلا پر صبر کرتے ہیں اور رضائے نفس پر رضائے حق کو ترجیح دیتے ہیں' غیبت کرتے ہیں نہ فضول کلامی' ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات عبادت میں

گذارتے ہیں، ہم میں کوئی بیمار نہیں ہوتا کیوں کہ بیماری گناہوں کا کفارہ ہے ، ہم میں کوئی گنہگار نہیں، اس لئے بیمار نہیں، اگر کسی نے گناہ کیا تو آگ آتی اور اس کو جلا دیتی ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک توریت میں دیکھ کر ہم اپنی اولاد کو وصیت کرتے تھے کہ اگر آپ کا زمانہ پائیں تو آپ کا دین اسلام قبول کر لیں، یہ کہہ کر سب مسلمان ہو گئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قرآن کی سورتیں سکھائیں اور نماز، زکوٰۃ اور ہفتہ کو چھوڑ کر جمعہ اختیار کرنے کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے عرض کیا: حضور! ہماری دو استدعائیں ہیں، ایک یہ کہ ہمارا ملک اب تک جس طرح لوگوں کی نظروں سے چھپایا گیا ہے کہ کوئی یہاں نہیں آسکتا، ایسا ہی لوگوں کی نظروں سے مخفی رہے، دوسری یہ کہ ہم پانچ وقت کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھیں ، حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا۔

کامل مشاہدہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے، میں نے مشاہدہ کیا۔ ﴿نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ، بیہقی، حاکم وترمذی﴾

قلموں کی آواز

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں کی سیر کا ذِکر کر کے فرمایا، پھر میں ایک بلند ہموار مقام پر چڑھایا گیا۔ وہاں میں نے قلموں کی آواز سنی۔

عرش پر کلمہ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس

رات جبریل امین علیہ السلام مجھے معراج کے لئے لے گئے، میں نے بلند آسمانوں پر تسبیح سنی، جس سے میرا دل دہل گیا۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آگے بڑھیئے اور کسی قسم کا خوف نہ کیجئے، آپ کا اسم مبارک عرشِ خداوندی پر لکھا ہوا ہے۔

﴿......لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ......﴾

دیدارِ خداوندی

واقعہ معراج سے دیدارِ خداوندی کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے یعنی یہ ناممکن ہے کہ پہلے بلالیا جائے اور جب مہمان آجائے تو ملنے سے انکار کر دیا جائے۔ یہ بلائے جانے کی کیفیت قرآنِ حکیم کے لفظ اَسریٰ سے بھی ظاہر ہے جس کا معنی ہے ''سیر کرائی''۔ یعنی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود نہیں گئے، بلکہ خالق کائنات چاہتا تھا، اپنے محبوب کو بلا کر تمام حجابات اُٹھا دیئے جائیں اور جنت دوزخ ہی نہیں، عرش و کرسی بلکہ بے شمار اٰیَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿النجم:۱۸﴾ (محبوب کے رب کی بڑی بڑی نشانیاں) بلکہ خود اپنی ذات دکھا دی جائے۔

آیتِ معراج کے آخر میں اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿بنی اسرائیل:۱﴾ (بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے) کے مفہوم میں بھی مفسرین نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدارِ خداوندی کو شامل سمجھا ہے۔ سورۃ النجم میں ہے: وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿النجم:۱۳﴾ اور انہوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا۔ پھر قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿النجم:۹﴾ سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے۔

تفاسیر میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ صفاتی تجلی جو سوئی کے ناکے کے کروڑویں حصے میں سے تھی برداشت نہ کر سکے اور یہاں خود ذاتِ باری کا مشاہدہ ہو رہا ہے وہ بھی اس انداز سے کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿النجم:۱۷﴾

ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی۔

طبرانی نے اوسط میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دوبارہ دیکھا، ایک مرتبہ (سر کی) آنکھ سے اور ایک مرتبہ دل (کی آنکھ) سے' حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ کیا حضور سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا' انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔' کلام موسیٰ علیہ السلام' خلت (گہری دوستی) ابراہیم علیہ السلام کو اور دیدار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا۔

نوٹ

یہ دیدار کہاں ہوا۔ عرش معلیٰ سے بہت آگے' خاص جلوہ گاہ کبریا میں' جسے مقام یا عالم کہنا بھی مجازاً ہے۔ قرآنِ پاک نے اس انتہائے قرب کو فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى (یعنی دو کمانوں کی مقدار بلکہ اس سے بھی قریب تر ہو گیا) کہا ہے۔

واپسی

احمد، ابی شیبہ نے حضرت حذیفہ بن الیمان سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم براق پر ہی تھے کہ آپ کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے گئے اور جنت دوزخ کا مشاہدہ کیا اور آپ سے کل آخرت کا وعدہ کیا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپسی تشریف لے آئے۔

فرضیت نماز

حضرت مالک بن صعصعہ سے روایت ہے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل حدیث کے آخر میں فرمایا: "اس کے بعد مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ جب میں وہاں سے اُترا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا: آپ

کے رب نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا ہے' میں نے کہا: روزانہ پچاس نمازیں ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ کی اُمت ان پر عمل نہیں کر سکے گی اور میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے بارے میں بہت کوشش کر چکا ہوں' لہٰذا اپنے رب کی بارگاہ میں دوبارہ جا کر اپنی اُمت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ چنانچہ میں پھر گیا تو دس نمازیں کم کر دیں گئیں۔ پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور ان سے کہا دس نمازیں کم کر دی گئیں۔ بولے اپنے رب کے پاس تخفیف کی پھر درخواست کیجئے' چنانچہ میں پھر گیا اور دس اور کم ہو گئیں۔ پھر میں موسیٰ کے پاس آیا اور بتایا کے دس اور کم ہو گئیں' حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے' پھر جا کر اپنے رب سے تخفیف کی التجاء کر لیجئے' چنانچہ میں آتا جاتا رہا یہاں تک کے مجھے پانچ یومیہ نمازوں کا حکم ہوا ہے۔ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ روزانہ پانچ نمازوں کا حکم ملا ہے۔ کہنے لگے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت یومیہ پانچ نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ حد درجہ محنت و کوشش کر چکا ہوں۔ لہٰذا پھر اپنے پروردگار کے پاس جائیے اور اپنی اُمت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ میں نے جواب دیا: میں اپنے پروردگار سے درخواست ہی کرتا رہا حتیٰ کہ مجھے شرم محسوس ہونے لگی۔ چنانچہ میں راضی ہوں اور اس کا حکم قبول کرتا ہوں۔ ﴿مسند احمد' مسلم شریف﴾

تصدیق صدیق

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کی جس رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس لے جایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی صبح کو لوگوں کے سامنے یہ واقعات بیان کرنے لگے جو لوگ آپ پر ایمان لائے تھے، ان میں کچھ مرتد ہو گئے

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تیزی سے آکر کہنے لگے، آپ کو اپنے صاحب کے بارے میں بھی کچھ خبر ہے' وہ کہہ رہے ہیں کہ رات مجھے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بولے' کیا آپ نے ایسا فرمایا ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ نے فرمایا ہے تو سچ فرمار ہے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا: کیا آپ رات ان کے بیت المقدس جانے کی تصدیق کرتے ہیں کہ صبح ہونے سے پہلے آبھی گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک میں تو اس سے بھی زیادہ دور کی بات میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔ میں تو ان کی تصدیق آسمان کی خبر کے بارے میں بھی کرتا ہوں کہ وہ صبح کو خبر دیں یا شام کو' اسی وجہ سے آپ کو صدیق کا لقب ملا۔

(ابن مردویہ' حاکم' بیہقی)

معجزۂ معراج

اور عقائدِ اہل سنت کی ضیاء پاشیاں

معجزات انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگی کا ایک اہم اور نمایاں باب ہے۔ کیوں نہ ہو کہ معجزات دلیل نبوت میں سے ایک دلیل ہے لیکن ضروری نہیں کہ ہر دلیل ہر کوئی سمجھ لے یا ہر کوئی قبول کر لے، یہی وجہ ہے کہ معجزاتِ انبیاء کو دیکھ کر ایمان والے خوش نصیبوں کو ایمان کی تازگی اور پختگی کی دولت ملی اور بہت کو ایمان ہی کی لذت نصیب ہوئی لیکن عقل کے گھوڑے پر شہ سواری کرنے والے محرومین کو نہ صرف ایمان کی عظیم نعمت سے محرومی مقدر بنی بلکہ وہ اپنی بے ایمانی میں اس قدر بڑھے کہ بڑھتے ہی چلے گئے۔ انہیں معجزات سے ایک نہایت ہی منفرد، ممتاز اور نمایاں معجزہ ''معراج'' ہے۔ جسے قبول کر کے کسی نے ''صدیق'' کا لقب پایا تو کوئی ابوجہل ''ابوجہل'' ہی رہا، کوئی مشرف باسلام ہوا تو کوئی فنافی النار ہونے کا حقدار بنا۔ اس معراج میں جہاں اُمت محمدیہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ''معراجِ مومن'' یعنی نماز کا تحفہ ملا وہیں متعدد بنیادی عقائد کا ہدیہ بھی عطا ہوا۔ یقیناً مختلف احادیث میں مختصر مختصر بیان کردہ مکمل سفر معراج کی رُوداد کا مطالعہ کیا جائے تو اس رُوداد ہی سے کئی عقائد اہل سنت اظہر من الشمس ہو جاتے ہیں۔

حیاتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حاضر و ناظر، علم غیب بعد از وصال، وسیلہ بعد از وصال، سب سے افضل اور بے مثل ہونا، حاجت روا ہونا، مشکل کشا ہونا، یادگار قائم کرنا، میلاد منانا اور ختم نبوت ... یہ سب عقائد معجزۂ معراج سے عیاں ہیں، جن کا انکار

ایمان سے محرومی کا نتیجہ ہے۔ آنے والے صفحات میں عقائد اہل سنت کی ضیاء پاشیاں ملاحظہ فرمائیں:

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

واقعہ معراج سے اہل سنت کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا پیارا عقیدہ ملتا ہے' کیوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت فرمانے کے بعد اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا:

رفع لی ذکری وجعلنی فاتحا و خاتما۔

''اللہ نے میرے ذِکر کو بلند فرمایا اور مجھے فاتح اور خاتم بنا کر بھیجا''

جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اظہر من الشمس ہے۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا قرآن سے ثابت ہے' چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ ﴿سورۃ الاحزاب: ۴۰﴾

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں' ہاں! اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے' اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

حدیث پاک میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبین ہونے کا ثبوت موجود ہے:

حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ۔

﴿سنن ترمذی' ابواب الرؤیا باب: ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ' حدیث: ۲۲۷۲﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبوت و رسالت کا سلسلہ منقطع ہو گیا' پس اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ کوئی نبی۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا:

وَاَنَا آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ، وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ۔

"میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو۔"

﴿ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ ابن مریم حدیث: ۴۰۷۷﴾

جس ذات کو خود اللہ تعالیٰ خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمائے، ساتھ ہی خود وہ ذات پاک اپنے خاتم النبیین ہونے کا اِظہار فرمائے تو اُس ذاتِ اقدس کے خاتم النبیین ہونے میں کسی قسم کے شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

واقعہ معراج سے اہل سنت کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت ومحبوبیت کا پیارا عقیدہ بھی ملتا ہے، کیوں کہ مسجد اقصیٰ میں تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منتظر رہنا اور تمام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا مصلیٰ امامت کے لئے منتخب ہونا، اسی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ نیز یوں تو معراج اور بھی انبیائے کرام علیہم السلام کو عطا ہوئی لیکن جس شان وشوکت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی اور جو قرب اور دیدارِ باری تعالیٰ کا شرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا کسی اور کو نہیں۔ قرآنِ کریم اور احادیث مبارکہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت ومحبوبیت پر شاہد ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ۔ ﴿سورۃ البقرہ: ۲۵۳﴾

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا، ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَ اَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْہُ الْقَبْرُ وَ اَوَّلُ شَافِعٍ وَ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔ ﴿مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پہلی فصل﴾

﴿صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب تَفْضِیْلِ نَبِیِّنَا عَلٰی جَمِیْعِ الْخَلَائِقِ، حدیث ۴۲۲۳﴾

میں بروز قیامت اولادِ آدم کا سردار ہوں اور سب سے پہلے میری قبر کھولی جائے گی، سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت مقبول ہوگی۔

محبوبیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان یہ آیت بانگ دُہل کر رہی ہے:

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی۔ ﴿سورۃ والضحیٰ:۵﴾

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبانِ اقدس سے ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، انبیائے کرام علیہم السلام کے اوصاف بیان کر کے تعجب کر رہے تھے کہ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: میں نے تمہاری بات اور تمہارا تعجب سنا اور فرمایا:

اَلَا وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں جبکہ مجھے کوئی فخر نہیں اور میں بروزِ قیامت لواء الحمد اُٹھاؤں گا۔

﴿سنن ترمذی، باب فی فضل النبی، حدیث: ۳۹۷۶/ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم دوسری فصل﴾

اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس طرح اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین،

بشیر و نذیر، حاضر و ناظر بنا کر مبعوث فرمایا اِسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک و مختار بھی بنا کر اِس کائنات میں بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا و آخرت کی ہر چیز دے سکتے ہیں اور کوئی بھی حکم نافذ فرما سکتے ہیں۔ واقعہ معراج میں بھی یہ عقیدہ جلوہ گر ہے، کیونکہ لذت دیدارِ الٰہی سے شاد کام ہونے کے بعد پچاس نمازوں کا تحفہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رب کی بارگاہ سے واپس ہوئے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عرض کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مرحلوں میں نمازیں کم کرا کے پانچ نمازوں کا انعام لے کر زمین پر تشریف لائے، لیکن ثواب میں کمی نہ آئی، بلکہ ثواب پچاس نمازوں کے باقی رہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عقیدہ تھا، جبھی تو ہمارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایک موقع پر اپنی اُمت کی بے حساب بخشش کی بشارت سنائی تو حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے لیے اسی میں شمولیت کی دُعا فرما دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عکاشہ تم اسی میں سے ہو۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے حج کے تعلق سے تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مالک و مختار ہونے کا اعلان کرتے ہوئے اُس سائل کا جواب اِس انداز میں دیا:

لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ۔

﴿مسلم شریف، کتاب الحج، حدیث: ۲۳۸۰/مشکوٰۃ، کتاب المناسک، پہلی حدیث﴾

اگر میں ''ہاں'' کہہ دیتا تو (ہر سال) حج واجب ہو جاتا اور تم نہ کر سکتے۔

ایک اور حدیث میں شریعت میں اپنے اختیار کے بارے میں یوں فرمایا:

لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ کُلِّ صَلَاةٍ۔

اگر میری اُمت پر گراں نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

﴿سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، باب الرخصۃ فی السواک، حدیث: ۷﴾

متبرک مقامات کی تعظیم

روایت ہے کہ بیت المقدس کی طرف سفر کے دوران آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کی عرض گزاری پر تین مقامات پر نمازیں ادا فرمائیں۔

ایک مقام پر جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ یہاں اُتر کر نماز ادا فرمائیں۔ آپ ﷺ سواری سے اُترے، نماز پڑھی، تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: آقا کیا آپ ﷺ جانتے ہیں آپ ﷺ نے کہاں نماز ادا کی؟

صَلَّيْتَ بِطَيْبَةَ وَإِلَيْهَا الْمُهَاجَرُ

آپ ﷺ نے طیبہ میں نماز پڑھی اور یہ آپ ﷺ کی ہجرت گاہ ہے۔

پھر ایک مقام پر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ یہاں اُتر کر نماز ادا فرمائیں۔ آپ ﷺ سواری سے اُترے، نماز پڑھی، تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: آقا کیا آپ ﷺ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کہاں نماز ادا کی؟

صَلَّيْتَ بِطُورِ سَيْنَاءَ حَيْثُ كَلَّمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ

آپ ﷺ نے طورِ سینا میں نماز پڑھی، جہاں اللہ تعالیٰ، موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوا۔

پھر ایک مقام پر جبریل علیہ السلام نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! یہاں اُتر کر نماز ادا فرمائیں۔ آپ ﷺ سواری سے اُترے، نماز پڑھی تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: آقا کیا آپ ﷺ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کہاں نماز ادا کی؟

صَلَّيْتَ بِبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ

آپ ﷺ نے بیت للحم میں نماز پڑھی، جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ ﴿سنن نسائی، کتاب الصلوٰۃ، باب فرض الصلوٰۃ﴾

نوٹ:- ان مقامات پر اِس لیے نماز پڑھوائی کہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ ایک

زمانہ آنے والا ہے جب لوگ تبرکات کا انکار کریں گے اور اس کو شرک و بدعت قرار دیں گے تو اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات بتادیا کہ جہاں نبی کا قدم لگ جائے یا جہاں نبی کا میلاد ہو اُس جگہ کی زیارت کرنا شرک و بدعت نہیں، انبیاء کرام علیہم السلام کی اور جبریل علیہ السلام کی سنت ہے، اور ان متبرک مقامات کی تعظیم کرنا شعائر اللہ کی تعظیم اور دل کا تقویٰ ہے، جیسا کہ مقام ابراہیم علیہ السلام کی تعظیم۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاں نبی کا میلاد ہو وہ جگہ بھی قیامت تک کے لیے متبرک اور زیارت گاہ ہے۔ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد ہوا وہ جگہ شان والی ہے تو جہاں ہمارے آقا و مولا، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد ہو وہ مقام مکہ کتنی شان والا ہے۔

☆...... حضرت جبریل علیہ السلام کی عرض پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان مقامات پر نماز ادا فرمانا واضح طور پر ہمیں اس عقیدے کی رہنمائی کرتا ہے کہ ''نیک حضرات کے تبرکات'' سے حصولِ برکت نیک عمل ہے۔ یہ ایسا عمل ہے کہ جس کا قرآنِ پاک میں بھی ثبوت موجود ہے، حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو اپنی ایک قمیص عطا کی اور فرمایا: اِس کو والد ماجد کی آنکھوں پر ڈال دینا جس سے والد محترم کی آنکھیں بینا ہو جائیں گی، قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِىْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِىْ يَاْتِ بَصِيْرًا۔

﴿سورۂ یوسف:۹۳﴾

میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

کتب احادیث میں بھی اس تعلق سے احادیث موجود ہیں جن میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کے حصول میں ایک دوسرے پر سبقت فرماتے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ وَاَطَافَ بِهِ اَصْحَابُهُ فَمَا

يُرِيْدُوْنَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ اِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ۔

﴿صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب قرب النبی ﷺ من الناس، حدیث: ۴۲۹۲﴾

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب موتراش بال مبارک تراش رہا تھا تو آپ ﷺ کے صحابہ چاہتے کہ جو بھی بال مبارک (زمین) پر تشریف لائے وہ کسی کے ہاتھ ہی پر تشریف لائے۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

وَاِذَا تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ

﴿صحیح البخاری، کتاب الوضوء، حدیث: ۱۸۹﴾

جب حضور نبی کریم ﷺ وضو فرماتے تو صحابہ آپ ﷺ کے وضو والے پانی کو حاصل کرنے کے لیے آپس میں جھگڑتے (یعنی ایک دوسرے پر سبقت کرنے میں کوشاں رہتے)

اوہناں دا مقام نالے شان اُچا ہو گیا
جنہاں تھاواں تے سوہنا پل وی کھلو گیا

صحابہ کرام بالخصوص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ اور مدینہ کے درمیاں ہر وہ جگہ تلاش کر کے نماز پڑھتے تھے جہاں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔

﴿بخاری کتاب الصلاۃ باب المساجد التی فی طرق المدینہ حدیث ۴۵۸﴾

یہ صحابہ کا عشق تھا نبی پاک ﷺ نے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا، یہی وجہ ہے کہ آج تک عاشقانِ مصطفےٰ ﷺ جہاں جہاں حضور سرورِ کائنات ﷺ نے قیام فرمایا، جس راستے سے گزرے کوشش کر کے وہاں حاضری کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔

ساری کائنات وچوں اوہ تھاواں بے مثال نیں
سوہنے دیاں سوہنیاں اداواں بے مثال نیں

ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بیت المقدس کے سفر کے دوران ایک مقام پر حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نذرانۂ سلام پیش کیے اور پھر آسمان عروج کے دوران بھی ہر آسمان پر کئی انبیائے کرام علیہم السلام نے بھی سلام پیش کیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ندائیہ صیغے سے پکارا، جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صیغہء ندائیہ یعنی "یارسول اللہ، یا نبی اللہ" وغیرہ جیسے الفاظ سے یاد کرنے کا بھی عقیدہ ثابت ہوتا ہے اور یہ عقیدہ تو اہل سنت و جماعت کو قرآنِ کریم بھی سکھاتا ہے، کیونکہ قرآنِ پاک میں متعدد مقامات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو "یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ۔ یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ۔ یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ" وغیرہ سے خطاب کیا گیا۔ نیز کتب احادیث سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ بہت ہی مشہور حدیث "حدیث جبریل" میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہوئے کہا:

یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ۔

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اِسلام کے بارے میں بتائیں"۔

﴿مسلم شریف، کتاب الایمان، حدیث:۹/مشکوۃ کتاب الایمان پہلی حدیث﴾

صحابہ کرام کا بھی یہی عقیدہ تھا اور اِسی پر عمل بھی تھا، چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اِس تعلق سے عمل کا بیان "مصنف عبدالرزاق" میں یوں ہے:

اذا قدم من سفر اتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال السلام علیك یا رسول اللہ السلام علیك یا ابابکر۔ ﴿مصنف عبدالرزاق:۶۷۲۴﴾

جب حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر سے واپس آتے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہء انور پر تشریف لاکر عرض گزار ہوتے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو، یا ابابکر رضی اللہ عنہ! آپ پر سلام ہو۔

علم غیب بعد از وصال

اگر انبیاء کرام علیہم السلام کو وصال کے بعد علم نہیں ہوتا تو وہ معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں کیسے جمع ہو گئے، لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ وصال کے بعد اُن کا علم کم نہیں ہوتا، بلکہ بڑھ جاتا ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں اور ایک وقت متعدد جگہ بھی تشریف لاتے ہیں۔ شب معراج انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں بھی، مسجد اقصیٰ میں بھی اور آسمانوں میں بھی تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم

شفاء شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے تجلی فرمائی تو آپ اندھیری رات میں دس فرلانگ تک یعنی تیس میل کی مسافت میں پتھر پر چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا دیدار نہیں ہوا، صرف تجلی دیکھی، اس کے باوجود جب ان کے علم وکشف میں اتنی فراخی ہوئی تو حضور سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے رب تعالیٰ کی زیارت فرمائی، آپ کے علم اور کشف تام کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے۔ فرشتے ہماری نسبت غیب ہیں اور ان فرشتوں سے رب تعالیٰ غیب ہے، یعنی فرشتے غیب ہیں اور اللہ تعالیٰ غیب الغیب ہے تو جب حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب الغیب کو دیکھ لیا تو اور کون سا غیب ہے جو پوشیدہ رہا۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

سبحان اللہ

حضرت آدم علیہ السلام کا علم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو اُن کی صورت میں دیکھا، جس میں انہیں بنایا گیا تھا۔ ان پر جب ان کی اولاد میں سے مومنین کی روحیں پیش کی جاتی تو فرماتے یہ پاکیزہ روح ہے، اس کو علیین میں لے جاؤ اور جب ان پر ان کی اولاد میں سے کفار کی روحیں پیش کی جاتی تو فرماتے یہ خبیث روح ہے اس کو سجین میں لے جاؤ۔ (بیہقی دلائل النبوہ ج ۲)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ہم دُنیا کے آسمان میں چڑھ گئے، وہاں ایک صاحب بیٹھے تھے، جن کے داہنے کچھ جماعتیں تھیں اور ان کے بائیں کچھ جماعتیں تھیں، جب اپنے داہنے دیکھتے تو ہنستے تھے اور جب اپنے بائیں دیکھتے تو روتے تھے۔ انہوں نے کہا: نبی صالح، فرزند صالح خوب آئے، میں نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا: یہ کون ہیں؟ اُنہوں نے کہا: یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ جماعتیں جو ان کہ داہنے بائیں ہیں، وہ ان کی اولاد کی روحیں ہیں، داہنے والے ان میں سے جنتی ہیں اور وہ جماعتیں جو ان کے بائیں طرف ہیں وہ دوزخی لوگ ہیں۔ جب وہ اپنے داہنے دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب وہ اپنے بائیں دیکھتے ہیں تو روتے ہیں، پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو اس میں موتی کی عمارتیں تھیں اور اس کی مٹی مشک تھی۔ ﴿مسلم :۱۶۳/ بخاری: ۳۴۹/مشکوۃ: ۵۸۶۴﴾

یہ مومنین اور کفار وہ ہیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے، آئندہ تا قیامت پیدا ہونے والے ہیں، وہ آپ کے اردگرد اس طرح جمع ہیں، کیونکہ جو مومنین اور کفار پیدا ہو کر مر چکے اُن کے متعلق ہے کہ مومنین کی روحیں اعلیٰ علیین میں پہنچیں، کفار کی روحیں سجین میں۔ (مرقات)

یا یوں کہو کہ یہ وہی مومنین و کفار ہیں جو مر چکے ہیں، وہ لوگ کبھی کبھار اپنے مقامات میں بلا کر یہاں اس طرح آدم علیہ السلام کو دکھائے جاتے ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وہاں پہنچے تو یہ ہی وقت ان کی پیشی کا تھا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس واقعہ سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام تا قیامت ہر سعید و شقی سے خبردار ہیں، کہ کون ایمان پر مرے گا اور کون کفر پر، یہ ہی بات علوم خمسہ سے ہے۔

دوسرا یہ کہ ان سعید و شقی لوگوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی معراج کی رات دیکھا ہے اور سب کو پہنچانتے ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے انجام سے باخبر ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کا ہنسنا، رونا محبتِ پدری کی بنا پر تھا۔ باپ اپنی اولاد کو اچھے حال میں دیکھے تو خوش ہوتا ہے، تکلیف میں دیکھے تو غمگین ہوتا ہے۔ یہ ہی حالت آپ کی اُس وقت تھی کہ دوزخیوں کو دیکھ کر افسوس کرتے تھے کہ یہ میری اولاد کافر رہی، دوزخ میں جائے گی، جنتیوں کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے کہ یہ میرے بچے خوش نصیب ہیں، جنت میں جائیں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے علم کی بدولت تمام فرشتوں کو سجدے کا حکم ہوا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام مخلوق سے افضل ہیں جب حضرت آدم علیہ السلام کے علم کا یہ عالم ہے کہ تمام جنتیوں اور دزخیوں کو جانتے ہیں تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا عالم کیا ہوگا۔

سر عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شہ نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم

حضرت عبد الرحمٰن ابن عائش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا۔ رب نے پوچھا: مقرب فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں' میں نے عرض کیا: مولیٰ تو ہی جانے' تب رب تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا' جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی' تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب میں نے جان لیا اور یہ آیت تلاوت کی:

ترجمہ: ہم یونہی ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کے ملک دکھاتے ہیں تاکہ وہ یقین والوں میں سے ہو جائیں۔

یعنی جیسے اللہ نے اپنے خلیل کو ملکوت دکھائے ایسے ہی مجھے۔ معلوم ہوا کہ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف مسئلے ہی نہیں بتائے گئے تھے' بلکہ ساری خدائی دکھائی گئی تھی' اِسی لیے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت سے دلیل پکڑی۔

یعنی رب نے اپنے ہاتھ کو میری پشت پر رکھا اور اُس کا فیضان میرے سینہ اور دل پر پہنچا۔

صاحبِ مرقاۃ نے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وسعتِ علم کی کھلی دلیل ہے' رب تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتوں آسمانوں بلکہ اوپر کی تمام چیزوں اور ساتوں زمینوں اور ان کے نیچے کے ذرے ذرے اور قطرے قطرے کا علم کُلّی عطا فرمایا۔

مزید آپ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد تمام کلی جزئی علوم کا عطا فرمانا ہے۔

خیال رہے کہ اللہ نے اپنے حبیب کو گذشتہ' موجودہ اور تا قیامت ہونے والی ہر چیز کا علم دیا' کیونکہ زمین پر لوگوں کے اعمال اور آسمان پر ان اعمال کے لئے فرشتوں کے یہ جھگڑے تا قیامت ہوتے رہیں گے' جنہیں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آج آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اس حدیث کی تائید قرآن کی بہت سی آیات کر رہی

ہیں، جن آیات میں علم کی نفی ہے، وہاں علم ذاتی مراد ہے۔

حیاتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

واقعہ معراج میں مذکور ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ سفر بیت المقدس اپنے ایک مشاہدہ کو یوں بیان فرمایا:

مَرَرْتُ عَلٰی مُوسٰی لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ وَھُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ۔ ﴿مسلم شریف/مشکوٰۃ شریف﴾

میرا گزر ریت کے سرخ ٹیلے کے پاس واقع حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے ہوا تو (میں نے ملاحظہ کیا کہ) وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز ادا فرما رہے ہیں۔

اس سے حیاتِ انبیاء کا بخوبی ثبوت ملتا ہے، اِس لیے بھی کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو حیاتِ جاودانی حاصل ہے کہ خود اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے:

وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ ﴿البقرہ:۱۵۴﴾

''اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، ہاں تمہیں خبر نہیں''۔

اتنا ہی نہیں کہ راہِ خدا میں شہید ہونے والوں کو مردہ نہ کہو بلکہ مردہ ہونے کے وہم وگمان کو بھی اپنے دل ودماغ میں جگہ نہ دینے کا حکم دیتے ہوئے دُوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ۔ ﴿آل عمران:۱۶۹﴾

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں۔

خود جانِ جاناں، جانِ ایماں رسولِ کریم ﷺ نے بھی حیاتِ انبیاء کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا کہ وہ انبیائے کرام کے جسموں کو کھائے سو انبیائے کرام باحیات ہیں اور رزق پاتے ہیں۔

﴿سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، حدیث: ۱۶۳۷/مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، تیسری فصل﴾

ایک مقام پر اپنے متعلق اِس طرح ارشاد فرمایا:

مَامِنْ اَحَدٍ يُّسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

جو بھی شخص سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ میری رُوح پر اُسے پیش فرماتا ہے تو میں اُسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

﴿سنن ابوداوٗد، تفریع صلوٰۃ السفر، حدیث: ۲۰۴۱/مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ، دوسری فصل﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الانبياءُ اَحياءٌ فی قُبُرِهِمْ يُصَلُّوْنَ

تمام انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

﴿البزار و البیہقی فی حیات الانبیاء﴾

حضور نبی کریم ﷺ نے معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چار بار دیکھا، اولاً گزرتے ہوئے اُن کی قبر میں انہیں دیکھا، پھر بیت المقدس میں، جہاں سب نبیوں نے حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، پھر آسمانوں میں اپنے مقام پر، پھر واپسی معراج میں اپنے مقامات پر یہاں پہلی ملاقات کا ذِکر ہے۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں، وہ زندہ ہیں، مگر یہ نماز تکلیفی نہیں، لذت و فرحت کی ہے۔

جب عام نبی اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں' ہمارے آقا و مولا تو تمام انبیاء سے افضل ہیں' امام الانبیاء ہیں' اس لئے آپ ﷺ زندہ ہیں بلکہ زندگی ہی آپ ﷺ کے صدقے سے ہے' جو آپ ﷺ کو مردہ کہے وہ خود مردہ ہے۔

آپ زندہ ہیں واللہ آپ زندہ ہیں واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

درج بالا آیاتِ قرآنی اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً امام الانبیاء ﷺ زندہ ہیں۔

امام الانبیاء ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا اس میں میرے لئے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو جمع کیا گیا' پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے پکڑ کر اُن کے آگے کھڑا کیا اور میں نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو نماز پڑھائی۔ ﴿نسائی شریف' مسلم شریف﴾

عظمتوں کے نگینے جڑے ہیں' نام نبیوں کے بیشک بڑے ہیں
مقتدی بن کے پیچھے کھڑے ہیں' وہ جو پہلے سے آئے ہوئے ہیں

سبحان اللہ

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سر کہ عیاں ہوں معنیٰ اوّل و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر' سلطنت جو پہلے کر گئے تھے

سبحان اللہ

جاں اقصیٰ وچ پہنچے محمد ﷺ پیارے' نبی سن کھڑے انتظاری وچ سارے
تے آدم نے نبیاں نوں فرمان کیتا' صفاں ٹھیک کر لو امام آ گیا اے

امامت کے لائق وہ جو سب سے افضل ہو

تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تھے‘ اِسی لئے امام بنے‘ جب جبریل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مصلیٰ ئے امامت پر کھڑا کیا تو کسی نبی نے اعتراض نہیں کیا‘ اِسی طرح تمام صحابہ میں افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اِسی لئے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلیٰ امامت پر کھڑا کیا‘ کسی صحابی نے اعتراض نہیں کیا‘ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ نبی کا فیصلہ خدا کا فیصلہ ہے‘ جو نبی کے فیصلہ پر اعتراض کرے وہ مومن ہی نہیں ہوسکتا‘ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمادیا ہے۔

﴿اے محبوب: تیرے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں‘ پھر تم جو حکم فرمادو اپنے دلوں میں اُس سے رکاوٹ نہ پائیں۔﴾ ﴿سورۃ النساء آیت ۶۵﴾

ہم مومن ہیں‘ مسلمان ہیں‘ اپنے آقا و مولا حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں‘ اگر کوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کئے ہوئے امام کو نہ مانے تو وہ اپنے ایمان کی خبر لے۔

بے مثل نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نماز کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام نے خطاب فرمائے‘ پھر حضرت سید الانبیاء‘ امام الانبیاء‘ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی ثناء کی اور فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنایا اور مجھ پر قرآنِ مجید نازل کیا‘ جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے اور میری اُمتوں کو تمام سے بہتر بنایا اور میری اُمت کو اُمت وسط بنایا اور میری اُمت کو اوّل آخر بنایا (یعنی آخر میں آئی اور جنت میں پہلے داخل ہوگی) اور میرا سینہ کھول دیا

اور مجھ سے بوجھ اتار دیا اور میرا ذکر بلند کیا اور مجھے ابتداء کرنے والا اور انتہاء کرنے والا بنا دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر فرمایا: انہی فضائل کی وجہ سے تم سب پر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت دی گئی۔ (تفسیر ابن کثیر)

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل اور بے مثل ہیں۔

اگر انبیاء کرام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل سمجھتے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بات کی ضرور تردید کرتے، ہمارا چیلنج ہے، کوئی بتائے کہ کسی نبی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بات کی تردید کی ہو، قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تردید نہیں فرمائی، بلکہ خاموش رہ کر اہل سنت کے عقیدہ پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔

سب سے اعلیٰ و اُولیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سب سے بالا و والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
خلق سے اولیاء، اولیاء سے رُسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سُبحانَ اللّٰہِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے میں وصال کرنے سے منع فرمایا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ تو وصال کرتے ہیں (یعنی نہ سحری میں کھانا کھاتے ہیں نہ افطاری میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَيُّكُمْ مِثْلِي تم میں مجھ جیسا کون ہے میں اس طرح رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

(مسلم ۱۱۰۳، بخاری: ۱۹۶۵، مشکوٰۃ ۱۹۸۶)

اِس حدیث سے پتہ چلا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل و بے مثال ہیں، جب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَیُّکُمْ مِثْلِی تم میں مجھ جیسا کون ہے، تو بتاؤ کوئی صحابی بولا تھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ جیسے ہیں، کوئی بھی نہیں بولا تو پتہ چلا صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مثل و بے مثال مانتے تھے، ہمارا عقیدہ بھی صحابہ کرام والا ہے۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَمْ اَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ

میں نے آپ جیسا نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد۔

﴿بخاری: ۵۹۰۷/مشکوٰۃ: ۵۷۸۲﴾

یعنی آپ کا حسن کما حقہ، میں بیان نہیں کر سکتا، بس اتنا سمجھ لو کہ میری آنکھوں نے نہ آپ سے پہلے حسین دیکھا نہ آپ کے بعد۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی آنکھ تو کیا دیکھتی جناب جبرئیل امین کی آنکھوں نے ایسا نہ دیکھا:

معراج میں جبرئیل سے کہنے لگے شاہِ اُمم
تم نے دیکھے ہیں بہت، بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم
روح الامین کہنے لگے اے مہ جبین تیری قسم
آفاقہا گردیدہ اُم مہر بتاں ورزیدہ اُم
بسیار خوباں دیدہ اُم لیکن تو چیزے دیگری

سُبحانَ اللہِ

کہیا جبریل میں لہندے چڑھدے ڈھونڈیا جگت رسیلا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیہا حسین نہ کوئی نہ ایہو جیہا قبیلہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَمْ اَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ

”میں نے آپ جیسا نہ آپ کے بعد دیکھا نہ آپ سے پہلے۔“

﴿ترمذی 3638، مشکوۃ 5791﴾

بخشیاں شاناں رب نے لولاک دیاں، اَیکُم مِثلِی سوہنے خود آکھیا
کہڑے منہ نال کہاں میں اپنے جیا، انگلیاں چوں جو چشمے چلاندا رہیا

سُبحانَ اللّٰہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا ہے براق پر، براق نکلا ہے برق سے، برق کا معنی ہے ''بجلی''، جو لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اُن سے کہو تم بجلی پر سوار ہو، صرف بجلی کی ننگی تار کو ہاتھ لگا کر دکھاؤ، مسئلہ حل ہی نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا، اگر وہ اس بات پر تیار نہ ہو تو سمجھ لو وہ جھوٹا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ مالک بن صعصہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا کہ اچانک میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اُس نے میرا سینہ یہاں تک چاک کیا، یعنی حلقوم سے ناف تک، پھر میرا دل نکالا، پھر سونے ایک طشت لایا گیا، جو ایمان (اور حکمت) سے لبریز تھا، پھر اس کو ایمان وحکمت سے لبریز کیا گیا، پھر اس دل کو اپنی جگہ رکھ دیا گیا۔

﴿بخاری حدیث نمبر ۳۸۸۷﴾

اِس حدیث سے ثابت ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل ہیں اور اپنی حیات میں دل کے محتاج نہیں، ورنہ دل کے جدا ہوتے ہی موت واقع ہو جاتی۔ بے مثل اس طرح ہیں کہ پیٹ چاک کیا گیا، لیکن نہ خون نکلا، نہ درد ہوئی، بلکہ آنکھوں دیکھا حال بیان کر رہے ہیں۔ جو لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اُن سے پوچھو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چند مرتبہ چاک ہوا، بچپن میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس، نزولِ قرآن کے وقت اور معراج میں۔

سُبحانَ اللّٰہ

بشریت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، جبریل علیہ السلام کی نورانیت سے افضل ہے

علامہ نظام الدین نیشاپوری "سدرہ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں: سدرۃ المنتہیٰ وہ جگہ ہیں جس سے آگے فرشتے نہیں جاسکتے اور نہ کسی کو یہ علم ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کے ماوراء کیا ہے، شہداء کی روحیں بھی یہاں تک جاتی ہیں۔

علامہ نیشاپوری لکھتے ہیں ایک مقام پر جبریل آپ سے پیچھے رہ گئے اور کہا میں ایک پور کے برابر بھی قریب ہوا تو جل جاؤں گا۔ (غرائب القرآن ج۶ ص۲۰۲)

حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سدرۃ المنتہیٰ مقامِ جبریل ہے، جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرش کی جانب عروج فرمایا تو حضرت جبریل علیہ السلام وہیں رہ گئے اور کہا اگر ایک پور کے برابر بھی قریب ہوا تو جل جاؤں گا۔

﴿تفسیر روح البیان وشفاء شریف﴾

جبریل رُکے، براق تھکے، رفرف بھی آگے نہ جاسکے

معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم علم اور وحی میں جبریل کے محتاج نہیں، ہاں جبریل اپنی ڈیوٹی ادا کرنے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج ہیں۔

(اِس لئے کہ) معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ کی آخری آیات بلاواسطہ عطاء فرمائیں۔ ﴿مسلم شریف، مشکوۃ شریف﴾

اِس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآنِ کریم حاصل کرنے میں حضرت جبریل علیہ السلام کے قطعاً محتاج نہ تھے۔

حاجت روا...... مشکل کشا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل کوئی حاجت ہو تو بتاؤ؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: روزِ قیامت جب پل صراط پر آپ کی اُمت کا گزر ہوگا

تو مجھے پر بچھانے کی اجازت ہو کہ ان پروں کے اوپر سے آپ کی اُمت گزرے۔

(مواہب لدنیہ زرقانی ج ۶ ص ۹۳)

پل سے اُتارو رہ گزر کو خبر نہ ہو
جبریل علیہ السلام پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

اِس سے ثابت ہوا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کی حاجت پوچھ کر یہ بتادیا کہ میں صرف اِنسان ہی نہیں فرشتوں کی بھی حاجتیں پوری کرواسکتا ہوں‘ کیوں نہ ہو کہ حاجت روا جو ہوئے۔

بعداز وصال وسیلہ اور امداد

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر پچاس نمازیں فرض کر دیں‘ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اُترے‘ حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک لیا اور کہا: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا حکم دیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ہر روز (دن رات میں) پچاس نمازیں پڑھنے کا حکم دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت اس کی طاقت نہیں رکھتی‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس جایئے‘ تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے تخفیف کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس پہنچے اور عرض کیا: اے ہمارے رب! ہمارے لئے تخفیف کر دے‘ کیونکہ میری اُمت اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی‘ تب اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر واپس ہونے کا مشورہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آتے جاتے رہے‘ یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب! یہ پڑھنے میں پانچ‘ ثواب میں پچاس‘ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: پھر جایئے‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بہ خدا مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے! پھر اسی رات واپس آ کر مسجد حرم میں سو گئے اور صبح بیدار ہوئے۔ ﴿بخاری شریف﴾

خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے، حضور ﷺ رؤف رحیم ہیں، مگر اُمت محمدیہ پر رحم آیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو، جو جلال والے نبی ہیں، آخر یہ کیوں؟ اِس کی چند وجہیں ہیں:

ایک یہ کہ رب چاہتا تھا کہ دکھا دیا جائے کہ اللہ کے مقبول بندے بعد وفات بھی لوگوں کی مدد کر سکتے ہیں، دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات سے تین ہزار سال بعد مسلمانوں کی مدد یہ کی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں۔

دوسرے یہ کہ بتا دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ جسے دیتا ہے اپنے مقبولوں کے وسیلہ سے دیتا ہے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ رعایت دی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کر دیں، مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے۔

تیسرے یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی رب سے عرض و معروض کرتے ہیں تو حضور محمد مصطفےٰ ﷺ کے وسیلہ سے، دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود ہی رب سے یہ نہ کہہ دیا کہ پچاس نمازیں زیادہ ہیں، بلکہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کی معرفت کہا۔ اے لوگو! تم بھی حضور نبی کریم ﷺ کے توسل سے رب سے عرض و معروض کیا کرو۔

چوتھے یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ الٰہی میں ایسی باریابی ہے کہ بار بار حاضر ہو سکتے ہیں، دیکھو حضور سرورِ کائنات ﷺ نے یہاں سے ہی دُعا نہ کر دی بلکہ بار بار حضرت موسیٰ علیہ السلام اور رب تعالیٰ کے درمیان آتے جاتے رہے، اس لیے رب تعالیٰ نے پانچ پانچ نمازیں کم کیں، ایک بار ہی پنتالیس کم نہ کر دیں۔

پانچویں یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چاہتے تھے کہ محبوب بار بار رب تعالیٰ کو دیکھ کر آتے جاتے رہیں اور میں محبوب کی ان آنکھوں کو بار بار دیکھتا ہوں۔

رُخسارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جمالِ کبریا کا آئینہ تھے۔ طور والی دُعائے دیدار آج قبول ہو رہی ہے، وہ تمنا آج پوری ہو رہی ہے، اُمت کا بہانہ تھا، کام اپنا بنانا تھا، اِس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام منتخب ہوئے۔ غرض یہ کہ اس واقعہ میں بہت سی حکمتیں ہیں جو رب ہی جانے یا اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے اپنی کوئی بات منوانے کے لئے وسیلہ کی ضرورت ہے، حلانکہ آپ نبی ہیں، کلیم اللہ ہیں، اللہ سے ہم کلام ہونے والے تو ہم نبی کے وسیلہ سے بے نیاز کیسے ہو سکتے ہیں۔

حضور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیں معاف کروا کے بتا دیا کہ میرے متعلق موسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ بالکل درست ہے کہ میرے چاہنے سے ۴۵ نمازیں معاف ہو سکتی ہیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اہل سنت کا عقیدہ انبیاء کرام والا ہے اور جن کا عقیدہ ہے کہ نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا وہ ۵۰ پڑھا کریں، ۵ پڑھنی ہیں تو اپنے عقیدے پر نظر ثانی کرنی پڑھے گی۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے قبلہ بدل جاتا ہے، سورج پلٹ آتا ہے، چاند کے دو ٹکڑے ہو جاتے ہیں، درخت سلامی کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں، اُنگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے، چاند اِشارے ہو چاک
اندھے منکر دیکھ لے قدرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

سُبحان اللہ

سب کو حاجت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ابی بن کعب قرآن مجھ پر ایک قرأت میں بھیجا گیا تھا' میں نے رب کی بارگاہ میں رجوع کیا کہ الٰہی میری اُمت پر آسانی کر' رب نے مجھے دوبارہ جواب دیا کہ دو قرأتوں پر پڑھ سکتے ہو' پھر میں نے رب کی طرف رجوع کیا کہ میری اُمت پر آسانی فرما' تب اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ ساتھ قرأتوں پر تلاوت کر سکتے ہو اور اے محبوب تمہیں ہر بار عرض کے عوض ایک خصوصی دُعا بخشتے ہیں' جو تم ہم سے مانگ لینا' میں نے عرض کیا: الٰہی! میری اُمت بخش دے' الٰہی میری اُمت بخش دے' اور میں نے تیسری دُعا اُس دن کے لیے بچا رکھی ہے جب ساری خلقت حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی میرے پاس ہی شفاعت کے لیے آئیں گے۔ ﴿مسلم شریف﴾

یعنی اے محبوب ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ قرآنِ کریم کی قرأتیں سات ہوں گی' مگر ہمارا انشاء یہ تھا کہ یہ آسانی تمہاری طلب پر دیں' تاکہ ہماری یہ نعمت اُمت کو تمہارے طفیل ملے' جیسے پچاس نمازوں کی پانچ رہیں' حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عرض اور تمہاری کوشش سے اور ہم کو تمہاری یہ عرض و معرض ایسی پیاری معلوم ہوئیں کہ ہم تمہیں ہر عرض پر ایک انعام خاص بخشتے ہیں کہ تم نے تین بار عرض کیا' ہم تمہیں تین خصوصی دُعائیں دیتے ہیں' جو مانگو سو پاؤ۔

تیسری دُعا قیامت کے لیے اُٹھا رکھی ہے اُس دعا کا فائدہ کفار' مسلمان گنہگار' نیکوکار' اولیائے عظام' انبیائے کرام سب ہی اُٹھائیں گے کہ اس دُعا سے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کبریٰ کا دروازہ کھولیں گے' اس کی برکت سے کفار

کو میدانِ حشر سے نجات، ہم گنہگاروں کو دوزخ سے نجات، نیکوکاروں کو رفع درجات میسر ہوں گے اور سب کے لیے عرضِ حاجات کا دروازہ کھل جائے گا۔

حاضر و ناظر نبی ﷺ

حضور سرورِ کائنات ﷺ اپنی قبر انور میں جسم و جسمانیت کے ساتھ حیات ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے جب چاہیں، جہاں چاہیں، جس وقت چاہیں، تشریف لے جاسکتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ ہر وقت، ہر جگہ موجود نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے علم و قدرت سے ہر جگہ شاہد و موجود ہے۔

جب آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف چلے آرہے تھے تو راستے میں آپ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ پھر ایک مقام پر حضرت موسیٰ، حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام نے آپ ﷺ کو نذرانۂ سلام پیش فرمایا، بعدہٗ تینوں حضرات سمیت تمام انبیائے کرام نے آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی اور پھر انہیں میں کئی انبیائے کرام نے مرحلہ وار آسمانوں میں شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ اللہ کے نیک بندوں کا مختصر وقفے میں ایک مقام سے دوسرے مقام پر آنے جانے ہی کو حاضر و ناظر کہا جاتا ہے اور یہ اہل سنت و جماعت کے مسلمہ عقائد میں سے ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً ہمارے آقا و مولا حضور پر نور محمد مصطفےٰ ﷺ حاضر و ناظر ہیں کہ ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کف دست کی طرح دیکھیں اور دُور و نزدیک کی آوازیں سنیں یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کریں اور صدہا کوس پر حاجتمندوں کی حاجت روائی کریں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، شفیع اُمت ﷺ حدیثِ معراج میں ارشاد فرماتے ہیں:

مَرَرْتُ عَلٰی مُوسٰی وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ

میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

﴿صحیح مسلم باب فضائل موسیٰ علیہ السلام﴾

اہل سنت کا یہ عقیدہ قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے، ملاحظہ فرمائیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شٰهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا۔ ﴿سورۃ الاحزاب: ۴۵﴾

"اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا"۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حاضر وناظر ہونے کے متعلق فرمایا:

اِنِّیْ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ فَرَطٌ وَّاَنَا عَلَیْکُمْ شَهِیْدٌ وَّاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْحَوْضُ وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَیْهِ مِنْ مَقَامِیْ هٰذَا۔

﴿صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۂ احد، حدیث: ۴۰۴۲﴾

"میں تمہارے آگے پیشرو ہوں اور میں تمہارا نگران و گواہ ہوں اور تمہارے وعدے کی جگہ حوض ہے جس کو میں اپنی اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں"۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِنَّ اللّٰهَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا۔

﴿مسلم شریف، کتاب الفتن واشراط الساعۃ حدیث: ۵۱۴۴﴾

بے شک اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کو میرے لیے سمیٹ دیا ہے، پس میں مشارق ومغارب کو دیکھ رہا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الانبیاءُ اَحیاءٌ فی قُبورِهِم یُصَلُّونَ۔ ﴿البزار والبیہقی فی حیات الانبیاء﴾

تمام انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

اِس کے باوجود ہر نبی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا:

صلی خلفك كل نبی بعثه الله ﴿تفسیر ابن کثیر ج ۳﴾

اللہ کے ہر معبوث نبی نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔

لیکن جب آسمانوں پر پہنچے تو ہر آسمان پر انبیاء کرام علیہ السلام موجود تھے، امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، معراج کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے:

شهود الجسم الواحد فی مكانين آن واحد

آنِ واحد میں ایک جسم کا دو جگہ حاضر ہونا۔ ﴿الیواقیت والجواہر ج ۲﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي إِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَائِمٌ يُصَلِّي إِذَا إِبْرَاهِيمُ قَائِمٌ يُصَلِّي فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ۔

میں نے اپنے آپ کو انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میں دیکھا، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، جب نماز (کی جماعت) کا وقت ہوا تو میں نے اُن کی امامت کروائی۔

﴿صحیح مسلم، باب ذکر المسیح ابن مریم والمسیح الدجال، ج ۱/ مشکوٰۃ شریف﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح کو دیکھا، بلکہ فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، یعنی ہم معراج میں دورانِ سفر انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں پر گزرے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔

پھر جب آسمانوں پر تشریف لے کر گئے تو موسیٰ علیہ السلام وہاں پر بھی موجود

تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتّٰی انْتَهَيْنَا اِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَاَتَيْتُ عَلٰى مُوسٰى فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ

پھر ہم چلے یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچ گئے، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو سلام کیا، اُنہوں نے عرج کیا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔

سُبحانَ اللّٰہِ

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے حاضر و ناظر کے منکر اِس حدیث پر تیرا ایمان کس طرح ہوگا (الیواقیت ج ۲ ص ۳۶) یعنی یا تو حاضر و ناظر، علم غیب، حیاتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، وسیلہ ماننا پڑے گا یا پھر معراج کا انکار کرنا پڑھے گا۔

سُبحانَ اللّٰہِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بلال مجھے اپنے اُس اہم اور پر اُمید کام کی خبر دو، جو تم نے اِسلام میں کیا، کیونکہ میں نے تمہارے نعلین کی آہٹ جنت میں اپنے آگے سنی، حضور بلال علیہ السلام نے عرض کیا: میں نے اپنے نزدیک کوئی اہم کام نہیں کیا بجز اس کے کہ دن اور رات کی کسی گھڑی میں وضو نہیں کیا، مگر اس وضو سے اس قدر نماز پڑھ لی جو میرے مقدر میں تھی۔

(مسلم شریف / بخاری شریف / مشکوٰۃ کتاب الصلاۃ باب التطوع)

وضاحت

یہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جسمانی معراج میں ملاحظہ فرمایا تھا، مگر یہ سوال کسی اور دن فجر کی نماز کے بعد فرمایا کیونکہ نماز تو جسمانی معراج کے بعد فرض ہوئی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے جنت میں جانا ایسا ہے جیسے نوکر چاکر بادشاہوں کے آگے ہٹ بچو کرتے ہوئے چلتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اے بلال رضی اللہ عنہ! تم نے ایسا کون سا کام کیا جس سے تمہیں میری یہ خدمت میسر ہوئی۔

خیال رہے کہ معراج کی رات نہ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں گئے، نہ آپ کو معراج ہوئی، بلکہ حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات وہ واقعہ ملاحظہ فرمایا جو قیامت کے بعد ہوگا کہ تمام خلق سے پہلے حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں داخل ہوں گے، اِس طرح کہ حضرت بلال خادمانہ حیثیت سے آگے آگے ہوں گے۔

اِس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے انجام پر خبردار کیا کہ کون جنتی ہے اور کون دوزخی اور کون کس درجہ کا جنتی، دوزخی ہے، یہ علومِ خمسہ میں سے ہیں، دوسرے یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کان و آنکھ لاکھوں برس بعد ہونے والے واقعات کو سن لیتے ہیں اور دیکھ لیتے ہیں۔

یہ واقعہ اس تاریخ سے کئی لاکھ سال بعد ہوگا، مگر قربان ان کانوں کے آج ہی سن رہے ہیں۔

تیسرے یہ کہ اِنسان جس حال میں زندگی گزارے گا اُسی حال میں وہاں ہوگا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزاری، وہاں بھی خادم ہو کر ہی اُٹھے۔

خیال رہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھنا اسی لیے تھا تاکہ آپ یہ جواب دیں اور اُمت اس پر عمل کرے، ورنہ حضور سرورِ کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر شخص کے' ہر چھپے کھلے عمل سے واقف ہیں' نیز یہ درجہ صرف حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ان نوافل کا ہے۔ ہزار ہا آدمی یہ نوافل پڑھیں گے یا پابندی کریں گے انہیں یہ خدمت نصیب نہیں۔

سُبحانَ اللّٰہ

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: بعض لوگ کہتے ہیں کہ معراج کا مسئلہ حاضر و ناظر ہونے کے منافی ہے' کیونکہ جو ہر جگہ موجود ہو اُس کے آنے جانے کے کیا معنی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا نورانیت اور روحانیت کی جہت سے ہے اور آنا جانا بشریت مقدسہ کی جہت سے ہے۔ لہٰذا کوئی منافات نہیں۔ یہی جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قسم کے آنے جانے اور سفر جہاد و ہجرت وغیرہ پر کیے ہوئے اعتراضات کے دفع کرنے کے لئے کافی ہے۔

﴿معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۵۲﴾

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھتے ہوئے اپنے دل میں حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر کرو اور اِسی حال میں "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ" کہو۔ ﴿احیاء العلوم جلد اوّل﴾

تنزیہ باری تعالیٰ از زمان و مکان

اہل سنت کے عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم و جسمانیات اور زمان و مکان سے پاک و منزہ ہے۔ یہ عقیدہ واقعہ معراج سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو شرف دیدار سے مشرف فرمانے کے لیے وہاں بلایا جہاں نہ زمان تھا نہ مکان' جسے لامکان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ درج ذیل حدیث سے بھی یہ عقیدہ عیاں ہے:

وَهُوَ الْمُتَعَالِي عَنِ الْحُدُودِ، وَالْجِهَاتِ، وَالْأَقْطَارِ، وَالْغَايَاتِ الْمُسْتَغْنِي عَنِ الْأَمَاكِنِ، وَالْأَزْمَانِ لَا تَنَالُهُ الْحَاجَاتُ، وَلَا تَمَسُّهُ الْمَنَافِعُ، وَالْمَضَرَّاتُ۔ ﴿شعب الایمان، باب الایمان باللہ، حدیث: ۹۹﴾

اللہ تعالیٰ جہت وقید اور غیت و جانب سے بلند و برتر اور زمان و مکان سے بے نیاز ہے۔ نہ اسے حاجت پیش آتی ہے نہ اسے نفع و نقصان کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے ایمان و عقیدے کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور افکارِ فاسدہ، عقائد باطلہ سے محفوظ رکھے...... آمین۔

معراجِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تین حیثیتیں

سفر معراج کے تین مراحل و مطالع سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا براہِ راست ربط و تعلق ہے اور یہ تینوں مراحل ان کی شانِ بے نیازی، اولوالعزمی اور بے پایاں حیثیتوں کا مظہر ہیں، وہ مراحل درج ذیل ہیں:

۱:)......بشریت

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم آب وگل میں شانِ بشریت کے ساتھ جلوہ گر ہوئے، بشریتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم جسمانیت سے ربط ہے اور یہ اس لیے ہے کہ عالم اِنس وجاں آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہو سکے۔ بیت اللہ سے بیت المقدس کا سفر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کی معراج کا آئینہ دار ہے۔

۲:)......ملکیت و نورانیت

جسے عالم انوار اور حقائق مجرداتِ قدسیہ سے تعلق ہے۔ حضور نورِ مجسم ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا انکار بھی حدِ ادب اور ایمان اور اعتقاد کے منافی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو نورِ کائنات ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کائنات آفاق و انفس کی ہر شے کو محیط ہے، مسجد اقصیٰ سے عالم افلاک میں سدرۃ المنتہیٰ تک کا سفر معراج، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ملکیت و نورانیت کو اپنے منتہائے کمال تک پہنچانے کے لیے تھا، تاکہ آپ کے فیض رسانی سے عالم انوار و ارواح بھی محروم نہ رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور کائنات کی ہر شے کو اپنے دامن رحمت میں سمیٹ لے۔

۳:)...... محمدیت

یعنی حق تعالیٰ کی ذات وصفات اور حسن و جمال کا مظہر اتم ہونا۔ جسے بارگاہِ اقدس اور حضرت جمال اُلوہیت سے گہرا تعلق ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حقیقت محمدی ﷺ کو خدا کے سوا کوئی اور نہ جان سکا' کیوں کہ ہماری ناقص عقلیں یا تو گم راہوں کے جال بن سکتی ہیں یا پھر اپنے عجز کا اظہار کرسکتی ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے معراجِ پاک کا سفر اس لیے کرایا گیا تا کہ آپ کی شانِ محمدیت ذاتِ حق تعالیٰ کی صفات اور حسن و جمال کا مظہر اتم بن جائے اور یہی معراجِ النبی ﷺ کا آخری مُنتہائے کمال ہے۔

سفرِ معراج کے تینوں مرحلوں اور حضور نبی کریم ﷺ کی تینوں عظمتوں کا تعلق اور باہمی مناسبت کو ذہن نشین کر لینے کے بعد آیۂ کریمہ کی روشنی میں فلسفہ معراج نہایت ہی آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ معراج کا مقصد حضور سیدِ عالم ﷺ کا اپنی شایانِ شان بلند اور اُونچے مراتب پر پہنچنا ہے۔ چوں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ مذکورہ شانیں ایسی ہیں کہ تمام کمالاتِ محمدی ان ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ہر کمال مصطفوی کا سرچشمہ یہی تین اہم شانیں ہیں۔ لہٰذا ان میں سے ہر ایک کا اپنے عروج پر پہنچنا تکمیل معراج کے لیے ضروری ہوا۔ حضور سیدِ عالم ﷺ کی بشریت' نورانیت و مظہریت سب کا عروج ضروری ہوا۔ یہ امر واضح ہے کہ ہر چیز کا عروج اس عالم میں متصور ہے' جس عالم سے اس چیز کا تعلق پایا جاتا ہے' اس لیے بشریت کا معراج عالم بشریت میں ہوگا اور نورانیت ورُوحانیت کا معراج عالم ارواح و عالم انوار میں اور اسی طرح حقیقت محمدیہ' یعنی مظہریتِ حق کا معراج بارگاہِ حق تعالیٰ ہوگا۔

(مقالاتِ کاظمی' جلد اوّل ص: ۱۳۰)

پھر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا زمان و مکان کے قیود و حدود سے بلند ہو کر فوق العرش پہنچ کر بارگاہِ حق تعالیٰ میں حاضر ہونا اور

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ○ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ○

﴿پ ۲۷ سورہ النجم آیت ۸ تا ۹﴾

کے مراتبِ عالیہ پر فائز ہونا اور سرِ اقدس کی آنکھوں سے بے حجاب اللہ تعالیٰ کو دیکھنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقتِ محمدیہ اور صورتِ حقیقیہ کی معراج ہے۔ اس حیثیت سے کہ وہ عرشِ عظیم جو تجلیاتِ حسن حقیقی کی بلند ترین جلوہ گاہ ہے' پیچھے رہ گیا' جس طرح مسجدِ اقصیٰ میں کمالِ انسانیت رکھنے والے انبیاو مرسلین پیچھے رہ گئے تھے اور سدرۃ المنتہیٰ پر کمالِ ملکیت و نورانیت رکھنے والے ملائکہ مقربین پیچھے رہ گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے آگے تشریف لے گئے تھے' بالکل اسی طرح حسن اُلوہیت کی بلند ترین جلوہ گاہ عرشِ عظیم بھی پیچھے رہ گیا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زمان و مکان اور تحت و فوق کو پیچھے چھوڑ کر ایسے عالم میں جسے عالم کہنا بھی مجاز ہے' اپنی حقیقتِ محمدیہ اور صورتِ حقیقیہ کے ساتھ اس عرشِ عظیم کی رفعتوں سے بلند ہو کر اس ذات والا صفات کے ساتھ واصل ہوئے' جس کے حسنِ ذات و صفات کے وہ مظہر اتم تھے۔ اس کا کلام سنا' اس کا جمال دیکھا اور رب کلام سننے والا ان کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا۔ معراج النبی کی مقدس رات میں عالم نور کے پیکر لطیف' عرشِ الٰہی کے مسند نشیں' شب اسریٰ کے دولہا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رب کے سمیع و بصیر تھے' اور رب کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سمیع و بصیر تھے۔ خلاصہ یہ کہ قالب' بشریت ہے' روح ملکیت اور قلب مظہریت حق ہے۔ اللہ عزوجل شانہ نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بشریت' ملکیت اور مظہریت ان تینوں حیثیتوں کے ساتھ شرفِ معراج عطا فرمایا۔

﴿مقالاتِ کاظمی' جلد اوّل' ص:۱۵﴾

سب سے بڑی معراج

انبیائے کرام علیہم السلام میں سب سے زیادہ حضورِ اکرم، نورِ مجسم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا گیا، اور سب سے زیادہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی صبر واستقلال کا مظاہر فرمایا، لہٰذا دوسرے انبیاء ومرسلین علیہم السلام کو بھی اپنے اپنے درجے اور شان کے مطابق معراج ہوئی۔ مگر سب سے بڑی معراج سے حضو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی مشرف ہوئے۔ دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کو معراج تو فرش ہی کے کسی مقام پر ہوئی مگر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بالائے عرش بلکہ عرش سے بھی ستر ہزار حجابات آگے، جہاں نہ سمت ہے نہ وقت، یوں سمجھئے، مکان وزمان کی تمام حدیں، موت و حیات کی ساری تفاوتیں اور نبوت ورسالت کی مقدس عظمتیں نیچے رہیں اور رب تعالیٰ کے محبوبِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بلکہ بہت ہی آگے نکل گئے۔ اس قرب کا اندازہ کون کرسکتا ہے، قرآنِ حکیم نے اسے قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ﴿النجم:۹﴾ (یعنی کمان کے دوسرے بلکہ ان سے بھی قریب) سے تعبیر فرمایا ہے۔ پھر یہ تمام سفر لیلًا یعنی رات کے تھوڑے سے حصے میں ہوا، واپس تشریف لائے تو بستر گرم تھا اور زنجیر بھی ہل رہی تھی۔

سہانی رات......لیلۃ المعراج

تاریخ عالم میں ایسے لیل ونہار بھی ہیں جن کی یاد شریعت اسلامیہ میں محبوب ومطلوب ہے اور جن کو قرآنِ کریم نے ایام اللہ کے مبارک لقب سے عزت بخشی ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام کا بے ماں باپ کے پیدا ہونا' سیدنا نوح علیہ السلام کی نگاہِ قہر سے آسمان وزمین میں عظیم تہلکہ پڑنا' سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر نارِ نمرود گلزار ہونا' سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا کا سڑک بن جانا اور فرعون کا غرق ہو جانا' سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ کے پیدا ہونا' الغرض اس قسم کے واقعات کا ظہور جن سے قادر وتوانا کی جبروتی حکومت کی ہیبت دُنیا پر قائم ہوتی ہے ایسے غرائب اُمور کا وقوع جن ایام میں ہوا ہے ان کو ایام اللہ کہا گیا ہے اور حصولِ عبرت کے لئے ان کی یادگار قائم کرنے کا حکم قرآن میں موجود ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللّٰهِ ﴿سورۂ ابراہیم﴾

اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ

اگر تم ایام اللہ کی فہرست پر ایک نظر ڈالو تو دور ہی سے ایک روشن' پیاری' برگزیدہ اور منتخب رات ملے گی جس کی سج دھج نرالی اور بناؤ سنگھار انوکھا ہے۔ جس کے رنگ وروپ کی ہر ادا زمانہ میں یگانہ ہے۔ اس سہانی رات کو لیلۃ المعراج و شب معراج کہتے ہیں۔

سُبحانَ اللّٰہِ

شبِ معراج یوں تو عام راتوں کی طرح ایک رات ہی تھی، لیکن اس رات مقدر اور نصیب میں ایسی ایسی لازوال اور باکمال اور بے مثل و بے مثال رحمتیں، برکتیں، فضیلتیں اور سعادتیں لکھی ہوئی تھیں کہ اِنسانی عقل و دانش جن کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ جس عظیم رات کی امتیازی حیثیت وشان کے بارے میں خود خدائے بزرگ و برتر قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں رطب اللسان ہو، اُس رات کی عظمتوں اور رفعتوں کو جاننے کے لیے بندہ جتنا بھی چاہے غور و فکر کرے، یہ اپنی بے بسی، عاجزی اور بے مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے:

سرِ لامکاں سے طلب ہوئی...... سوئے منتہیٰ وہ چلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کوئی حد ہے ان کے عروج کی...... بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

واقعہ معراج میں نکات

......نبوت کا سال ربیع الاوّل سے شروع ہے جس کا بالکل وسط میں رجب واقع ہے۔ ہفتہ شرعی جمعہ سے شروع ہوتا ہے۔ دوشنبہ بالکل اس کے وسط میں ہے۔ جس میں اشارہ ہے کہ اس نبی کا دین درمیانی دین اور اُمت اُمت وسط ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا﴾ (پ۲ سورہ البقرہ آیت ۱۴۳) لہٰذا معراج ماہِ رجب دوشنبہ کی شب میں ہوئی۔

......حضور ﷺ کی ولادت' ہجرت' مدینہ منورہ میں داخلہ' اعلانِ نبوت' معراج اور ظاہری پردہ تمام اُمور دوشنبہ کو ہوئے۔ اِسی لئے اِس دن کا نام ہے ﴿يَوْمَ الْاِثْنَيْن﴾ اور حضور ﷺ کا درجہ ہے:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

غرض کہ دوسرے درجہ والا دوسرے دن میں ہر نعمت سے سرفراز فرمایا گیا۔ اِسی لئے اُردو والے اس دن کو پیر کہتے ہیں کہ تمام ایامِ ہفتہ اس سے مستفیض اور یہ فیاض ہے۔

......معراج رات میں ہوئی' وہ بھی آخری رات ۲۷ کی کہ نہ دشمنوں کو علم ہوا اور نہ دوستوں کو خبر۔ اول تو اس لئے کہ معراج میں وصال ہے اور ہر وصال کے لیے رات موزوں۔ اِسی لئے عبادات اور راز و نیاز کے لئے رات موزوں مانی گئی ہے۔ دوم اِس لئے کہ آج حقیقت محمدیہ ﷺ اصل رنگ میں جلوہ گر ہے۔ کس آنکھ میں طاقت ہے کہ اس کو دیکھ سکے؟ ہاں ملائکہ کی آنکھ ہی ہے جو اس جلوے کی

متحمل ہو۔ ان میں بھی حسبِ طاقت ہی ساتھ دے سکے۔ اس شب حضور ﷺ کی مثال آفتاب کی سی تھی کہ جوں جوں چڑھتا ہے نور بڑھتا ہے۔

معراج کی شب ہمراہ ہیں سب' سدرہ آیا کوئی نہ رہا
سدرہ سے بڑھے جبریل رہے' تنہا ہیں جو عرشِ خدا پایا

◄ ...... بیت المقدس میں انبیاء کی امامت فرمائی کہ آپ نبی الانبیاء اور امام الحرمین کے لقب سے کتب سابقہ میں ملقب ہیں۔ نیز ارشاد ہوا ہے ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ﴾ ﴿پ ۲۷ سورہ الحدید آیت ۳﴾ آج اس کا ظہور ہے کہ سلاطین اولین مقتدی بن کر پیچھے حاضر ہیں۔

◄ ...... انبیائے کرام سے آسمانوں پر ملاقات ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ براق کی رفتار بایں تیزی خراماں تھی۔ انبیائے کرام ابھی بیت المقدس میں تھے اور ابھی استقبال کے لئے اپنے مقامات پر آسمان پہنچ گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام اور ارواح مقدسہ کی رفتار نگاہ کی رفتار سے بھی زیادہ تیز ہے۔

◄ ...... اولاً: پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی۔ پھر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بار بار عرض کرنے پر پانچ رہیں۔ اس میں چند حکمتیں تھیں۔ اولاً تو یہ کہ لوگ جان جائیں کہ ارواح مقدسہ بعد موت کے بھی زندوں کی امداد کرتی ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی امداد سے پچاس نمازوں کی پانچ رہ گئیں۔

دوم: یہ کہ موسیٰ علیہ السلام ملاحظہ فرمالیں کہ حضور ﷺ کو وہ درجہ عطا ہوا ہے کہ بے تکلف بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو جائیں' نہ روزوں کی قید اور نہ نعلین پاک کے اُتارنے کا حکم۔

سوم: یہ کہ عرشِ معلےٰ کو بار بار قدم پاک مصطفےٰ ﷺ سے شرف یابی کا موقع ملے۔

چہارم: اِس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا ﴿رَبِّ اَرِنِیْ﴾

﴿پ ۹ سورہ الاعراف آیت ۱۴۳﴾ اس وقت موقع نہ ملا۔ آج بتوسط مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خوب خدا کا دیدار کرلیں۔

◄ ...... اتنے طویل سفر کے ایک ہی رات میں طے ہو جانے کی دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کی رُوح ہیں۔ جب رُح نکل گئی تو وقت بے جان ہو گیا۔ مرورِ زمانہ تھم گیا' اور جب روح واپس آئی تو قصہ' زیست پھر سے بحال ہو گیا۔

◄ ...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھنا حیات انبیاء کرام علیہم السلام کی دلیل ہے۔

◄ ...... بُراق کا لفظ بَرق سے بنا ہے۔ برق کا معنی بجلی ہے اور بجلی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے۔ (یعنی تیس کروڑ میٹر فی سیکنڈ) اتنی تیز رفتاری سے گزرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ بھی لینا' پہنچا بھی لینا اور یہ بھی جان لینا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی کمالات کا آئینہ دار ہے۔

◄ ...... پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مسجدِ اقصیٰ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے موجود ہونا اور آسمان پر بھی تمام انبیاء کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پہنچ کر استقبال کرنا روح کی محیر العقول رفتار کی دلیل ہے۔

◄ ...... سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فضا میں پرواز کر جانا اور سات آسمانوں کو چیرتے ہوئے عرشِ عظیم تک پہنچ جانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ اسلام ایک سائنٹفک مذہب ہے۔

◄ ...... فلسفہ قدیم اجرامِ فلکیہ کو کراس کرنا محال سمجھتا ہے اور فلسفہ قدیم و جدید دونوں زمین کے گرد کرہ' زمہریر یا کرہ' ناری کو کراس کرنا ناممکن سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی معراج کو ناممکن سمجھتے رہے مگر دورِ جدید سائنس کی تائید اور اگر انسان واقعی چاند تک پہنچ چکا ہے تو یہ فلسفہ قدیم و جدید کے باطل ہونے

کا سائنسی ثبوت ہے۔

قصیدۂ بردہ میں ہے۔

وَاَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ

فِیْ مَوْکِبٍ کُنْتَ فِیْهِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

ترجمہ: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کے ساتوں طبقات میں شگاف کرتے چلے گئے جیسے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی لشکر کی قیادت فرما رہے ہوں اور جھنڈا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہو۔“ ﴿قصیدہ بردہ، الفصل السابع﴾

◀ ...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نمازیں معاف کرانا، اہل قبور سے مدد لینے کے جواز کی دلیل ہے۔

◀ ...... نعلین سمیت اور لباس سمیت عرش پر چلے جانا اس بات کی دلیل ہے کہ جو چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے نسبت اور مس حاصل کرلے وہ دنیا کی تمام اشیاء سے افضل و مشرف ہے۔ اس پر امت کا اجماع ہے کہ آج جو جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے چھو رہی ہے وہ عرش عظیم سے بھی افضل ہے۔

معراج شریف بے مثال نمونہ

حضور رسالت مآب، نورِ مجسم، شفیع معظم، رحمت عالم، حبیب کبریا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج شریف کا واقعہ قربِ خداوندی کا ایک بے مثال نمونہ ہے۔ سفر معراج کا واقعہ تاریخ انسانی کے اُن نادر، اچنبھے اور اہم ترین واقعات میں سے ہے جنہیں دُنیا و مافیہا میں بہت زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ شب معراج میں حضرت سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم ملکوت کی سیر کروائی گئی۔ روایت ہے کہ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازۂ اقدس کی کنڈی ہل رہی تھی، لحاف مبارک گرم تھا اور وضو کا پانی چل رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساتوں آسمانوں کی سیر کر کے واپس بھی آ گئے۔ بظاہر تو یہ بات ناممکن سی نظر آتی ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر معجزہ میں چونکہ کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔ اس معاملے میں یہ حکمت باطنیہ مضمر ہے کہ جس وقت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کی سیر کے لئے تشریف لے گئے تو سارا نظام ارضی اسی لمحے اسی نقطے پر ساکت کر دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس کائنات ارضی میں تشریف فرما ہوئے تو نظام کائنات اپنی پہلی شکل میں رواں دواں ہوا۔ اہل مکہ کو اس بات کا یقین نہیں آتا تھا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی اسی لئے آپ صدیق کے لقب سے مشہور ہوئے۔

معراج شریف کا ذِکر کتب سابقہ میں

بلاشبہ حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء، سید المرسلین، رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین ہیں۔ شبِ معراج کو حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السلام تک سب انبیائے کرام نے مسجدِ اقصیٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کو تسلیم کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ اللہ تعالیٰ نے محسن اِنسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو سفرِ معراج کے ایک حصے میں تو عالم بالا اور کائناتِ سماوی کے اسرار و رموز کا مشاہدہ کرایا اور دوسرے حصے میں نئی اسلامی ریاست کے چند بنیادی ضوابط اور اصولوں کو ان کی ذاتِ بابرکات پر واضح کرنا مقصود تھا۔ اس بات سے عام لوگ تو در کنار، خاص لوگ بھی خال خال ہی آگاہ ہوں گے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شبِ معراج کا تذکرہ پہلے انبیاء کے صحیفوں میں بھی آچکا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر علامات میں اس کو بھی بطورِ ایک علامت کے شمار کرایا گیا ہے۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے کہا: ''میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا مانگی کہ بنی اسرائیل کا حال مجھ سے بیان فرمایئے۔'' تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے حال بیان فرما دیئے۔ یہاں تک فرمایا کہ میں بنی اسماعیل میں ایک نبی پیدا کروں گا جس کی بشارت میں نے ہاجرہ کو دی۔ پھر اس نبی کی صفات کا ذکر کیا۔ یہاں تک فرمایا کہ ایک شب میں اس کو اپنے قریب بلاؤں گا اور پاس بٹھا کر اُس پر صلوٰۃ وسلام بھیجوں گا اور اس کو وحی کے بغیر بالمشافہ اسرار و رموز سے سرفراز فرماؤں گا۔ اس کے بعد حضرت دانیال علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا قصہ بیان فرمایا۔

معجزۂ معراج کے آگے سائنس بے بس

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو جن جن کمالات سے نوازا وہ رہتی دُنیا تک کے کمالات سے وراء والوراء ہیں۔ چونکہ گذشتہ نبیوں کی نبوت ورسالت زمان ومکاں سے مقید تھی اس لئے انہیں اس محدود دور میں سب سے بڑھ کر کمالات و معجزات عطا ہوئے ...... مگر محبوب خدا، احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا دورِ نبوت صبح اَزَل سے لے کر شامِ اَبد تک تھا...... لہٰذا اللہ نے آپ کو رحمۃ اللعالمین کا تاج پہنا کر مبعوث فرمایا۔

اس طویل دور میں عقل اِنسانی نے جتنا عروج پانا تھا اور فکر انسانی نے جس معراج کو حاصل کرنا تھا اُس سے کہیں بڑھ کر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عظمتوں اور رفعتوں سے نوازا گیا۔ گو اُمتِ محمدیہ میں بڑے بڑے کمالات ظاہر ہوئے مگر آج کے اِنسان کا سب سے بڑا کارنامہ خلا کی تسخیر ہے۔ اِسی خلائی تسخیر کی بدولت وہ فضاؤں کے دامن چاک کرتا ہوا خلا کے دوش پر سوار ہے...... چاند کی سرزمین پر قدم گاڑنے کے بعد اب خلائی تسخیر کے اگلے مرحلوں کی طرف گامزن ہوگیا ہے۔ پھر تسخیر ماہتاب کا کارنامہ جنہوں نے سرانجام دیا وہ دُنیائے کفر کے بدترین نمائندے امریکہ کے تین خلاباز، نیل آرمسٹرانگ ...... ایلڈون ایلڈرن ...... اور مائیکل کولنز تھے، جنہوں نے اپالو یازدہم اور خلائی شٹل کے ذریعے چاند کی سرزمین پر قدم رکھے۔ یہ سب کیا ہے؟ ...... یہ جہاں عقل اِنسانی کی معراج ہے وہاں صدیوں پہلے قرآن کی بیان کردہ پیش گوئی پوری ہو رہی ہے کیونکہ کلام خداوندی نے چودہ صدیاں قبل ہی فرما دیا تھا۔

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ○ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا ○ عَنْ طَبَقٍ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

﴿پ ۳۰، الانشقاق آیت ۱۸، ۱۹، ۲۰﴾

یعنی مجھے قسم ہے پورے چاند کی، تم ضرور اک طبق سے دوسرے طبق تک پرواز کرو گے، لیکن انہیں کیا ہے کہ وہ اس کے باوجود دولت ایمان سے محروم ہیں۔

گویا خالق کائنات نے واضح فرمادیا کہ تسخیر ماہتاب کا کارنامہ فرمانِ باری تعالیٰ لَا يُؤْمِنُوْنَ کے مطابق کم از کم تین غیر مسلم افراد سرانجام دیں گے، اور تسخیر خلا کا یہ سلسلہ یہیں ختم نہ ہوگا بلکہ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ کے مطابق یہ خلائی سفر جاری و ساری رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا سائنسدان جہاں اس بات کا دعویٰ کر رہا ہے کہ ہم نے چاند کی سرزمین پر اپنے جھنڈے گاڑ دیے ہیں وہاں مریخ پر کمندیں ڈالنے کا عزم بالجزم بھی دُہرا رہا ہے۔ گویا قدرت نے واضح کر دیا کہ اگرچہ عقل انسانی کی رفعتوں کا سفر قیامت تک جاری رہے گا اور عقل اِنسانی بلند سے بلند تر کامیابیوں سے ہمکنار ہو گی مگر جو کمال، شب معراج ذرۂ نعلین مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء کو مل گیا ہے...... عقل اِنسانی اِس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکے گی۔ شاعر مشرق حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اِسی لئے پکار اُٹھے:

تیرے سینے میں دل ہے، دم نہیں ہے
تیرا دم گرمیٔ محفل نہیں ہے
گذر جا عقل سے آگے، یہ نور
چراغ راہ ہے کوئی منزل نہیں ہے

آج کے اِس مادی دَور میں سائنس کی نت نئی ایجادات وانکشافات کی وجہ سے جغرافیائی فاصلے سمٹ رہے ہیں اور اِنسانی زندگی میں محیر العقول اِنقلابات رونما ہو رہے ہیں۔ اِنسانی عقل و دانش کی بدولت کمپیوٹر و موبائل کے اِنتہائی مختصر پرزوں میں عقل و دانش کے کئی جہان آباد ہیں۔ اِسی سلسلے کو اگر بنظر غائر دیکھا

جائے تو آنے والے دور میں خدا جانے کیا کچھ ایجاد ہو جائے۔ وہ کلیات جو کبھی مفروضوں میں بھی بفرضِ محال کے طور پر استعمال ہوتے تھے آج وہ عقل اِنسانی کو جھنجھوڑ رہے ہیں کہ اے قادرِ مطلق کی عظمت کے منکرو!

اگر تمہاری سائنس و ٹیکنالوجی کی بدولت وقت اور فاصلے سمیٹ کر دُنیا گلوبل ویلج بن چکی ہے' اور آنے والے دَور میں بہتر سے بہتر کی تلاش میں سرگرداں ہے' تو سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ ﴿بنی اسرائیل: آیت ا﴾ کے مطابق کیا وہ قادرِ مطلق خدا زماں و مکاں کے تمام قاعدے کلیے بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے محبوب کو چشم زَدن میں لامکاں کی سیر نہیں کرا سکتا......؟

حقیقت یہ ہے کہ جوں جوں وقت گزرتا جائے گا اور سائنس و ٹیکنالوجی ترقی کرتے ہوئے اپنے نقطۂ عروج کی طرف سفر جاری رکھے گی......توں توں معراجِ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء کے اسرار کھلتے جائیں گے اور دُنیا کو یہ ماننا پڑے گا کہ......سبحان تیری قدرت..........سبحان تیری قدرت

آج اِنسانی سائنس نے ترقی کر کے عطارد' زہرہ' زمین' مریخ' یورینس' زحل' مشتری' نیپچون' پلوٹو' اور دیگر چھوٹے سیاروں کو دریافت تو کر لیا ہے مگر ان کی تہہ میں اُترنا تا حال ناممکن ہے' لیکن یہ سفر جاری ہے اور جاری رہے گا' اور خدا جانے اس سفر میں کتنی صدیاں گذر جائیں' تب کہیں جا کر خلا کے اسرارِ نہانی کے پردے چاک ہوں......مگر قربان جائیں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں اور رفعتوں پر جن کو خدا نے چودہ سو سال قبل اک آن میں ساری کائنات علوی سماوی کی حقیقتوں سے آشنا کر دیا اور چودہ طبق کی کائنات کو اپنے محبوب کے لیے مسخر کر دیا۔

یہ ہے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ بے مثال اور عدیم النظیر معجزہ جو قیامت تک تسخیر کائنات کا سربستہ راز ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ

سیاحِ لامکاں، باعث کون ومکاں، شاہد مَا طَغٰی، رازدارِ مَا اَوْحٰی، امین اسرارِ دَنٰی، حامل فیوضاتِ تَدَلّٰی، حجلہ نشین حریم اَوْ اَدْنٰی، نبی مکرم نورِ مجسم محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خالق کون ومکاں جل سبحانہ نے نبوت کے بارھویں سال ماہ رجب کی ایک سیاہ رات میں عالم ناسوت سے اُٹھا کر عالم لاہوت کی رفعتوں سے سرفراز فرمایا اور انداز کچھ یوں تھا کہ آپ

- ...... جسم اور روح سمیت گئے۔
- ...... جاگتے ہوئے اور پوری ہوشیاری و بیداری سے گئے۔
- ...... دُنیوی لباس زیب تن کیے ہوئے گئے۔
- ...... قدموں میں جوڑے پہنے ہوئے گئے۔
- ...... نہ صرف جوڑے سمیت بلکہ جوڑوں کے تلووں میں لگی ہوئی خاک کے ذروں سمیت بڑھتے گئے ...... چڑھتے گئے ...... حتیٰ کہ عرشِ علیٰ اور عرشِ اعظم کی رفعتوں سے یوں سرفراز ہوئے کہ چودہ طبق کی کائنات کا ذرہ ذرہ ...... قطرہ قطرہ ...... پتی پتی ...... رتی رتی ...... عرش فرش کی ساری مخلوقات ...... آبی، خاکی ...... نوری، ناری ...... حتیٰ کہ فرشتے بھی ...... جن بھی ...... انسان بھی قدم مصطفٰے علیہ التحیۃ الثناء سے چمٹی خاک کے سائے میں آ گئے۔ اسی لیے جواہر البحار میں علامہ محمد یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ پکار اُٹھے:

علیٰ رأس ھذا الکون نعل محمد
علت فجمیع الخلق تحت ضلالہ

اس انوکھی معراج کا اگر یہی مقصد ہوتا کہ خدا و مصطفٰے کی باہم ملاقات ہو تو خدا کو اتنے انوکھے، نرالے اور پیارے انداز اپنانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ وہ قادر مطلق اور بے نیاز خدا تو نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿پ ٢٦ سورہ قٓ آیت ١٦﴾ کی شان قربت کا مالک ہے ...... وہ جہت، سمت اور قرب و بُعد

سے پاک ہے ...... اس کے لیے دُور و نزدیک کا تصور بھی حرام ہے ...... لہٰذا یہ حقیقت ناقابل تردید ہے کہ خدا نے ساری کائنات کو قدم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لگی خاک کے سائے میں لا کر دُنیا والوں پر ثابت کر دیا کہ یہ چودہ طبق کی کائنات ...... میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی خاک کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتی چہ جائیکہ کوئی میرے محبوب کی مثلیت کا دعویٰ کرے......؟؟

این خیال است و محال است و جنوں

خدا کی خدائی مخلوق میں کے لیے جو جو کمال ممکن تھا وہ سارے کے سارے خدا نے وجود مصطفےٰ میں رکھ دیئے، اور جو جو رفعتیں ممکن تھیں وہ قدم مصطفےٰ میں جمع فرما کر دنیا والوں پر ثابت کر دیا کہ لوگو! آؤ نسبت مصطفےٰ کی برکتوں کا نظارہ تو کرو......

میرے محبوب کی نسبت کے صدقے یہ ذرہ خاک بھی کتنی سربلندیوں سے سرفراز ہے۔

اس معراج میں خدا نے اس حکمت کی طرف اشارہ فرما دیا کہ اے میرے منکرو! تم آب و گل سے مخلوط مجسمے تراش کر جو میرے مدمقابل لاتے ہو...... ذرا سوچو تو سہی، یہ خدا کس طرح ہو سکتے ہیں؟ یہ تو میرے محبوب کی نعلین سے وابستہ ذروں کی رفعتوں کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے ...... چہ جائیکہ خود میری ذات کے مقابل آ کھڑے ہوں؟ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِى الْاَبْصَارِ ﴿پ ۲۸ سورہ الحشر آیت ۲﴾

تاریخ انبیاء شاہد ہے کہ خدا نے ہر نبی کو اس دور کے تمام عقلی، فکری کمالات سے بڑھ کر کمالات و معجزات عطا فرمائے ہیں۔ جہاں جا کر عقل انسانی کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے کمالاتِ نبوت کی ابتداء ہوتی ہے۔ یہ عقل انسانی چالاک ہے...... لیکن عقل نبوی عقل پاک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب دَورِ کلیمی میں جادو کا زور بڑھنے لگا اور رسیوں سے سانپ بننے لگے تو ضرورت تھی کسی ایسی ہمت

وقدرت کی جو خیالات سحر کو چکنا چور کردے...... تو اللہ نے

ہر فرعونے را موسیٰ باید

کا کلیہ دنیا والوں پر وارد کردیا اور اپنے محبوب نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصائے کلیمی دے کر فرعون کے مقابلے میں مبعوث فرمایا۔ جادوگروں کا سب سے بڑا افریب نظر یہ تھا کہ مردہ رسی سے متحرک سانپ بنتے نظر آئے...... مگر اللہ نے عصائے کلیمی کو ایسا اژدھا بنایا جو سارے سانپ یوں ہضم کر گیا کہ پھر کسی جادوگر کو یہ کرتب، سحر دکھانے کی جرأت نہ ہوسکی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور مسیحائی میں عقل یونانی کا بہت شہرہ تھا۔ یہ لوگ اپنے دوا، دارو کے ذریعے بڑے بڑے پیچیدہ امراض کا علاج کرتے۔ چونکہ اس دور میں طب یونانی کی حکومت تھی...... لہٰذا رسولِ خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا میں آتے ہی اعلان کردیا۔

وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿پ ۱۶ سورہ مریم آیت ۳۱﴾

لوگو! مجھے خدا نے ایسا بابرکت بنا کر بھیجا ہے کہ جہاں جہاں میرے قدم لگیں گے...... وہاں وہاں برکتوں کا ڈیرہ اور رحمتوں کا بسیرا ہوگا۔ پھر اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسا دست شفا عطا فرمایا کہ آپ لاعلاج بیماریوں کا علاج کر دیتے...... اپنے نفس مسیحائی سے مردہ تنوں کو زندگی دیتے...... اور منکرین کے پوشیدہ رازوں کو آشکارا کردیتے۔

اگرچہ طب یونانی اُس وقت ساری دُنیا پر راج کر رہی تھی مگر جہاں عقل نبوت ہو وہاں کسی کی عقل کا سکہ جمنا ممکن نہیں۔ آپ نے دُنیا والوں پر ثابت کردیا کہ تم پیچیدہ امراض کا علاج کرتے ہو مگر میں لاعلاج امراض کا علاج کرتا ہوں ...... تم زندہ کو تندرست کرتے ہو مگر...... میرے دست مسیحائی سے مردوں کو بھی

زندگی مل جاتی ہے۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

﴿پ ٦ سورہ المائدہ آیت ۵۴﴾

[سُبْحَانَ اللّٰهِ]

سائنس وفلسفہ کے زور سے فرشتے جیسی سراپا مخلوق کو سمجھ سکنا ممکن نہیں۔ پھر حق یہ ہے کہ معراج جس شخصیت مقدسہ کے 'سیر' کا نام ہے' وہ کائنات کی لطیف ترین حقیقت ہے۔ حور وفرشتہ تو ایک طرف' انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی ارواحِ طیبات بھی ان کے جسم کی لطافت کو پانا تو ایک طرف اسے سمجھ بھی نہیں سکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں کوئی فرشتہ یا کسی نبی علیہ السلام کی روح مقدسہ بھی نہیں پہنچ سکی جہاں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم جسم اقدس سمیت تشریف لے گئے۔ ہاں یہ جسم پاک کائنات میں لطیف ترین ہے' اِس سلسلے میں حضرت امامِ ربانی مجدد ومنور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے:

چوں وجود آں سرور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام در عالم ممکنات نباشد بلکہ فوق ایں عالم باشد ناچار او را سایہ نبود' و نیز در عالم شہادت سایہ شخص از شخص لطیف تر ہست و چوں لطیف ازوے در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت وارد علیہ و علی آلہ الصلوات التسلیمات۔ ﴿دفتر سوم حصہ نہم مکتوب نمبر ۱۰۰﴾

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم ممکنات میں سے نہیں ہیں بلکہ اس سے بالا تر ہیں' ناچار آپ کا سایہ نہیں تھا۔ نیز عالم شہادت میں شخص کا سایہ شخص سے لطیف تر ہوتا ہے' چونکہ عالم میں آپ سے زیادہ لطیف کوئی چیز نہیں لہٰذا سایہ کیسے ممکن ہو علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات واکمل التحیات۔

اب لطیف ترین شخصیت کا قلیل ترین مدت میں طویل ترین سفر کرنا عقل کی حدود میں آ سکتا ہو تو سفر غیر محدود اور عقل محدود کیوں کر ہو یہاں تو ایمان ہی کام آ

سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کے قادرِ مطلق ہونے صاحبِ معراج کے لطیف ترین ہونے پر

سُبحَانَ اللّٰہِ

اللہ رب العزت خالق کائنات نے جن نفوس قدسیہ کو نوعِ اِنسانی کی ہدایت وراہنمائی کے لیے بھیجا، اُنہیں دیگر افرادِ اِنسانیت سے ممتاز اور ارفع واعلیٰ مقام عطا فرمایا۔ اسی عظمت کو اُجاگر کرتے ہوئے باری تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو کچھ ایسے اُمور سے سرفراز فرمایا جنہیں سمجھنے سے عقل اِنسانی قاصر ہے، ان محیر العقول کاموں کو معجزہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

معجزاتِ انبیاء، ان کی نبوت کی دلیل ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ معجزہ کا اِظہار ضروری ہوتا ہے۔ واقعۂ معراج، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اہم معجزہ ہے، جو عظمت اِنسانیت کا آئینہ دار اور سائنسی علوم کا منبع ہے۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اِسی حقیقت کی طرف اِشارہ کیا ہے:

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا بغور مطالعہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ جس دَور میں جو چیز عظمت کا نشان رہی ہے، اُس دور کے نبی کو اُس انداز کا معجزہ دیا گیا تاکہ عالم اِنسانیت پر روشن ہو سکے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی مقدس جماعت اپنے مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے دیگر افرادِ اِنسانیت سے کہیں آگے ہے۔

مثلاً حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا دور جادو کا دور تھا تو آپ کو بصورتِ عصا معجزہ عطا کیا گیا جو سانپ بن جاتا اور پھر عصا کی شکل اختیار کر لیتا اور چمکتا دمکتا ہاتھ جو جادوگروں کے جادو کو شکست فاش دے گیا۔

اِسی طرح حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ طب وحکمت کا زمانہ تھا۔ جالینوس ایسے حکماء اسی دور سے تعلق رکھتے ہیں لیکن جو کچھ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

کے معجزات نے کر دکھایا کہ پیدائشی اندھوں کو بینائی مل گئی' برص و جذام کے مریض شفایاب ہو گئے اور تن مردہ میں جان آنے لگی' بلکہ اُمورِ غیبیہ کی خبریں دی گئیں۔ عیسوی دور کے حکماء اس کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ سید الرسل خاتم النبیین ﷺ کا دَور فصاحت و بلاغت کا دور تھا' اِس لیے قرآنِ پاک جیسی فصیح و بلیغ کتاب عطا کی گئی' جس کا جواب دینے سے عرب کے بڑے بڑے فصحاء و بلغاء عاجز آ گئے اور چوں کہ آپ ﷺ کی نبوت عالم گیر و دائمی ہے' لہٰذا آج کے دور میں سائنسی ترقی عروج پر ہے' وہ دورِ مصطفوی ﷺ ہی کی ترقی ہے۔

تو ایسے میں جب کہ سائنسی ترقی بلاشبہ اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ چکی ہے اور اِنسان چاند پر کمند ڈال رہا ہے' واقعہ معراج دُنیا بھر کے سائنس دانوں کے لیے چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے کہ بشریتِ مصطفےٰ ﷺ کو دیکھ کر محبوبِ خدا ﷺ کی ہم سری کا دعویٰ کرنے والو! تم سائنس میں لاکھ ترقی کر لو' لیکن ان منازل تک پہنچنا اور انہیں طے کرنا تمہارے بس کی بات نہیں' جسے شبِ معراج حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے دُرِ یتیم ﷺ نے طے کیا ہے۔ گویا واقعہ معراج' عظمت و مقام مصطفےٰ ﷺ کی روشن دلیل ہے۔

سُبحان اللّٰہ

سائنس عقل اِنسانی کے تدریجاً ارتقا کا نام ہے' سائنسی مفروضات میں وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ شبِ معراج میں کائنات آفاق وانفس کی بے کرانیوں کا سفر تاج دارِ کائنات ﷺ کا معجزہ ہے۔ اور وحی الٰہی سے ثابت ہے۔ عقلیات کی دہلیز پر بیٹھا ہوا اپنے وقت کا افلاطون بھی اسے خلافِ واقعہ نہیں کہہ سکتا۔ عقل انسانی معجزے کا مقابلہ نہیں کر سکتی' عقل اِنسانی فطرتِ اِنسانی کے تابع ہے' جب کہ معجزہ خالق کائنات کا عطیہ ہے۔ عقل اِنسانی میں اتنی ہی استعداد و صلاحیت رکھی گئی ہے' جتنی کہ اس کی ضروریات کی تکمیل' اس کی

مدافعت اور اس کے بقا کے لیے ضروری ہو۔ انسان کی قوت عقلیہ اور اس کی فکری محرکات کو ایک محدود دائرے میں رکھا گیا ہے۔ اِنسان میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ کارخانۂ قدرت اور نظم کائنات میں مداخلت کر سکے، وہ اس معاملے میں بے بس ہے۔

معجزۂ معراج کا وقوع پذیر ہونا ارتقائے انسانی کی تاریخ کا ایک عظیم اور درخشندہ باب ہے۔ جس کا ایک ایک حرف عظمت و رفعت کی ہزار ہا داستانوں کا امین اور عروج آدمِ خاکی کے اَن گنت پہلوؤں کا مظہر ہے۔ نقوشِ کفِ پائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوحِ افلاک پر شوکتِ انسانی کے جو دستاویز مرتب ہوئے وہ انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کی دلیل ہی نہیں، بلکہ ایک ایسا مینارۂ نور بھی ہے جو تسخیر کائنات کے ہر مرحلہ پر آنے والی ہر نسل انسانی کے راستوں کو منور کرتا رہے گا۔ اور آسمانوں کے حدود سے نکل کر اولادِ آدم کو مشاہدۂ فطرت کی ترغیب دیتا رہے گا اور اس پر نئے آفاق کے دروازے کھلتے رہیں گے۔ سابقہ تمام انبیائے کرام کی نبوتیں چوں کہ زمان و مکان کی پابند تھیں، اس لیے انہیں اسی سطح کے معجزات عطا کیے گئے، جب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو گو پوری دُنیا جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی، تاہم تمدنی اور ثقافتی حوالوں سے آپ کا عہد مبارک ماضی سے یکسر مختلف تھا۔ یہ تاریخ ارتقائے نسل انسانی کا ایک ایسا دور تھا، جس میں عقل انسانی ترقی کی کئی منازل طے کر چکی تھی اور اسے قیامت تک تعمیر و ترقی کے ان گنت مراحل سے گزرنا تھا اور کائنات کی وسعتوں میں بستیاں آباد کرنی تھیں، اس لیے کون و مکاں کے تاج دار کو جو معجزات عطا کیے گئے وہ بھی جدید سائنسی علوم کے ذریعہ خلاؤں میں انسان کی پیش رفت کو مدِ نظر رکھ کر عطا کیے گئے۔ اس لیے اب قیامت تک عقل انسانی سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں جتنی ترقی کرتی چلی جائے، معجزۂ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی وُسعتوں اور عظمتوں کا جزوی

طور پر بھی جواب پیش کرنے سے قاصر رہے گی۔

دورِ مصطفوی ﷺ میں عقل انسانی کا سب سے بڑا کارنامہ جو بیسویں صدی کے آخرت تک منصۂ شہود پر چھایا رہا' وہ خلا کی تسخیر ہے۔ آج کا اِنسان زمین کی پستیوں سے اُٹھ کر خلا کی بلندیوں کو پھلانگتا ہوا چاند کو مسخر کر چکا ہے۔ اور اکیسویں صدی میں مریخ اور دیگر سیارگانِ فلکی کی تسخیر کے لیے بھی کوشاں ہے۔

''سائنس اور ٹیکنالوجی کی بدولت ہونے والی نت نئی ایجادات کے بعد عقل انسانی کے پاس معجزۂ معراجِ مصطفوی ﷺ کو جھٹلانے کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہی۔ اگر آج ناقص العقل انسان کا مادی اسباب کی بنا پر خلاؤں کا سینہ چیرتے ہوئے چاند پر قدم جمانا اور اپنے نظامِ شمسی کی آخری بلندیوں کو چھونا ممکن ہے' تو پھر مُسبّب الاسباب کی عطا کردہ روحانی قوت کے ذریعہ سرورِ کائنات ﷺ کا آسمانوں کی وسعتوں کو چیرتے ہوئے ''سدرة المنتہیٰ'' اور ''قاب قوسین'' تک جا پہنچنا کیوں کر ممکن نہیں ہو سکتا۔ عقل انسانی ایجادات کے جو اَنبار لگا رہی ہے' وہ دراصل معجزاتِ نبوی کی صحت کی دلیل کا کوئی نہ کوئی راستہ ہے۔''

معجزے کا پورا ادراک عقل انسانی سے ممکن ہی نہیں' لیکن جب عقل انسانی اپنے کمال یعنی ''اقرارِ نص'' کی طرف بڑھی تو معجزے کی صحت کے قریب ہوتی چلی گئی۔ عقل جب تک عقل ناقص رہتی ہے نبی کی عظمتوں کا اعتراف کرنے سے قاصر رہتی ہے' لیکن جب وہ اپنے نقص کا اقرار واعتراف کر کے عقل کامل بن جاتی ہے تو پھر وہیں سے عظمتِ مصطفیٰ کا کوئی نہ کوئی گوشہ اس پر آشکار ہو جاتا ہے۔

علامہ اقبال نے اسی عقل ناقص کے بارے میں فرمایا تھا۔

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغِ راہ ہے' منزل نہیں ہے

انسان اپنے پروردگار کے آگے کوئی ایسا مادّہ نہیں پیدا کر سکتا جو اجرامِ فلکی

کی روشنی کو گھٹا بڑھا سکے‘ جو سالہا سال تک سورج اور دوسری کہکشاؤں کی طرح چلتا رہے۔ انسان بادل پیدا کر سکتا ہے‘ نہ ہواؤں کا رُخ بدل سکتا ہے‘ نہ بدلتے ہوئے موسم میں تبدیلی لا سکتا ہے‘ تاہم اگر وہ چاہے تو چاند پر کمندیں ڈال سکتا ہے‘ خلائی جہاز کے ذریعہ فضائے آسمانی کا معاینہ کر سکتا ہے۔ لاسلکی ذرائع سے ترسیل وابلاغ کی سہولیات مہیا کر سکتا ہے۔ لاسلکی ذرائع سے ترسیل وابلاغ کی سہولیات مہیا کی جاسکتی ہیں‘ مصنوعی سیارے چھوڑے جا سکتے ہیں۔ الیکٹرانکس کی مدد سے دوسرے سیاروں سے باہم رابطہ قائم کر سکتا ہے۔ ایٹم‘ ہائیڈروجن اور نیوکلیئر توانائیوں پر تحقیق کر کے ان کو مختلف طریقوں سے استعمال کر سکتا ہے۔ مگر اس وسعت کائنات میں تخلیق وتعمیر کے بہت سے رازہائے سربستہ ابھی ایسے ہیں جہاں تک عقل انسانی اور جدید سائنس ابھی پہنچنے سے قاصر ہے۔

عقل ہے محوتماشائے لب بام ابھی

ایسی بہت ساری سائنسی تحقیقات ومفروضات موجود ہیں جنھیں انسانی فہم وفراست نے باضابطہ طور پر قبول کرنے سے معذرت ظاہر کی ہے۔ سائنس نے اگرچہ ساری کائنات کی عمر دریافت کرنے کی حد درجہ کوشش کی ہے‘ چناں چہ یہ اندازہ لگایا ہے کہ موجودہ کائنات پچاس کھرب سال پرانی ہے۔ تاہم اس کی یہ قدامت بھی ایک مطلوبہ پروٹین سالمہ کو اتفاقاً وجود میں لانے کے لیے ناکافی ہے۔ ماہر فلکیات کے اندازے کے مطابق زمین سورج کا ایک ٹکڑا ہے‘ جو کسی بڑے ستارے کی کشش سے ٹوٹ کر فضا کے گردش کرنے لگا تھا۔ اس وقت زمین سورج کی مانند ایک مجسم شعلہ جوالہ تھی‘ جس میں کسی قسم کی زندگی پیدا ہونے کا کوئی سوال نہیں تھا۔ اس کے بعد وہ آہستہ آہستہ ٹھنڈی ہو کر منجمد ہو گئی‘ اس انجماد ہی کے بعد یہ امکان پیدا ہوا ہے کہ اس میں زندگی کا آغاز ہو۔ سائنسی نقطہ نظر سے یہ مکمل نظامِ کائنات‘ یہ شرق وغرب‘ یہ چاند سورج‘ یہ سمندر وصحرا‘ یہ سب کے سب کسی

اتفاقی عمل کے نتائج ہیں، اور یہ کسی خالق حقیقی اور مبدع فیاض کی حیثیت وارادت کی کرشمہ سازیاں ہرگز نہیں ہیں۔ (معاذ اللہ)

یہ ایک بہت بڑا سائنسی مغالطہ ہے کہ کائناتِ زمین کی تخلیق کسی محض اتفاق کا نتیجہ ہے۔ اس کی باضابطہ تردید کرتے ہوئے مشہور امریکی مفکر اور ماہر ارضیات مارٹن بکس کریڈر اپنی کتاب **The Evidence of God** پر لکھتا ہے:

تخلیق (کائنات) کے تمام ضروری اسباب کا صحیح تناسب کے ساتھ اتفاقاً اکٹھا ہو جانے کا امکان ریاضیاتی طور پر قریب قریب نفی کے برابر ہے۔

یہ تجزیہ محض اتفاقی پیدائش کے نظریے کی لغویت واضح کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اتفاق سے نہ کوئی ایٹم وجود میں آسکتا ہے اور نہ وہ ذہن پیدا ہو سکتا ہے جو یہ سوچ رہا ہے کہ کائنات کیسے عالمِ وجود میں آئی۔ خواہ اس کے لیے کتنی ہی طویل مدت فرض کی جائے۔ یہ نظریہ نہ صرف ریاضیاتی طور پر محال ہے بلکہ منطقی حیثیت سے بھی وہ اپنے اندر کوئی وزن نہیں رکھتا۔ اب ان مفروضات واتفاقات سے الگ ہٹ کر "معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کا یہ مقدس سفر ایک حقیقت ثابتہ ہے، جہاں تک عقل انسانی کی رسائی ہو ہی نہیں سکتی۔ معراج کمالِ معجزاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، یہ وہ عظیم خارق عادت واقعہ ہے جس نے تسخیر کائنات کے مقفل دروازوں پر دستک دی، اس نے فضائے بسیط کے راستوں کو ہموار کیا، معراج کی شب کائنات کی ساری رفعتیں قدمِ نازِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے رہ گئیں اور عالم امکان کے تاج دار جلوۂ حق میں متمکن ہوئے۔

معراجِ مصطفیٰ ﷺ کے عملی ثبوت

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک لازوال کرامت

۲۷ رجب المرجب کو شہنشاہِ کائنات ﷺ معراج شریف سے سرفراز فرمائے گئے۔ یہ معجزہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے اس قدر حیرت انگیز ہے، اربوں کھربوں پیش آنے والے معجزات میں اسے انفرادیت حاصل ہے، اکثر محققین سے اس واقعہ کو بجسمہٖ قرار دیا ہے اور کچھ اسے روحانی، ارتقاء تصور کرتے ہیں اور جواز پیش کرتے ہیں حضرت اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب اس واقعہ کے متعلق دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے جواب دیا ”کوئی انسانی آنکھ ربُّ العزت کے نور اصل کو دیکھنے کی متحمل نہیں ہوسکتی“۔ سطحی معنی اخذ کرنے ہی پر اکتفا کیا، حالانکہ جنابہ سیدہ کے اس فرمان میں بھی رسالت مآب ﷺ کے رویت باری تعالیٰ کی نفی نہیں اور پھر نص قطعی ہے۔ ”مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی“ نہ آنکھ جھپکی نہ غافل ہوئی...... سورۂ النجم: ۱۷ یہ رویت چشم مصطفیٰ ﷺ کے لئے مختص ہو چکی تھی اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ”رَبِّ اَرِنِیْ“ کے جواب میں ”لَنْ تَرٰنِیْ“ کا مژدہ سنایا جا چکا تھا۔ آئمہ اُمت مدت سے ”فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی“ سورۂ النجم: ۹ کی کیفیت کو الفاظ کا جامہ دے کر اس مشاہداتی عمل کو تجزیاتی انداز میں بیان کرنے میں کوشاں ہیں۔

برصغیر میں دورِ حاضر میں اس پر کافی بحث رہی، اس ضمن میں ۱۹۰۱ء میں مولانا عبد الکلام آزاد اور دوسرے عقیدے کے ایک مقتدر عالم دین کی سر کردگی

میں پشاور میں ایک مجلس مذاکرہ ہوئی' واپسی پر علماء کرام کے دونوں گروہ گولڑہ شریف آئے' دوپہر کے کھانے کے بعد مسجد کے صحن میں ان علماء کے درمیان گفتگو شروع ہوئی۔ دورانِ گفتگو ذرا آواز بلند ہوئی تو ''عشق زندہ باد'' کے درودیوار نے بھی کان اُدھر لگا دیئے جناب قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے گوش مبارک میں یہ آواز پڑی تو آپ نے ان علماء کو اپنے حجرے میں طلب فرمایا' حضرتِ اَقدس (پیرومرشد محمود علی گیلانی البردالوی فرماتے ہیں کہ حسن اتفاق سے ہم چار پانچ غلام بھی حاضر خدمت اقدس تھے۔ قبلہ عالم نے علماء سے زیر بحث مسئلہ پر اپنے اپنے براہین مرتب کرنے کو فرمایا۔ مولانا عبدالکلام آزاد نے اپنے ایک شاگرد کو اشارہ کیا۔ اُس کے دلائل آپ نے سنے' اُس کے اندازِ بیاں پر خوش ہوئے۔ ازاں بعد دوسرے علماء نے اپنے دلائل اور براہین پیش کیئے۔ آپ بڑے محظوظ ہوئے اور اُن کی بھی تحسین فرمائی اور دلائل کی مبسوطیت پر مولانا کو تہنیت سے نوازا اس پر عبدالکلام آزاد نے اپنے شاگرد کو اشارہ کیا اور وہ مؤدب کھڑا ہوگیا۔ قبلہ عالم نے دریافت فرمایا کہ کیا ہے؟ کوئی بات رہ گئی ہے۔ اُس نے مؤدبانہ عرض کی کہ حضور جب آپ نے ہمیں اپنے حجرے میں بلایا تو یقین سا ہوگیا تھا کہ آج ہم اس ہستی کی بارگاہ میں ہیں جو دورِ حاضر میں آیت من آیات اللہ ہے۔ ہم ظاہراً اپنے علم اور فراست کی بناء پر جس مسائل میں اُلجھ جاتے ہیں۔ آپ نے ہم دونوں کے دلائل و براہین' منکر' دونوں ہی کو برحق قرار دیا' حالانکہ ہمارے مواقف مختلف تھے۔ کیا ہی بہتر ہوتا کہ آپ اس مسئلے کا حل خود ارشاد فرما دیتے' تا کہ آپ کے مکاشفے کی بنا پر ہم دونوں کو تسکین خاطر حاصل ہوتی۔

آپ نے اس نوجوان کی گفتگو سن کر اور اس کا مؤدبانہ انداز دیکھ کر فرمایا۔'' زبانی اس مسئلے پر روشنی ڈالوں یا کر کے دکھاؤں''۔ اس پر مولانا گویا ہوئے'' حضور

شنیدہ کے بود مانند دیدہ'' یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اس حجرے کو بغور دیکھیں' اس میں کوئی روزن وغیرہ تو نہیں' اس کے بعد ان سب کو حجرہ سے باہر جانے کے لئے کہا اور دروازے کو باہر سے کنڈی لگوادی' چند لمحوں بعد آپ کا آدھا جسم چھت سے باہر تھا اور فرمارہے تھے کہ جب میرے مولا نے چاہا کہ اپنے محبوب ﷺ کو اپنی قدرت کاملہ سے شب معراج تمام عالمین ومقامات بشمول عرشِ معلیٰ ولامکان کی سیر کرادے تو جس طرح حضور ﷺ کے غلاموں کے غلام کو بغیر کسی سبب ظاہری باہر نکال دکھایا' اِسی طرح اپنے محبوب ﷺ کو بجسمہٖ عرش معلیٰ تک کی سیر کرادی اور

''فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى'' سورۂ النجم:۹

کا مقام عطا فرمادیا۔ تین مرتبہ کلمات دہرانے کے بعد آپ کا جسم چھت پر سے غائب ہوگیا' پھر آپ نے اندر سے دروازہ کھٹکھٹایا اور سب کو اندر بلالیا۔ آپ کا چہرۂ اَقدس پسینے سے شرابور تھا اور آپ فرمانے لگے' آپ دلائل کی بات کرتے ہیں' درویش کو پتہ نہیں کیسے کیسے مشاہدے کرادیئے ہیں' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اِس واقعہ کو چھپانا چاہا' لیکن مولانا نے تبصرہ کیا'' ایسے مشاہدے کے بعد مغالطے کی گنجائش باقی نہیں رہتی''۔

﴿ماہنامہ انوار الفرید ۲۰۰۳ء: ۲۷☆شب حسیں بر عرشِ بریں: ۱۶۷﴾

﴿سُبحانَ اللّٰہِ﴾

سید فضل شاہ المعروف سائیں پھلا رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

حضرت علامہ پیر ابوالفیض قلندری علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیر کے ایک نہایت محترم بزرگ نے اپنا ایک چشم دید واقعہ بیان فرمایا جو حقیقتاً مسئلہ معراج سے ہی تعلق رکھتا ہے اور مومنوں کی افزونی ایمان کے لیے یہاں پر درج

کیا جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہمارے گاؤں کوٹلی لوہاراں میں ایک درویش سید فضل شاہ المعروف سائیں پھلا رحمۃ اللہ علیہ رہا کرتے تھے جن کی حالت کچھ مجذوبانہ تھی۔ ایک مرتبہ وہ پھرتے پھراتے سیالکوٹ تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک چوک میں ایک پادری صاحب مسئلہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لغو اعتراضات کر رہے ہیں اور عوام الناس میں سے (جو اکٹھے ہو چکے تھے) کچھ لکھے پڑھے مسلمان بھی اس کے اعتراضات کے جوابات دینے میں مقابلہ میں ڈٹے ہوئے ہیں تو تُو مَیں مَیں کا بازار گرم ہے غوغا آرائی ہو رہی ہے۔ کبھی ان کے جوابات پر تالیاں بج رہی ہیں اور کبھی اس کے اعتراضات کا تمسخر اُڑایا جا رہا ہے۔ ہجوم دیکھ کر سید صاحب بھی آگے بڑھے اور اپنے مجذوبانہ انداز میں لوگوں سے پوچھنے لگے کہ یہ کیسا شور ہے۔ کیا کوئی تماشا ہو رہا ہے۔ لوگوں نے کہا نہیں، اہل علم کا مناظرہ ہو رہا ہے ایک طرف ایک عیسائی پادری ہے اور دوسری جانب مسلمان مولوی۔ آپ نے پوچھا مسئلہ کیا ہے۔ ہم بھی سنیں۔ لوگوں نے کہا میاں تُو تو دیوانہ ہے، یہ علم کی باتیں ہیں۔ تو کیا جانے۔ آپ نے فرمایا سننے میں کونسا گناہ ہے۔ آخر تم بھی تو سُن ہی رہے ہو۔ تو مخاطب سے جواب ملا کہ مسئلہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بحث ہے۔ پادری کہتا ہے کہ جسم کے ساتھ بیت المقدس تک سفر کرنا اور آسمانوں پر چڑھنا ناممکنات سے ہے۔ کیونکہ اِنسان کی کثافت جسمی ایسے عمل محال کی مقتضی نہیں ہو سکتی کہ آسمانوں اور لامکاں تک اِنسان جا سکے اور مسلمانوں کے مولوی صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس فضیلت کو ثابت کر رہے ہیں۔ اِتنی بات سُن کر سید فضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے اور پادری سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ پادری صاحب کیا میرا جسم کثیف اس سامنے والی دُکان کی دیوار سے بغیر دروازے اور دیوار کے پھٹنے کے دُکان میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں تو پادری صاحب نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ پھر سید صاحب

فرمانے لگے اگر میں ایسا کر کے دکھادوں تو پھر۔ اُس نے کہا پھر آپ سچے ہو گئے۔ چنانچہ آپ نے اسی وقت بھرے مجمع میں دیوار پر آنکھیں بند کر کے ہاتھ رکھا اور بغیر دیوار پھٹنے کے دکان کے اندر داخل ہو گئے اور آوازیں دینے لگے مگر اس پر بھی اس کا اطمینان نہ ہوا تو پھر اسی طرح اندر سے باہر آئے پھر اندر گئے۔ حتیٰ کہ تین مرتبہ ایسا کر کے دکھایا جس کو ایک کثیر جماعت حاضرہ نے دیکھا اور سید صاحب کے کمال اور سرکارِ مدینہ' رسول اللہ ﷺ کے معراج پر دلوں سے تصدیق کر گئی سید صاحب نے فرمایا کہ فقیر کو تو حضور ﷺ کے مجسم نورِ الٰہی سے حقیقتاً کوئی ہزاروں حصّہ بھی نسبت نہیں۔ وہ ہستی نورِ خدا وراء الورا ہستی ہے۔ جب میرے اس جسم کثیف کے سامنے کثافت دیوار حائل نہیں ہو سکتی تو سرکارِ انبیاء ﷺ کا جسم اطہر جو نورِ مجسم تھا اور حکم الٰہی سے صعود الی السماء کر رہا تھا ایسے محالات کو کیا جانتا ہے جب کہ یہ سب کچھ حضور ﷺ ہی کے نور سے پیدا بھی فرمایا گیا ہے کیا اس عملی دلیل کے سامنے بھی واہی تباہی اعتراضات کو جگہ مل سکتی ہے۔ ہاں! وہ لوگ جنہیں نورِ نبوت سے دوری ہے ان کے منہ کھولنے میں معذوری ہے؟

در دلِ مسلم مقامِ مُصطفیٰ ست
آبروئے مازنامِ مُصطفیٰ ست
عاشقاں او زخوباں خوب تر
خوشتر و زیبا تر و محبوب تر

﴿سیاحِ لامکاں: ۲۱۰ راز قلندر علی سہروردی﴾

حضور قبلہ مفتی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مذکورہ واقعہ فقیر نے متعدد بار احباب کے سامنے بیان کیا۔ ایک دن عزیزم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب ساکن گلبرگ اے فیصل آباد مجھے اپنے گھر لے گئے' وہاں ان کے والد ماجد الحاج

چوہدری خدا بخش مرحوم سے ملاقات ہوئی تو چوہدری صاحب موصوف نے بتایا، میں ہوشیار پور سے سیالکوٹ پٹوار کی ٹریننگ کے لئے آیا، وہاں پر نبی کریم کے جسمانی معراج کے متعلق مناظرہ ہوا، میں اُس مجمع میں موجود تھا کہ حضرت فضل شاہ صاحب کلمہ شریف کا ورد کرتے ہوئے، کبھی دیوار سے اِس پار کبھی اُس پار گزرتے رہے اور سات بار آپ دیوار سے گزر گئے۔

یہ واقعہ جب فقیر نے چوہدری صاحب موصوف سے سنا تو فرحت کی ایک لہر دوڑ گئی، کیونکہ اِس واقعہ کو نا معلوم کتنے سال گزر گئے ہیں، اگر میں اس کی تصدیق کے لئے ہزاروں روپے خرچ کرتا تو شاید کوئی بھی چشم دید گواہ نہ ملتا، مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ گھر سے ہی یعنی اپنے ہی محلہ میں چشم دید گواہ موجود ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

(خلیفۃ اللہ: ۳۲۴ مفتی محمد امین صاحب/تحریک تبلیغ السلام مفتی آباد شاہکوٹ روڈ نزد کھرڑیانوالہ فیصل آباد)

سُبْحَانَ اللّٰهِ

حضرت خواجہ غلام حسن کھوڑ پکا والے رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

حضرت خواجہ غلام حسن کھوڑ پکا والے رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ معراج شریف پر تقریر فرما رہے تھے کہ ایک غیر مسلم نے سوال کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں سے اوپر کس طرح چلے گئے؟ آسمانوں کو تو دروازہ ہی نہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ محراب میں کرسی پر جلوہ گر تھے، کرسی سے اُٹھے اور محراب سے پار چلے گئے، فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے ہی بغیر دروازے کے آسمان سے پار گئے، جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بغیر دروازے کے محراب سے پار گیا ہے اور پھر واپس اسی جگہ سے اندر آ کر کرسی پر بیٹھ گئے اور فرمایا ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس بھی آ گئے۔ کوئی مولوی ہوتا تو دلائل دیتا۔ معترض مانتا یا نہ مانتا

'مگر اب تو آنکھوں سے دیکھ لیا تھا' اب کیوں نہ مانے گا۔

یہ شان ہے اُن کے غلاموں کی سردار کا عالم کیا ہوگا

اور معترض یہ منظر دیکھ کر

گر کر قدموں پہ قربان ہو گیا

پڑھ کر کلمہ مسلمان ہو گیا

(اٹھارہ تقریریں: ۱۷۶)

سُبحانَ اللّٰہِ

جسمانی معراج کی تصدیق

صوفی نسیم احمد نقشبندی مجددی عزیزی (محلہ انصاریاں چنیوٹ) اپنی تصنیف لطیف ''تاجدارِ وادیٔ عزیز شریف'' میں فرماتے ہیں کہ ایک روز فیصل آباد سے چند علماء کرام میرے آقا و مولا' شیخ کامل و اکمل' حضور قبلہء عالم' حضرت خواجہ صوفی محمد علی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۱۸ء تا ۱۹۸۲ء) کی خدمت میں چنیوٹ کے قریب وادیٔ عزیز شریف میں تشریف لائے اور کہنے لگے کہ جناب! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی معراج ہونے کا کوئی ایسا ٹھوس ثبوت دیں کہ جسے دل تسلیم کر جائے۔ آپ نے فرمایا: ماننے والے کے لئے تو کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہے' بہر حال آپ عالم لوگ ہیں' میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے عقائد کے مطابق کیا حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ اِن ظاہری آنکھوں اور جسم سے ملاقات ہو سکتی ہے اور جائز ہے۔ وہ کہنے لگے کہ جی ہاں! حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا: آپ یہ بتائیں کہ کسی فرشتہ سے بھی ملاقات ہو سکتی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ہر انسان کے ساتھ فرشتے موجود رہتے ہیں' یعنی کراماً کاتبین۔ کبھی آپ لوگوں کی ملاقات اُن سے ہوئی۔ مولانا صاحبان خاموش ہو

گئے اور ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ کہنے لگے کہ ہماری ملاقات تو کبھی نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا: جب ملاقات ہو سکتی ہے، آپ کبھی کوشش تو کریں، پھر اس فرشتے سے دریافت کرلیں کہ آیا حضور نبی کریم ﷺ کی اُس نے معراج کی رات زیارت کی تھی، اگر کی تھی تو حضور پاک ﷺ جسمانی طور پر عرشِ مُعلٰے تشریف لے گئے تھے یا روحانی، اگر روحانی معراج ہوتی تو کسی فرشتہ کو بھی حضور ﷺ کی آمد کا علم نہ ہوتا، مگر یہاں اُس رات تمام فرشتے اور حُور و غلمان غرضیکہ ساتوں آسمان ایسے سجائے گئے تھے اور ہر مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کا ایسا استقبال کرایا تھا کہ شانِ محبوبیت دیکھ کر ہر چیز صل علیٰ، صل علیٰ کے نغمے گا رہی تھی اور وجدانی کیفیت میں ہر طرف دھوم دھام تھی۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: میری ایک دفعہ فرشتہ کے ساتھ اتفاقیہ ملاقات ہوگئی اور میں نے اُس سے یہ سوال دریافت کیا تھا کہ جب حضور نبی کریم، رؤف الرحیم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تھے تو آپ نے زیارت کی تھی اور حضور پاک ﷺ کا معراج جسمانی تھا یا روحانی تھا۔ اُس فرشتے نے جواب دیا: حضور پاک ﷺ کا معراج مبارک جسمانی تھا اور آپ بنفس نفیس ساتوں آسمانوں کی سیر کرتے ہوئے عرشِ معلّٰے لامکاں پر تشریف لے گئے، بلکہ معراج شریف کی رات حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور پاک ﷺ کو معراج پر لانے سے پہلے تمام آسمانوں پر منادی کی کہ اللہ کے محبوب پاک ﷺ تشریف لا رہے ہیں، اِس لئے ہر کوئی آپ ﷺ کے استقبال کے لیے حاضر ہو۔ پھر نہایت تزک و احتشام سے حضور پاک ﷺ کا ہر آسمان پر استقبال کیا گیا، بلکہ حضور پر نور ﷺ کا چہرہ منور ایسا چمک دمک رہا تھا کہ ہر دیکھنے والی آنکھ چندھیا جاتی اور آپ کے جاہ و جلال کو دیکھ کر ہر کوئی مرحبا مرحبا صلی علیٰ کے گیت گا تا رہا، حُور و غلمان سب جھوم جھوم کر محبوب پاک ﷺ پر درود و سلام پیش کرتے رہے، لہٰذا مجھے تو حضور ﷺ کے جسمانی معراج

شریف کا ثبوت فرشتوں سے بھی مل چکا ہے، اگر آپ لوگوں کو کوئی شک ہو تو آپ اپنے فرشتوں سے معراج شریف کے واقعہ کی تصدیق کر لیں، آپ لوگوں کی تسلّی ہو جائے گی۔ حضور شیخ المشائخ قبلہ عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سن کر وہ تمام علماء خاموش ہو گئے اور کہنے لگے کہ حضور ہماری تو آپ کے ارشاد پاک سے ہی تشفی ہو گئی، ہمارے لئے بھی دُعا فرما دیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ دین کی صحیح سمجھ اور توفیق عطا فرما دیں۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کے لئے دُعا فرمائی اور وہ آپ سے اجازت لے کر چلے گئے۔ آئے تو کچھ بحث مباحثہ کرنے تھے لیکن بیچاروں کی ایک ہی بات میں اِصلاح ہو گئی اور لاجواب سا ہو کر واپس چل دیئے۔

﴿تاجدار وادئ عزیز شریف: ۱۲۳﴾

جے توں کریں مسافری ترے گلاں بنھ پلّے
رُکھا کھاناں زمین تے سونا رکھ سِراندی کھلّے

حضرت مولانا سید عبدالقادر شمس القاری المعروف سید شاہ مرشد علی القادری الحسنی والحسینی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بنگال کے عظیم ترین بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف میں ایک روز بعد از نمازِ مغرب محفل میلاد منعقد ہوئی، جس میں بیرسٹر یوسف علی نے بھی شرکت کی، وہ فرماتے ہیں:

جب میلاد خوانوں نے پڑھنا شروع کیا تو یکا یک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لق و دق میدان ہے، جہاں بیٹھا ہوا ہوں، نہ مسجد نظر آتی ہے اور نہ اہل محفل نظر آتے ہیں۔ صرف میلاد پڑھنے والوں کی آواز میرے کانوں میں آرہی ہے اور وہ بھی بدلی ہوئی، یعنی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے چار پانچ سال کے بچے کچھ پڑھ رہے ہیں۔ اس کے بعد دیکھا کہ ایک مرصع تخت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور

آپ ﷺ کے ساتھ حضرت غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ دیکھتے دیکھتے وہ تخت رسول اللہ ﷺ کو لے کر اس قدر بلندی پر پہنچ گیا کہ ان ستاروں سے، جن کی روشنی لاکھوں برس میں زمین تک پہنچتی ہے، سے بھی آگے نکل گیا...... برابر اسی طرح اوپر کی طرف چڑھتا گیا، یہاں تک کہ ثوابت وسیاروں کے سلسلے سے بھی اس قدر بلند ہوگیا کہ جس کا بیان نہیں ہوسکتا...... تخت جس قدر بلند ہوتا جاتا تھا...... میری نظر بھی اس قدر تیز ہوتی جاتی تھی، اِس لئے ان میں بزرگ ہستیوں کو اس طرح دیکھ رہا تھا جس طرح پہلے دُنیا کے میدان سے بہت قریب سے دیکھا تھا۔

یہ خواب کی طرح نہ تھا۔ بیرسٹر صاحب اس سے قبل معراج شریف کو صرف روحانی سمجھتے تھے، لیکن اب ان کو یقین ہو گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو روحانی نہیں بلکہ جسمانی معراج شریف حاصل ہوئی تھی۔ بیرسٹر صاحب حضور قبلہ سید شاہ مرشد علی القادری کے جلیل القدر مرید تھے۔

(زیارت نبی ﷺ بحالت بیداری حصہ دوم صفحہ ۴۳)

بیانِ معراجِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقبولیت

حضرت پیر صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجہ محبوب عالم شاہ نقشبندی، مجددی سیدوی قدسرہٗ العزیز (سیدا شریف، پھالیہ) شب معراج بڑی دھوم دھام سے منایا کرتے تھے۔ اِس محفل کا حظ وافر انہیں سے پوچھنا چاہئے جن آنکھوں نے وہ روح پرور نظارہ دیکھا اور جن خوش نصیب کانوں نے سُنا۔ اہل ذوق کا مجمع ہوتا۔ دُور دُور سے طالبانِ مولیٰ کھچ کھچ کر چلے آتے، مسجد شریف کا احاطہ شمعدانوں سے سجایا جاتا۔ روشنی سے یہ خِطّہ بُقعہ نور بن جاتا۔ منبر شریف رکھا جاتا۔ آپ سبز دستار باندھ کر منبر شریف پر تشریف رکھتے، دُرود شریف، کلمہ طیبہ کے وِرد سے اہل نسبت کی نسبت جوش میں آتی۔ اُس وقت آپ حضور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ معراج شریف کا واقعہ نہایت محبوبانہ انداز میں بیان فرماتے، جوں جوں رات گزرتی ذِکر معراج شریف شباب پر آتا جاتا، یوں معلوم ہوتا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اور مدینہ والی سرکار کے درمیانی حجاب سب اُٹھ چکے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہیں تشریف لے آئے ہیں۔ سراجاً منیراً کے نور کی موسلا دھار بارش برستی معلوم ہوتی، ذوق وشوق کا دریا موجزن ہوتا، ساری رات یونہی گذر جاتی۔ طالبین کے دِلوں میں حسرت ہی رہتی کہ کاش! یہ شب کیوں ختم ہوئی۔

آپ کے ایک خاص خادم میاں برکت علی صاحب قریشی سکنہ چونڈہ دیوی ضلع امرتسر عرس شریف پر موجود تھے۔ دورانِ وعظ اُن کی زبان سے بے ساختہ نکلا "وہ" یہ کہنے بھی نہ پائے تھے کہ آپ نے منع فرمایا: کہا! "ہوں ہوں" صُبح آپ

نے پوچھا بابا رات کیا بات تھی۔ اُنہوں نے عرض کیا: قبلہ مَیں نے دیکھا کہ سید المرسلین ﷺ ایک تخت پر رونق افروز ہیں اور اپنے بازو مُبارک آپ کے گلے میں ڈالے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو آپ بیان کرر ہے ہیں' یہ بالکل صحیح ہے۔ بے ساختہ میری زبان سے نکلا ''وہ'' پھر آپ نے منع فرمایا۔ آپ فرمانے لگے بابا یہ تو عرصہ دراز سے حضور ﷺ کے ساتھ ایسا معاملہ ہے' مَیں نے تو کبھی ظاہر نہ کیا۔ سالک کو ایسے بے حوصلہ نہ ہونا چاہیئے۔ بہر حال آپ کو اس رات سے ایک خاص والہیت تھی جس کی جانب آپ کی طبع مُبارک خود بخود کھچی۔ آپ اکثر فرماتے کہ اِس شب میں انہیں ہی کیفیات کا وُرود ہوتا ہے اور وہ کیفیات الذالاشیاء معلوم ہوتیں۔ مُریدین کو اکثر ارشاد ہوتا کہ اِس محفل کی شمولیت تمام سال کی حاضری کی مانند ہے۔

(شبِ حسیں برعرشِ بریں: ۱۶/ازخواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ)

طئ زمان و مکان

طئی زمان اور طئی مکان

کسی کام میں وقت نہ لگنا' کام لمبا ہو اور اُسے کرنے میں وقت محسوس نہ ہو اُسے طئی زمان کہتے ہیں' مسافت لمبی ہو اور اِک قدم میں طے ہو جائے' اِس کو طئی مکان کہتے ہیں' ہزاروں میل کی مسافت کو ولی کرامت کے ذریعے اِس طرح سمیٹ لیتے ہیں کہ ایک قدم میں ہزاروں میل طے کرتے ہیں۔ یہ کرامت کے ذریعے جگہ کو بھی لپیٹ لیتے ہیں۔ کرامت کے ذریعے وقت کو بھی سمیٹ لیتے ہیں۔ ہزاروں میل مسافت کو اِس طرح سمیٹ لینا کہ آنکھ جھپکنے میں جا پہنچتے ہیں' ابھی ابھی یہاں ہیں۔ آنکھ جھپکنے میں مدینے پہنچ جائیں' مکے پہنچ جائیں۔ قرآن و حدیث میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں' چند ایک ملاحظہ فرمائیں:

نو سو میل کا فاصلہ آنکھ جھپکتے سمٹ گیا

ملکۂ سبا ''بلقیس'' کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کے شہر سے تقریباً نو سو میل کے فاصلے پر موجود تھا۔ آپ علیہ السلام یہ چاہتے تھے کہ ملکہ بلقیس کی آمد سے قبل وہ تخت آپ کے پاس آجائے۔ بھرے دربار میں فرمایا: کون ہے جو اس تخت کو لے آئے؟ ایک جن اُٹھا اور عرض کی:

اَنَا اٰتِیۡكَ بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ تَقُوۡمَ مِنۡ مَّقَامِكَ (النمل:۳۹)

اگر آپ حکم فرمائیں تو میں آپ کا دربار برخاست ہونے سے پہلے وہ تخت

لے آؤں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: نہیں! اِس سے بھی جلدی چاہیے۔

آپ علیہ السلام کی اُمت کا ایک ولی اُٹھا' عالم کتاب اُٹھا' عرض کی:

اَنَا اٰتِیۡکَ بِہٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّرۡتَدَّ اِلَیۡکَ طَرۡفُکَ (النمل: ۴۰)

اگر اجازت ہو تو میں آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے ابھی وہ تخت لے آؤں:

فَلَمَّا رَاٰہُ مُسۡتَقِرًّا عِنۡدَہٗ (النمل: ۴۰)

جب سلیمان علیہ السلام نے دیکھا تو تخت سامنے حاضر تھا۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی اُمت کے ایک ولی کی یہ شان ہے تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے اولیاء کی کیا شان ہو گی؟ حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے سامنے مسافتیں طے ہو جاتی ہیں ...... زمینیں سمٹ جاتی ہیں ...... فاصلے کم ہو جاتے ہیں...... وقت سمٹ کر اکٹھے ہو جاتے ہیں...... سالوں کا کام لمحوں میں کر لیتے ہیں۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے سامنے یہ کام آسان ہے تو میرے نبی کی شان کیا پوچھتے ہو؟ اگر میں آپ کو مسئلہ سمجھانے کے لئے یوں کہہ دوں کہ معراج کی رات وقت لپیٹ لیا گیا تھا۔ زمینوں کو سمیٹ لیا گیا تھا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور "سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ" اللہ کی قدرت تھی...... زمین و زماں' عرش و کرسی اس طرح سمیٹے گئے کہ آنکھ جھپکنے سے پہلے چلے بھی گئے ...... گزر بھی گئے ...... آ بھی گئے ...... یہ نہ خدا کے لئے مشکل ہے...... نہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مشکل ہے۔

(البیان شریف: ۲۵۳/۴ / از حضرت علامہ ابو البیان پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور طئی زمان

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے کنعان کی طرف چلے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ حکم دیا: اے موسیٰ! تمہیں اُس وقت تک کنعان جانے کی اجازت نہیں جب تک دریائے نیل سے حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت نکال کر ساتھ نہ لے جاؤ' کیونکہ اُنہوں نے وفات سے پہلے دُعا کی تھی کہ میری قبر میرے آبائے قبرستان ''کنعان'' میں بنائی جائے' مگر آپ کے وصال کے بعد مصریوں میں تنازعہ پیدا ہوا' ہر کوئی چاہتا تھا کہ آپ کی قبر انور ہمارے محلے میں بنے۔ اس کی وجہ یہ تھی۔

فَطَلَبَ اَهْلُ كُلِّ مَحَلَّةٍ اَنْ يُّدْفَنَ فِىْ مَحَلَّتِهِمْ رَجَآءَ بَرَكَتِهٖ

ہر کوئی آپ کی قبر انور سے برکت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ (تفسیر مدارک)

بالآخر فیصلہ یہ ہوا کہ آپ کے جسمِ اقدس کو سنگ مرمر کے تابوت میں رکھ کر دریائے نیل میں دفن کر دیا جائے' تاکہ اس پانی سے تمام شہر والے برکت حاصل کریں۔ اے موسیٰ! میں نے اپنے پیغمبر یوسف علیہ السلام کی دُعا قبول کی ہے اور ان کا جسم کنعان کے قبرستان میں دفن ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ان کا تابوت ساتھ لے کر جاؤ' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان کر دیا کہ کسی کو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کا علم ہے کہ ان کا تابوت (صندوق) کس جگہ دفن کیا گیا تھا' تو وہ ہمیں بتائے!

اک بڑھیا آئی' کہنے لگی: مجھے پتہ ہے' فرمایا: دکھاؤ!

حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت دریائے نیل کے وسط میں دفن تھا اور دریا چل رہا تھا' اب دریا کا رُخ موڑنا تھا اور صندوق نکالنا تھا' خشکی والی جگہ بنانی تھی۔ وقت صرف ہونا تھا' یہ دس محرم کی رات تھی اور یہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ دسویں

رات کا چاند دو تہائی رات تک رہتا ہے' پھر ڈوب جاتا' غروب ہو جاتا ہے۔ دو تہائی رات تک چاند نے رہنا تھا' پھر غروب ہو جانا تھا' سرِ شام یہ کام شروع ہو گیا تو اب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ یہ چاند تو دو تہائی رات کے بعد ڈوب جائے گا اور اندھیرا ہو جائے گا' پھر صندوق کے نکالنے میں تاخیر ہوگی' آپ نے اعلان کیا: سارے لوگ اکٹھے ہو کر مل کر کام کرو...... انہوں نے کہا: جناب دو تہائی رات کے بعد چاند ڈوب جائے گا۔ آپ نے فرمایا: یہ کام مجھ پر چھوڑ دو۔

آپ نے اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اُٹھائے اور دُعا مانگی: یا اللہ! چاند کو اسی جگہ ٹھہرا دے...... غروب ہونے سے روک دے...... تاوقتیکہ ہم اپنے کام سے فارغ نہ ہو لیں' دسویں رات کا چاند رُک گیا۔

چاند کئی گھنٹے رُکا رہا...... جب کام مکمل ہوا تو پھر غروب ہوا۔

رات لمبی ہو گئی' لوگ اُٹھ اُٹھ کے بیٹھتے' پھر سوتے' پھر جاگتے' پھر سوتے' پھر جاگتے۔ نہ یہ دس محرم کی رات ختم ہو رہی ہے' نہ چاند ڈوب رہا ہے' صبح تاخیر سے ہوئی۔ جتنی دیر چاند رُکا رہا' صبح رُکی رہی' جتنی دیر صبح رُکی رہی' سورج رُکا رہا۔

(سیرت حلبیہ ۱/۴۲۵)

(البیان شریف: ۴/۲۵۳/ از حضرت علامہ ابو البیان پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام اور طئی زمان

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام قومِ عمالقہ سے چھ ماہ تک جہاد کرتے رہے' جب فتح کے آثار نمودار ہوئے تو جمعہ کا دن تھا' سورج غروب ہونے کے قریب تھا' آپ چاہتے تھے کہ غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے ہمیں قومِ عمالقہ پر فتح مل جائے' کیونکہ ان کی شریعت یہ تھی کہ ہفتہ کی رات اور ہفتے کے دن شکار بھی حرام تھا' جہاد

بھی ممنوع تھا...... غروبِ آفتاب قریب تھا...... ہفتے کی رات آرہی تھی...... سورج ڈوب جاتا تو جہاد کرنا منع ہو جاتا...... آپ تو جہاد سے رُک جاتے، مگر قومِ عمالقہ تو نہ رُکتی، کیونکہ وہ کافر تھے، اِس خطرے کے پیشِ نظر کہ کہیں فتح شکست میں نہ بدل جائے اور قومِ عمالقہ غالب نہ آجائے۔

حضرت یوشع علیہ السلام نے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے...... یا اللہ! سورج کو کہہ دے، آگے نہ جائے، کیونکہ مَیں جہاد کر رہا ہوں۔ جب تک میری قوم کو فتح نہ مل جائے، سورج آگے نہ جائے (یعنی غروب نہ ہو)...... سورج ٹھہر گیا...... دن لمبا ہو گیا۔ جب حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی قوم کو فتح ہو گئی پھر سورج غروب ہوا۔ (مسند احمد الرقم: ۸۳۲۲)

﴿البیان شریف: ۲۵۳/۴/ از حضرت علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ﴾

سُبحانَ اللّٰہِ

جو خدا...... حضرت یوسف علیہ السلام کے تابوت کی خاطر چاند روک سکتا ہے۔

جو خدا...... حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لئے سورج روک سکتا ہے۔

وہ خدا...... اپنے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کے لئے گردشِ افلاک کو بھی روک سکتا ہے۔

سُبحانَ اللّٰہِ

حضرت شیخ علاء الدین سمنانی قدس سرہٗ سے روایت ہے، بہت سے اوقات اس قسم کے ہیں کہ ہم صبح کو نماز ادا کرتے ہیں اور اوراد پڑھتے ہیں، ذکر کے بعد توجہ کی طرف مشغول ہوتے ہیں۔ چنانچہ اِس عالم اور اِس کے متعلقات سے باہر نکل جاتے ہیں اور دوسری دُنیا میں منتقل ہو جاتے ہیں، سو سال، دو سو سال اور ہزار سال خدمت و طاعت میں مشغول ہوتے ہیں، چنانچہ تین سو ساٹھ دن کا سال گزارتے

ہیں اور روزانہ پانچ وقت نماز ادا کرتے ہیں' ہر سال میں تیس دن رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہیں' سنن اور نوافل ادا کرتے ہیں اور جب توجہ سے سر اُٹھاتے ہیں تو سورج طلوع ہونے والا ہوتا ہے۔ اس کا فہم و ادراک بہت گہرا ہے' اربابِ باطن پر یہ حقیقت روزِ روشن سے زیادہ واضح ہے۔ (معارج النبوت: ۳۹۶/۲)

سُبحانَ اللّٰہِ

ویکھ حکایت مومنوں دیواں اِک سُنا
علاؤالدولہ آکھدا آہا ولی خدا

رہندا وچہ سمنان دے اللہ دا مقبول
حال سُناوے آپنا سُن بندے مجہول

بیٹھاں وچہ مراقبہ پڑھ کے نماز
گذراں ایس جہان تھوں اندر حال نیاز

ویکھاں ہور جہان مَیں گذرن برس ہزار
بیوی بچے ہوونڈے آوے ناہ شمار

روزے ماہ رمضان دے رکھاں نال نیاز
پنجے وقت گذار دا ہاں مَیں پنج نماز

دن ہُندے ہر برس دی تن سوسٹھ ۳۶۰ کمال
پڑھاں وظائف روز دے ایہو میرا حال

جدوں پیشانی آپنی چُکاں نال نیاز
ہووے وقت اشراق دا چاشت پڑھاں نماز

ولیاں دا ایہ حال ہے تینوں دیاں سُنا
اوہ تے سرور پاک سا ہور حبیب خُدا

سُبحانَ اللّٰہِ

خواجہ محمد پارسا قدس سرہُ العزیز نے اپنی کتاب ''فصل الخطاب'' میں طی زمان ومکان کے سلسلہ میں درج کیا ہے کہ قصہ معراج کی تصدیق کے بعد حضرت جنید قدس سرہ العزیز کا ایک مرید ایک مرتبہ دریائے دجلہ پر نہانے کے لیے گیا' جب کپڑے اُتار کر پانی میں داخل ہوا' فی الفور ہندوستان میں پہنچ گیا' وہاں شادی کی' اولاد ہوئی' عرصہ تک وہاں قیام پذیر رہا' دوسری مرتبہ پھر اُس نے خود کو دریائے دجلہ کے پانی میں دیکھا' اُس کے کپڑے کنارے پر رکھے ہوئے تھے' اُس نے نکل کر کپڑے پہنے اور شیخ کی خانقاہ میں آیا۔ دیکھا! کہا: اِسی نماز کے لیے لوگ وضو کر رہے ہیں' خواجہ محمد پارسا قدس سرہ العزیز کا فرمان بھی ہے کہ جب سالک اِس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو ایک سانس میں ہزار سالہ عبادت کر سکتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ سالک کا ایک لمحہ عامتہ الناس کے ہزار سالوں کے برابر ہے۔

﴿معارج النبوت: ۳۹۶/۲ از ملا معین الواعظ الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ ☆ سیاحِ لامکاں: ۲۰۷ از قلندر علی سہروردی﴾

سُبحانَ اللّٰہِ

اندر فصل خطاب دے لکھیا لبھ مذکور
شیخ محمد پارسا ولیاں وچہ مشہور

کہیا اُس نے ایک دن وچہ دَجلے دریا
اِک مُرید جُنید دا غوطہ مارے جا

ویکھے اپنے آپ نوں اندر ہندوستان
کردا عورت اِک تھیں شادی مرد جوان

ہوئے بیٹے، بیٹیاں مُدت عمر گذار
اِک دن دریا جائے کے نھاون دُوجی وار
غوطہ پانی وچہ او مارے مرد خدا
باہر ڈِٹھا آن کے اوہو دجلہ سا
کنڈھے اُتوں کپڑے جلدی لیوے پاء
مُرشد والی خانقاہ جاوے مرد خدا
کر دے لوگ نماز دا وضو اجے پچھان
قِصہ سارا آکھیا ہوئے لوگ حیران

سبحان اللہ

بہت سے بزرگوں نے ایک لمحہ میں پورا قرآن مجید حرف حرف اور لفظ لفظ پڑھا ہے، یہ حالت سلطانُ الاولیاء حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب پائے مبارک رکاب پر رکھتے، دوسرا پاؤں رکھنے سے پہلے تمام قرآن ختم کر لیتے۔

خاص علی المرتضیٰ وَلیاں دے سردار
قدم رکابے رکھدے ہُندے جدوں سوار
قدم نہ دَہر دے دوسرا ہُندا ختم قرآن
حرفاً حرفاً آیتاں شک نہ دِلوچہ آن
اوہ پیارے رب دے کر دے کھیل عجیب
ہے محروم جہان دے اندر لکھ حبیب

حاصل کلام یہ کہ جب خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم احاطہ کون ومکان اور دائرہ دور زماں سے اوپر نکل گئے اور تمام ماسوی اللہ سے علیحدگی اختیار کر لی یہاں تک کہ لباس ہستی

بھی وجودِ اقدس سے اُتار لیا گیا مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے آخر میں (سلسلۂ نبوت ختم کرنے والے) ہیں)

﴿پ ۲۲ سورۂ احزاب آیت نمبر ۴۰﴾

اور خلعت رحمت پہنایا گیا فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَھُمْ اور جب انہیں بھیجا' آپ رحمت تھے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

﴿پ ۱۷ سورۂ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۷﴾

اور اے رسول محتشم (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہانوں کے لئے سراپا رحمت بنا کر بھیجا۔ ﴿معارج النبوت: ۲/۳۹۷﴾

سُبحانَ اللّٰہِ

سی معراج اِک راز محبتاں' دائمیں سی ہر اک دی سمجھ وچہ آن والا
سَد یا طالب نے اتے مطلوب گیا' اتے جبریل سی سَد لے جان والا
بعضے کہندے نے بناں دروازیاں تھیں' گیا کس طرح عرش تے جان والا
اے پر عقل نوں آبر کی دخل اوتھے' جانے جان والا یا لے جان والا

سُبحانَ اللّٰہِ

تحفۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

معراج مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تکمیل کو پہنچ چکی تو وہ لمحہ آیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم لاہوت وملکوت سے عالم ارضی کی طرف مراجعت فرمانا تھی۔ محبوب حقیقی سے انتہائی قرب ووصال کے بعد جدائی کا تصور مظہری طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اضطراب والتہاب کا باعث بنا۔ وصل کی لذتوں اور حلاوتوں سے سرشار ہونے کے بعد آنے والے ہجر وفراق کے لمحات کا طبع مبارک پر گراں گزرنا ایک فطری بات تھی اِس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ ایزدی میں التجا کی کہ باری تعالیٰ ان قرب ووصال کی نعمتوں کی محروی کا کچھ تو مداوا ہونا چاہئے تو جواب ملا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! ہم کیفیات لا یزال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محروم نہیں کرنا چاہتے اِس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو الوداع کہتے ہوئے ہم ایک ایسا تحفہ عطا کررہے ہیں جو عالم دُنیا میں ہجر وفراق کی ناشکیبائیوں اور اضطراب والتہاب کی نارسائیوں کو وصل محبوب کی راحت وسکون میں بدل دے گا۔ یہ تحفہ تیری اُمت کے لئے بھی ہے کہ اگر وہ معراج کی کیف وسرور آگیں لذات سے آشنا ہونا چاہے گی تو اُسے بھی یہ کیفیت اِس تحفے کے ذریعے نصیب ہو جائے گی۔ لیکن اس معراج المؤمنین تک رسائی حاصل کرنے کے لئے محنت اور تگ ودو کرنا پڑے گی کہ یہ مقام سعی پیہم کے بعد ہی نصیب ہوتا ہے۔ اِس تحفے کا نام ہے ''اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ'' (نماز مومنوں کی معراج ہے)۔

معراج المؤمنین کی مصداق نماز بندہ وخالق کے درمیان ایسا تعلق بندگی اُستوار کرنے کا موجب بنتی ہے جس سے حجابات اُٹھ جاتے ہیں اور قرب ووصال

کی لذتیں نصیب ہونے لگتی ہیں۔ اس مقام پر عاشق ربانی کو نماز کے علاوہ اور کسی چیز میں قرار نہیں ملتا۔ یہ مقام ہر اللہ کا بندہ حاصل کر سکتا ہے لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ نماز کو کمال خشوع و خضوع اور استغراق و محویت کی کیفیت میں ڈوب کر ادا کیا جائے کہ اس طرح یہی نماز بندے کیلئے معراج کا پیش خیمہ بن جائیگی۔

سبحان اللہ

نماز تحفۂ معراج ہے' نماز اہم عبادت ہے۔ دیگر عبادات کا فریضہ زمین پر نازل ہوا مگر نماز کی فضیلت اور اس کی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو عرشِ اعظم پر بلا کر نماز کا تحفہ عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے:

وَاَنْ اَقِيْمُو الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ﴿پ ۷' سورہ الانعام آیت ۷۲﴾

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور اللہ سے ڈرو۔

قرآنِ حکیم میں باری تعالیٰ نے اسی (۸۰) سے زیادہ مقامات پر نماز کا حکم بڑی صراحت کے ساتھ صادر فرمایا ہے لیکن ایک مقام پر حکم نماز کا ذکر انتہائی حکمت آموز پیرایہ اور اچھوتے انداز سے کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ

"سورج ڈھلنے کے بعد سے رات کے تاریک ہونے تک نماز ادا کیا کر"

﴿پ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۸﴾

قرآنِ پاک میں اور جتنے بھی مقامات پر حکم نماز وارد ہوا ہے وہ اکثر اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ کے الفاظ میں ہے جو عربی قواعد کے مطابق امر صیغہ جمع "تم نماز قائم کرو" کے معنی کا حامل ہے' یعنی نماز ادا کرنے کا حکم اجتماعی سطح پر جمیع اُمت کے

لئے ہے لیکن متذکرہ صدر آیہ کریمہ میں نماز کا حکم دیتے ہوئے امر صیغہ واحد استعمال کیا گیا ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ حکم نماز کے باب میں باری تعالیٰ کی طرف سے براہِ راست حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا گیا ہے کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تم نماز قائم کرو۔

ایہہ نماز نیاز کمال تحفہ لکھاں اوگناں تے پردے پا دیوے
ایہہ نماز مکالیاں گندیاں نوں دھو مانج کے صقل چڑھا دیوے
فحشہ بے حیائیاں نوں دُور کر کے ایہہ نماز حضور پہنچا دیوے
کدی پڑھیئے محبت دی لاگ لا کے ایہہ نماز سب راز بتا دیوے
ظاہر باطن صفائیاں دا نور چشمی ایل میل تمام اڈا دیوے
ایہہ نماز معراج اے موم‍ناں نوں باطن ملک دے سیر کرا دیوے
ولی پیر فقیر نماز گردی غوث قطب ابدال بنا دیوے
ایہہ نماز نہ چھڈی پیغمبراں نے ہووے کون جو سیس اٹھا دیوے
جان بجھ جو ترک نماز کردا رب کافراں نال سزا دیوے
بے نماز دا قلب سیاہ مُردا اتوں صورتاں لکھ سجا دیوے
اجکل بے نماز کئی بنے مُرشد انہاں پاپیاں نرگ جلا دیوے
مسلمان نماز دے باجھ کہیا بھاویں پیریاں لکھ جگا دیوے
دم دم نال نماز مجہول آکھن اسی پڑھیئے ابلیس پڑھا دیوے
صدی چودھویں راج فرنگیاں دا ہووے کون جو سچ سنا دیوے
ناہیں باجھ نماز نجات ہرگز ڈھوئی رب ناہیں کسے جا دیوے
دائمؔ منگ نماز شبیر رضی اللہ عنہ والی تلے تیغ دے فرض نبھا دیوے

جنت کے در کھل جاتے ہیں

حدیث پاک میں روایت ہے کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جب کوئی بندہ نماز میں داخل ہوتا ہے اور اسے پورے تقاضوں کیساتھ ادا کرتا ہے تو اس پر یہ آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں اس کی تفصیل بیان ہوئی ہے اس کا اجمالی تذکرہ کیا جاتا ہے۔

پہلا دروازہ......بابِ معرفت

نماز میں داخل ہوتے ہی جب بندہ کلمات ثناء اپنی زبان سے ادا کرتا ہے تو اِس پر پہلا دروازہ (باب المعرفت) کھول دیا جاتا ہے جس سے اُسے معرفتِ الٰہی کا خزانہ عطا کر دیا جاتا ہے۔

دوسرا دروازہ......بابِ ذِکر

جب بندہ زبان سے تسمیہ کلمات ادا کرتا ہے تو جنت کا دوسرا دروازہ جو باب الذکر سے موسوم ہے کھل جاتا ہے، جس کے نتیجے میں بندہ ذِکر الٰہی کی نعمتوں کا حقدار بن جاتا ہے۔

تیسرا دروازہ......بابِ شکر

بندہ جب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کے کلمات پر پہنچتا ہے تو اس کا دل احساس تشکر و امتنان سے مغلوب ہو جاتا ہے اور وہ بارگاہِ ایزدی میں اس بات کا اعتراف واقرار کر لیتا ہے کہ وہ ذاتِ الٰہی ہی تمام تعریفوں کی سزاوار ہے تو اس بندے پر "باب الشکر" کھول دیا جاتا ہے۔

چوتھا دروازہ......بابِ رجاء

جب بندہ "اَلْحَمْدُ" کے بعد "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کے کلمات زبان پر

لاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ میرا بندہ میری بے پایاں رحمتوں کا ذکر کر رہا ہے اس لئے اُس پر "باب الرجاء" کھول دیا جائے۔

پانچواں دروازہ......بابِ خوف

جب بندہ قلب و روح گہرائیوں میں ڈوب کر "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" کے الفاظ زبان سے ادا کرتا ہے تو گویا وہ خود کو ایک ملزم کی طرح سب سے بڑے بادشاہ کے دربار میں پیش کرتا ہے۔ خوفِ خدا سے لرزہ براندام ہو کر جب وہ احساس جرم سے مغلوب ہو جاتا ہے تو رحمتِ پروردگار فرشتوں کو حکم دیتی ہے کہ میرے اس بندے پر "باب الخوف" کھول دیا جائے تاکہ خشیتِ الٰہی کی وجہ سے وہ میری رحمتوں سے نوازا جا سکے۔

چھٹا دروازہ......بابِ اخلاص

جب بندہ "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" کہہ کر خدا کی بندگی کا اقرار کرتا ہوا اُس سے استعانت کا طلب گار ہوتا ہے تو اس پر "باب الاخلاص" کھول دیا جاتا ہے جس سے اُسے خالق حقیقی کی معرفت میں اخلاص نصیب ہو جاتا ہے۔

ساتواں دروازہ......بابِ دُعا

جب بندہ "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" پر پہنچ کر اللہ ربُّ العزت کی بارگاہ میں سیدھی راہ پر چلنے کی ہدایت کا خواستگار ہوتا ہے تو فرشتوں کو جنت کا ساتواں دروازہ "باب الدعاء" کھول دینے کا حکم دیا جاتا ہے۔

آٹھواں دروازہ......باب الاقتداء

آخر میں جب بندہ "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" تک پہنچتا ہے اور منعم حقیقی سے اس کے انعام یافتہ بندہ کے زُمرے میں شریک ہونے کا طلبگار ہوتا ہے اور ان لوگوں سے بریت کا اظہار کرتا ہے جو ضلالت و گمراہی کی وجہ سے اس کے غیظ و غضب کا

نشانہ بنے تو فرشتوں کو جنت کے آخری دروازے ''باب الاقتداء'' کو کھولنے کا حکم دے دیا جاتا ہے اور اس طرح اس کی نماز معراج کے درجے کو پہنچ جاتی ہے۔ اللہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے ...... امین، ثم امین۔ ﴿سہ ماہی شمس المشائخ، نارووال، جولائی اگست ستمبر ۲۰۰۷ء ص ۴۲﴾

سُبحانَ اللّٰہِ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام عبادتوں میں سب سے زیادہ نماز پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے اور اس کو افضل العبادات قرار دیا گیا ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کی پرسش ہوگی: ؎

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اوّلین پرسش کہ نماز بود

یعنی قیامت کا دن ایسا ہولناک ہوگا کہ جان پگھلتی ہوگی، نفسی نفسی کا عالم ہوگا مگر اس روز میدانِ محشر میں سب سے پہلے نماز ہی کی پرسش ہوگی۔

نماز ایک ایسی برگزیدہ اور پسندیدہ عبادت ہے کہ جس سے کسی نبی کی شریعت خالی نہیں۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے اس وقت تک رسولوں کی اُمت پر نماز فرض تھی۔ ہاں اس کی کیفیت اور وقت مقرر ہونے میں البتہ تغیر ہوتا رہا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ ...... نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتا ہے، اور جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے اُس کے لئے ربِ کریم جل مجدہٗ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿پ ۱۰، سورہ توبہ آیت ۶۱﴾

اور جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ

نماز دین کا ستون ہے، جس نے نماز ترک کر دی اُس نے دین کا ستون گرا دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ صَلٰوۃٌ ...... نماز جنت کی کنجی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ ...... نماز مومنوں کی معراج ہے۔

جملہ عبادات میں نماز ہی تنہا ایسا عمل ہے جسے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایمان کی معراج قرار دیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کو نماز سے بے پناہ محبت اور رغبت تھی اِس کا ذِکر حدیث مبارکہ کے ان الفاظ سے بخوبی واضح ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ ﴿مسند احمد بن حنبل﴾

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

یَا بِلَالُ اَقِمْ فَارِحْنَا بِالصَّلٰوۃِ

اے بلال (اذان پڑھ کر) نماز کے ساتھ ہمیں راحت پہنچایئے۔

اَلصَّلٰوۃُ نُوْرُ الْمُؤْمِنِ ...... نماز مومن کا نور ہے۔

بَیْنَ الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ

کفر اور ایمان کے درمیان میں فرق نماز کا چھوڑنا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شکم میں درد تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قُمْ فَصَلِّ فَاِنَّ فِی الصَّلٰوۃِ شِفَاءٌ (اُٹھو نماز پڑھو بے شک نماز میں شفاء ہے)

نماز نامہ

قائم کرو نماز نوں مسلمانوں' بار بار اِیہہ حکم قرآن وچ اے
سب توں پہلاں نماز دی پُچھ ہونی' قسم رب دی حشر میدان وچ اے
جہنے جان کے ترک نماز کیتی' داخل ہون والا کفرستان وچ اے
ایہہ نماز معراج اے موموناں لئی' نبی پاک ﷺ دے پاک بیان وچ اے
بے نماز توں سُور پناہ منگے' ملفوظات ایہہ باہُو سلطان وچ اے
ایہہ نماز ستون اِسلام دا اے' کھلی ہوئی ایہہ آیت فرقان وچ اے
کئی سو واری خدا دا حکم آیا' کیڈی سخت تاکید جہان وچ اے
جنہاں جنہاں نے قائم نماز کیتی' گھر اوہناں دا باغ جنان وچ اے
بے نمازا جنازہ نہیں جائز تیرا' حکم شرع دا ایہہ فقدان وچ اے
بے نماز دا قلب سیاہ ہندا' اِنج سمجھ لوؤ جیویں شیطان وچ اے
بے نماز نوں اللہ دا خوف ہے نہیں' اوہدی جگہ نہ زمیں اسماں وچ اے
بے نماز دا غیئی مقام ہونا' حکم صاف حدیث و قرآن وچ اے
بے نماز انسان بے درد ہندا' ردیا ہویا اوہ دونوں جہان وچ اے
اصغر حج' نماز' زکوٰۃ' روزہ' کلمہ نبی دا میری زبان وچ اے

◆ ◆ ◆

حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز کا پابند ہے یعنی پنجگانہ نماز پڑھتا ہے' ماں کی عزت کرتا ہے' باپ کا ادب کرتا ہے' ہر جمعہ کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتا ہے' کل قیامت کے دن وہ جہاں بھی ہوگا' میں

عبدالقادر اس کی شفاعت کروں گا۔ ﴿ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، انڈیا فروری ۱۹۹۰ء ص ۲۵﴾

نماز کی تاکید اور فضائل سے قرآن مجید، کتب احادیث شریفہ کے مبارک صفحات مالا مال ہیں۔ کسی اور عبادت کی اس قدر تاکید اور اتنی سخت وعید شریعت میں نہیں ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نماز نہ پڑھنے والے مرد اور عورتوں کو قتل کرنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ یعنی جو مرد اور عورت نماز نہ پڑھے اُس کو قتل کر دینا چاہئے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو مرد مسلمان یا عورت نماز نہ پڑھے اس کو قید کر دیا جائے اور جب تک وہ توبہ کر کے نماز پڑھنا شروع نہ کر دے قید میں رکھا جائے۔

حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ جو شخص مرد یا عورت ایک وقت کی نماز نہ پڑھے مثلاً فجر کی نماز قضا کر دی اور ظہر تک توبہ نہ کی، ظہر کی بھی نماز قضا کی اور پھر توبہ نہ کی تو اس کو قتل کر دینا چاہئے اور اس شخص کو غسل میت دیا جائے نہ کفن دیا جائے نہ نماز جنازہ پڑھی جائے، نہ وہ مسلمانوں کے گورستان میں دفن کیا جائے۔ بلکہ اُس کو کسی چیتھڑے میں لپیٹ کر مسلمانوں کے قبرستان سے علیحدہ کہیں گڑھا کھود کر مٹی میں دبا دیا جائے اور مال واسباب، دولت وغیرہ ضبط کر لیا جائے۔

اہمیت و تاکیدِ نماز

اک روز مومنو تمہیں مرنا ضرور ہے، پڑھتے رہو نماز یہ قول حضور ہے
پڑھتے رہو نماز تو چہرے پہ نور ہے، پڑھتے نہیں نماز تو اپنا قصور ہے

اپنے کیئے کی جلد سزا آپ پاؤ گے' اے بے نمازی سیدھے جہنم میں جاؤ گے
جب روزِ محشر تخت پہ ہوگا کبریاء' اُس وقت کیا کہو گے تمہیں آئے گی حیاء
شرم و حیاء سے اس گھڑی سر کو جھکاؤ گے' جنت تو کیا ملے گی جہنم میں جاؤ گے
توبہ کرو خدارا نمازیں پڑھا کرو' مکر و فریب و جھوٹ سے ہر دم بچا کرو
مسجد خدا کا گھر ہے عبادت کا کام ہے' دُنیا کی باتیں کرنا تو مطلق حرام ہیں
پڑھتے ہیں جو نماز جماعت سے سر بہ سر تیار کر رہا ہے وہ جنت میں اپنا گھر
بخشائے گی خدا سے اے شاہِ بحر و بر' مسلم میں اور بخاری میں لکھی ہے یہ خبر
جس نے ترک کی نماز تو وہ ناس ہو گیا' جس نے پڑھی نماز تو وہ پاس ہو گیا
پڑھتے رہو نماز تو بہتر یہ کام ہے' دین رسول پاک کا اس سے قیام ہے
مت کھاؤ سود' سود کا کھانا حرام ہے' بس یہ دُعا خدا سے میری صبح و شام ہے
پابند بے نماز کو کر دو نماز کا اور اس کے دِل میں شوق بھر دو نماز کا
ناراض اپنی بیوی سے ہوتے ہو ہر گھڑی' کہتے ہو کام اس کو خوب روز ہر گھڑی
اس کو بھی ہے نماز سکھائی کوئی گھڑی' تم سے نکاح کر کے مصیبت میں ہیں پڑی
دیکھو نماز پڑھنا نہ اس کو سکھاؤ گے' بیوی کے ساتھ تم بھی جہنم میں جاؤ گے
اے مومنو! نماز کو نہ کرنا تم قضاء قرآن میں صاف صاف یہ کہتا ہے کبریاء
تلخی سے مرض کے لئے ہے ایک یہ دوا اندھیری قبر میں بھی بسائے گی یہ وبا
مرنے کے بعد حشر میں دولہا بنائے گی سہرا نجات کا یہی سر پہ اوڑھائے گی
شمر لعین نے سر کو جو تن سے جدا کیا اس دم سر حسین تھا سجدے میں جھک رہا
اہل جہاں کو شوق شہادت دکھا دیا حق کی رضا میں اپنا گھر لٹا دیا
دیکھو کیسی عبادت نماز ہے بھولوں نہ مرتے دم بھی یہ نعمت نماز ہے
اے مومنو نماز خدا سے ملائے گی مرنے کے بعد گلشن جنت دلائے گی

خالق سے تم کو روزِ جزا بخشوائے گی جنت میں اپنے ساتھ تمہیں لے کے جائے گی
ساری عبادتوں میں عبادت نماز ہے اے مومنو یہ دین کی دولت نماز ہے
جو کچھ کے مرتبہ تھا بنایا نماز کا ہوگا سر پہ حشر میں سایہ نماز کا
مضبوط پکڑے ہاتھ سے پایا نماز کا یہ مرتبہ خدا نے بنایا نماز کا
پڑھ لو نماز دل سے تو ہو جاؤ گے ولی کھل جائے گی پھر آپ کی دل کی کلی
توفیق دے یہ مجھ کو تو اے میرے کبریاء کرتا رہوں نماز کی تبلیغ جا بجا
کر دوں میں اپنی جان کو اسلام پر فدا اے بے نمازیوں تمہیں کہتا ہوں بر ملا
ڈنکا یہ دین کا بجانے کے واسطے پڑھ لو نماز خلد میں جانے کے واسطے

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت، پیر و مرشد کی نظر کرم اور والدین کی دعاؤں سے یہ کام ۲۲ر جمادی الثانی ۱۴۴۱ھ/ ۱۷ فروری ۲۰۲۰ء کو مکمل ہوا...... رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم۔

ریاست علی مجددی
0304 313 6715
قاضی کوٹ، حافظ آباد روڈ، گوجرانوالہ

فہرس المراجع والمصادر

قرآنِ مجید......کلامِ الٰہی

❖ بخاری شریف ❖ شرح صحیح مسلم ❖ تفریح الخاطر ❖ طبرانی ❖ ترمذی شریف ❖

❖ دلائل النبوۃ ❖ مشکوٰۃ شریف ❖ سنن نسائی ❖ مصنف عبدالرزاق ❖ شفاء شریف ❖

❖ تفسیر روح البیان ❖ مواہب لدنیہ زرقانی ❖ تفسیر ابن کثیر ❖ الیواقیت والجواہر ❖

❖ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم / از سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ❖ احیاء العلوم ❖ شعب الایمان ❖

❖ مقالاتِ کاظمی، جلد اوّل ❖ اٹھارہ تقریریں ❖ ماہنامہ انوار الفرید ۲۰۰۳ء: ۲۷ ❖

❖ زیارت نبی بحالت بیداری حصہ دوم ❖ سیّاحِ لامکاں / از قلندر علی سہروردی ❖

❖ مکتوبات شریف / از مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ❖

۲۵ البیان شریف / علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ، درگاہ حضرت ابوالبیان گوجرانوالا

۲۶ معارج النبوت / ملا معین واعظ الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ / مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور..

۲۷ کمبل پوش صلی اللہ علیہ وسلم / دائم اقبال دائم رحمۃ اللہ علیہ / مکتبہ رومی وجامی واسوؔ منڈی بہاؤالدین

۲۸ فلسفۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم / پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری / منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

۲۹ شب حسیں بر عرشِ بریں / خواجہ محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ / بزمِ توکلیہ سَید اشریف، تحصیل پھالیہ۔

۳۰ سیاحِ لامکاں صلی اللہ علیہ وسلم / پیر ابوالفیض قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ / انجمن سہروردیہ کراچی

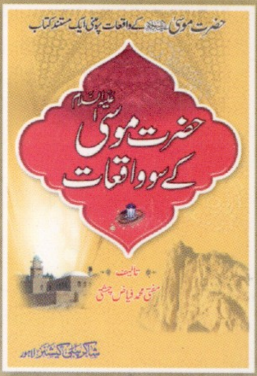
۳۱ ماہنامہ نعت (معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر) مارچ ۱۹۸۹ء ملتان روڈ لاہور.........

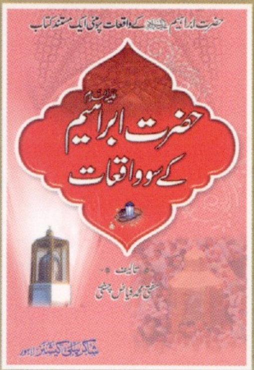
۳۲ تاجدارِ وادیٔ عزیز شریف.........................

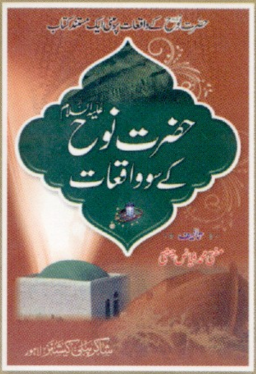
۳۳ خلیفۃ اللہ: ۳۲۴ / مفتی محمد امین صاحب / تحریک تبلیغ السلام مفتی آباد شاہکوٹ روڈ نزد کھڑیانوالہ فیصل آباد

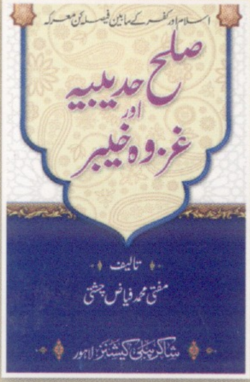
۳۴ کلام اصغر علی اصغر رحمۃ اللہ علیہ "نماز نامہ" صاحبزادہ محمد شفیق مجاہد / چشتی کتب خانہ۔

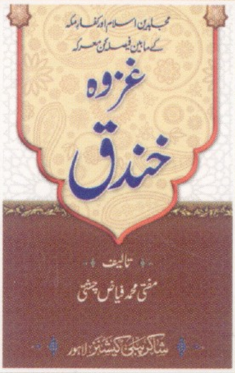
شاکر پبلی کیشنز کی معیاری کتابیں

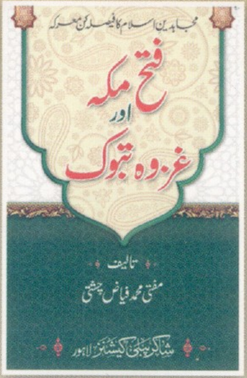




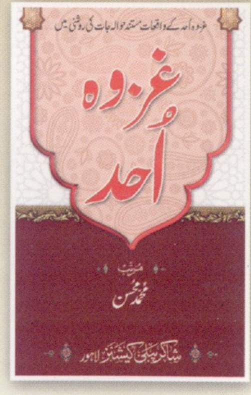














شاکر پبلی کیشنز
38-اُردو بازار لاہور
042-37240084